المذہب المختار

بتائیدِ اقوالِ اہلِ بیتِ الاطہار

مسلک اہلبیت اطہار

حکمِ تصنیف و تقدیم

پیر سید سجاد حیدر شاہ بخاری صاحب

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

تصنیف

محمد رفیق کیلانی

ناشر

محمد جمیل کیلانی تحریک تعلیماتِ نقشبندیہ لاہور

المذہب المختار

بتائید اقوالِ اہلِ بیتِ اطہار

مسلک اہلِ بیتِ اطہار

[redacted]

حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری صاحب

[redacted]

پیر سید سجاد حیدر شاہ صاحب بخاری

آستانہ عالیہ
حضرت کیلیانوالہ شریف

ناشر: دار التبلیغ
آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف (گوجرانوالہ)

المذہب المختار

بتائید اقوال اہل بیت اطہار

مسلک اہل بیت اطہار

حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری صاحب

پیر سید سجاد حیدر شاہ صاحب بخاری

آستانہ عالیہ
حضرت کیلیانوالہ شریف

ناشر: دار التبلیغ
آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف (گوجرانوالہ)

کچھ اس ایڈیشن کے بارے میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی الہ الطیبین الطاہرین

الحمدللہ۔ یہ ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ردشیعیت پر ایک گراں قدر کاوش ہے۔ جس میں اب (۱) مسلک اہل بیت اطہار (۲) شان پنجتن پاک (۳) حضرت امیر معاویہ کے حق میں اہل بیت رسول ﷺ کا فیصلہ (۴) حدیث قسطنطنیہ اور یزید لعین (۵) "تمام اولیاء اللہ کا حضرت امیر معاویہ کے متعلق عقیدہ" پر وقتاً فوقتاً چھپنے والے زیر د تخطی کے مضامین جو بعض اوقات مستقل کتب کی صورت میں کئی کئی ایڈیشن یکے بعد دیگرے چھپ چکے ہیں۔ اب اس مجلد میں یکجا کر دئے گئے ہیں۔ اس مجلد کا مواد بالاستیعاب غوثِ زماں، عالم اسلام کی عظیم روحانی شخصیت قبلہ عالم حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہٗ کی بارگاہ میں قبول ہونا میرے نزدیک اللہ کریم اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ قدس میں قبولیت کی واضح علامت ہے۔

آپ کی خصوصی نظرِ کرم کا فیضان یہ ہے کہ اس مجلد میں مواد کو پڑھ کر ملک کے دور دراز حصوں سے کثیر خطوط دربار شریف موصول ہوئے (جو بفضلہ تعالیٰ ہزاروں میں ہیں) جن میں شیعیت سے تائب ہونے والوں کی بھی ایک لمبی فہرست ہے۔ حضرت موصوف کے حکم سے ایک دفعہ پھر انتہائی خوبصورت جلد میں کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے خود پڑھیں دوسروں کو پڑھائیں اور چراغ سے چراغ جلاتے جائیں یہی اس کا ہدیہ ہے۔ ہمارے ایک مخلص پیر بھائی جناب محمد افضل گکھڑ سے جو پیشے کے لحاظ سے استاد ہیں۔ اس ایڈیشن کے جملہ اخراجات برداشت کر رہے ہیں۔ اللہ کریم انہیں اجر عظیم عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین

مورخہ 15-10-2012 راقم الحروف ناچیز محمد رفیق کیلانی

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف پیر سید سجاد حیدر شاہ صاحب بخاری

انتساب

میں حقیر پر تقصیر، اس تصنیف کا انتساب حضور غوث الاغیاث، قطب الاقطاب، حضور قیوم العصر، حضرت قبلہ عالم، حضرت الحاج **پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب** بخاری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے نام کرتا ہوں۔ کہ جن کے کرم نے دینی و دنیاوی سعادتوں سے میرا دامن مراد بھر دیا۔ اور جنہوں نے اپنی نگاہ فیض اور روحانی تصرف سے ردّ شیعیت و نجدیت میں پنتالیس کتب اپنے خدام علماء سے تصنیف کروا کر وہ کام کیا کہ نگاہ شوق صدیوں جسکی منتظر رہتی اور جنکی سراپا نور صورت و سیرت صداقت اسلام کی بیّن دلیل ہے

عہد فاروق از جمالش تازہ شد
حق ز حرف اُو بلند آوازہ شد

ہزاروں خدام کی دعا میں یا اللہ میری بھی یہ دعا قبول فرما۔

دونوں عالم میں رہیں بے خوف ہم ہر خوف سے
مرشدی باقر علی، شیر خدا کا ساتھ ہو

پیر سید سجاد حیدر شاہ صاحب بخاری
آستانہ عالیہ
حضرت کیلیانوالہ شریف

الاھداء

میں یہ تصنیف حضور غوث الاغیاث، قطب الاقطاب، حضور قیوم العصر، حضرت سیدی ومولائی حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم القدسیہ کے لخت جگر ونور نظر، بے مثل باپ کے بے مثل روحانی جانشین، عالمی مبلغ اسلام، میرے علم دین کے اول وآخر استاد، سیدی وسندی، میرے قبلہ کعبہ، حضرت الحاج

پیر سید محمد عظمت علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم

القدسیہ کی خدمت اقدس میں ہدیہ پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ سب کچھ محض اور محض آپ کے علم دین پڑھانے کی برکت سے ہے۔

وہ شمع بارگہِ خاندان مرتضوی
رہے گا مثل حرم جن کا آستاں مجھ کو
نفس سے جس کے کھلی مری آرزو کی کلی
بنایا جن کی مروت نے نکتہ داں مجھ کو

پیر سید **سجاد حیدر شاہ** صاحب بخاری
آستانہ عالیہ
حضرت کیلیانوالہ شریف

تقدیم

(یہ تحریر پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، عالمِ اسلام کے عظیم روحانی پیشوا، قُدوۃُ السالکین، زُبدۃُ العارفین، نقیبِ مسلکِ مجدد الف ثانی، پاسبانِ فیضانِ حضور اعلیٰ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری و حضور قبلۂ عالم حضور پیرِ کیلانی رحمۃُ اللہ علیہما نے خصوصی طور پر اپنے دستِ مبارک سے لکھ کر اس کتاب کی ابتدا میں شائع کرنے کیلئے عطا فرمائی ہے یہ نورانی تحریر تمام مسلمین بالخصوص سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے وابستگان کیلئے رہنمائی کا سبب ہے)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ - وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ - اَمَّا بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیۡ کَلَامِہِ الۡمَجِیۡدِ وَفُرۡقَانِہِ الۡحَمِیۡدِ - لَا یَسۡتَوِیۡ مِنۡکُمۡ مَّنۡ اَنۡفَقَ مِنۡ قَبۡلِ الۡفَتۡحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیۡنَ اَنۡفَقُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَقٰتَلُوۡا ؕ وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الۡحُسۡنٰی ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ

ترجمہ: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں

ان سے بڑے ہیں۔ جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

(پ ۲۷ ع ۱۷ : الحدید)

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے ایک گروہ وہ ہے جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے اور جنہوں نے خدا تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کیا اور فی سبیل للہ جہاد کیا۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے اور خرچ کیا اور جہاد کیا۔ ارشاد ربانی ہے کہ فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے اور خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے پہلے گروہ کے برابر نہیں ہو سکتے بلکہ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے لوگوں کا درجہ ان لوگوں سے بلند اور بڑا ہے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام کیلئے ایک عام اعلان فرمایا جسمیں پہلے پچھلے سب کے سب صحابہ رسول شامل ہیں۔ وہ اعلان ہے۔

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

مذکورہ ارشادِ خداوندی سے ثابت ہوا کہ سب صحابہ کرام کے درجات اگرچہ ایک جیسے نہیں ہیں بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح بعض بعض سے افضل ہیں۔ لیکن

جس طرح اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ والے صحابی جنتی ہیں۔ اسی طرح کم درجہ والے صحابی بھی جنتی ہیں۔ جب تمام صحابہ کرام جنتی ہیں تو ایمان والوں کیلئے جنتیوں کا احترام کرنا اور ان سے محبت کرنا بھی لازم ہے اور جو آدمی جنتیوں پر طعن لعن۔ تبرا بازی کرے اور ان کو منافق غاصب ظالم کہے وہ بفرمانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ظالم اور لعنتی ہے کیونکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جو آدمی کسی پاک طیب آدمی پر لعنت کرے۔ وہ لعنت لوٹ کر خود لعنت کرنے والے پر پڑتی ہے۔ جب صحابہ کرام بفرمان خدا تعالیٰ جنتی ہیں اور جنتی تو مستحقِ رحمت ہوتا ہے۔ نہ کہ مستحقِ لعنت اور جو کسی جنتی کو مومن نہ جانے وہ خود ایمان سے خالی ہے۔ لہٰذا جو آدمی صحابہ کرام کو لعنتی کہتا ہے وہ خود لعنتی ہے۔ اس حکم میں جس طرح خلفاءِ راشدین شامل ہیں۔ اسی طرح ازواجِ مطہرات بھی شامل ہیں۔ اس طرح حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر۔ حضرت عمرو بن عاص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنھم بھی شامل ہیں۔ اکثر لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے ادبی اور گستاخی کے دروازہ سے بدعتِ رفض میں داخل ہوتے ہیں اور اللہ معاف فرمائے! شانِ صحابہ کا انکار یعنی بدعتِ رفض خود قرآن پاک کا انکار ہے اور قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔ ہاں جس پر خدا تعالیٰ رحم وکرم فرمادے تو اس کو آگاہی ہو جاتی ہے اور توبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے چنانچہ قبلۂ عالم حضور والد ماجد صاحبِ عرس رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے چند ماہ بعد کی بات ہے کہ ایک بیلی نے جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنگ کرنے کا ذکر کیا تو میں نے بھی نسبی

حمیت کے جذبہ کے تحت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ ناپسندیدگی کے الفاظ کا اظہار کیا منہ سے الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ یک لخت طبیعت منقبض ہوگئی اور باطن کا سرور اور کیف بے کیفی اور بے لذتی کے ساتھ تبدیل ہوگیا اور اسی پریشانی کے عالم میں توبہ اور استغفار کرنا شروع کیا۔ رات کو جب نیند آئی تو عالمِ رویا میں دیکھتا ہوں کہ حضور قبلۂ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک شریف میں بیٹھا ہوں تو رحمتِ عالم، نورِ مجسم، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے ہیں اور آپ کے پیچھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور ان کے پیچھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس سے گذر کر میرے پاس تشریف لائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے مجھے فرمایا کہ ان کے متعلق تُو نے ایسے لفظ کیوں کہے ہیں میں نے عرض کیا مجھ سے غلطی ہوگئی ہے! پھر آپ نے فرمایا ''تو نے یہ لفظ کیوں کہے ہیں؟'' میں نے عرض کیا غلطی ہوگئی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے گئے اس کے بعد میں نے توبہ استغفار کرنی شروع کی چنانچہ اس دوران حضور قبلۂ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی کئی بار زیارت بھی نصیب ہوئی۔ تاہم طبیعت کی بے چینی دور نہ ہوئی انہی ایام میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ مرشدِ حقانی، حضرت قبلۂ شیرِ ربانی، سرکار اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں میں بھی حاضر ہوں چند اور بیلی بھی آپ کے پاس حاضر ہیں سامنے دریا ہے جو کہ کناروں تک بھرا ہوا

ہے۔ حضور قبلۂ شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دریا کس طرح پار کریں گے؟ میں نے عرض کیا حضور میں تیرنا جانتا ہوں آپ میرے کندھے پر سوار ہوں میں تیر کر دریا پار کرلوں گا۔ چنانچہ جناب نے میری درخواست منظور کرلی اور دریا میں اترنے کیلئے جو گذرگاہ بنی ہوئی ہے میں اس میں بیٹھ گیا اور حضرت شیر ربانی سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر مجھ پر اس طرح سوار ہوئے کہ جناب کا دایاں قدم مبارک میرے سینہ اور پیٹ کے دائیں حصہ پر اور جناب کا بایاں قدم مبارک میرے سینے اور پیٹ کے بائیں حصہ پر اور میں نے اپنے ایک ہاتھ سے جناب کو تھاما ہوا ہے اور دوسرے ہاتھ سے تیر رہا ہوں اور جناب نے میرا سر پکڑا ہوا ہے۔ جب نصف دریا کے قریب ہم پہنچے تو حضور قبلۂ عالم شیر ربانی نے فرمایا۔ "لالیا! سنبھل کر چلنا۔ اب میرا بوجھ بھی تجھ پر ہی ہے" میں نے عرض کیا جناب کی دعا کی ضرورت ہے پھر کوئی فکر نہیں۔ چنانچہ اسی حال میں دریا عبور کیا

ان تمام زیارتوں اور بشارتوں کے باوجود دل میں ایک بات بیٹھ گئی تھی کہ آگاہی کے وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے تھے لہٰذا یقینی معافی اس وقت ہوگی جب سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے جمال باکمال سے نوازدینگے۔ چنانچہ ایک رات سویا تو قسمت جاگ اٹھی یعنی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور شرفِ زیارت سے نوازا اور کافی دیر تک تقریباً آٹھ دس منٹ تک اپنے قلبِ منور والی جانب اپنی بغل مبارک میں لئے پیار اور شفقت فرماتے رہے اور اس طرح بے سکون دل کو سکون اور قرار کی دولت سے مالا مال کیا۔ تب جا

کر مجھے اطمینان ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں جو معمولی سی نامناسب بات میں نے کی تھی ۔ آج اس کی معافی ہوگئی ہے یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضور مولائے کائنات ، شہنشاہِ ولایت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا میری راہنمائی اور آگاہی کیلئے اکیلے تشریف لانا ہی کافی تھا لیکن آگاہی کے وقت بھی اور پھر میرے توبہ واستغفار کے بعد بھی حضور پُرنور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود تشریف لائے جو میرے لئے رحمت ہی رحمت اور کرم ہی کرم کا سبب ہے اس کے باوجود کئی سال بعد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حرمین طیبین کی حاضری نصیب ہوئی تو پھر بارگاہِ خدا جل وعلا اور بارگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں معافی کا خواستگار رہا۔

قارئین ! مذکورہ بالا آیت کریمہ میں جن حضرات کے ساتھ جنت کا وعدہ کیا گیا ہے سیدنا علی المرتضیٰ ، سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی انہی میں شامل ہیں تو ثابت ہوا کہ جب تک کوئی شخص آلِ رسول ، ازواجِ رسول اور اصحابِ رسول کو جنتی مان کر ان کی تعظیم نہ کرے اور ان سے محبتِ ایمانی نہ رکھے ۔ اس وقت تک وہ مومن نہیں ہوسکتا تو ایسے شخص کے ولی ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ولی تو مومن ہی ہوسکتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

"اے بھائی چونکہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولایتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا بوجھ اٹھانے والے ہیں ۔ اس لئے اقطاب ۔ ابدال ۔ اوتاد

کے مقام کی تربیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد و اعانت کے سپرد ہے ۔ قطب الاقطاب کا سر مبارک حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم کے نیچے ہے قطب مدار انہی کی حمایت و رعایت سے اپنے ضروری کام (امور) سرانجام دیتا ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امامین کریمین حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اس مقام میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شریک ہیں

(مکتوباتِ حضرت امام ربانی دفتر اوّل حصہ چہارم مکتوب ۲۵۱)

معلوم ہوا کہ اقطاب وابدال تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد سے بنتے ہیں تو جو شخص حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی اور مدد کا قائل ہی نہ ہو وہ ولی کیسے بن سکتا ہے؟ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہُ السامی اپنے مکتوباتِ مقدسہ میں کئی مقامات پر ایک حدیث قدسی کا مضمون بیان کرتے ہوئے اولیاء اللہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ هُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ یعنی اولیاء اللہ ایسی جماعت ہے جن کے پاس بیٹھنے والا آدمی بد بخت نہیں ہو سکتا یہ بات بالکل برحق ہے لیکن ایک بات ذہن میں رہے کہ اس بیٹھنے والے سے مراد وہ شخص ہے جو اولیاء اللہ کے پاس عقیدت و محبت سے بیٹھے اور جو آدمی نکتہ چینی اور اعتراض کی نیت سے بیٹھے وہ اس میں شامل نہیں :۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ جیسے حضور پُرنور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ۔ لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہری طور پر دیکھا تو ابو جہل نے بھی تھا لیکن وہ کافر ہی

رہا کیونکہ اس نے محبت، عقیدت اور نورِ ایمانی سے سرکار کو نہ دیکھا تھا خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۔ ترجمہ" اے محبوب! وہ آپ کی طرف نظر تو کرتے ہیں لیکن وہ آپ کو دیکھتے نہیں ہیں" کیونکہ اگر اُن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آجاتے اور جلوۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی آنکھوں کو نصیب ہو جاتا تو وہ آپ پر ایمان لے آتے۔ بالکل اسی طرح اولیاء اللہ کے پاس صرف عقیدت اور محبت سے بیٹھنے والا ہی فیض حاصل کر سکتا ہے اور وہ یقیناً درج بالا حدیث قدسی کا مصداق ہوتا ہے اور کبھی بد بخت نہیں ہو سکتا۔ اللہ والوں کے سچے غلاموں کا ہمیشہ خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔

الحمدللہ! آپ میرے اس مضمون کو بار بار غور سے پڑھیں گے تو آپ محسوس فرمائیں گے کہ رافضیت اور خارجیت سے ہم اہل سنت کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں۔ اسی لئے آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف سے بیک وقت شانِ صحابہ میں بھی اور حبِ اہلِ بیت پاک میں بھی کثیر کتب شائع کی گئیں ہیں

یہ تحریر اللہ کریم جل جلالہ کے کرم، اس کے حبیبِ پاک، امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کی خصوصی نظرِ رحمت پاک اور سلسلۂ عالیہ کے تمام سائیوں و بزرگانِ دین کی خصوصی توجہات اور دعاؤں کا نتیجہ ہے

اسے پڑھنے والا ہر آدمی اسے پڑھ کر اپنی آخرت سنوارے گا۔ ہمارا مقصود بھی اس سے صرف یہی ہے کہ تبلیغِ اسلام ہو اور وہ بھی بالخصوص عقائدِ حقہ کی تبلیغ۔ عزیز! سوچنا چاہیے کہ اگر پیارے آقا حضور پرنور نبی کریم ﷺ کے متعلق، آپ کے ازواجِ مطہرات کے متعلق کہ خدا تعالیٰ نے جنہیں مومنوں کی مائیں ارشاد فرمایا ہے، حضور ﷺ کی چار شہزادیوں کے متعلق چار شہزادیاں ہونے کا عقیدہ، حضور ﷺ کے سسرال، آپ ﷺ کے پیارے صحابہ اور آپ ﷺ کی اہل بیت پاک اور آل پاک (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے متعلق ہی تمہارا عقیدہ درست نہ ہو تو کیا پھر بھی امید رکھ سکتے ہو کہ روزِ قیامت حضور پُرنور نبی کریم ﷺ کی شفاعت تمہیں نصیب ہوگی؟ ہرگز نہیں! برخوردار! روزانہ زندگی کا سفر طے ہو رہا ہے اور یوں سمجھنا چاہیے کہ ہم اپنے سفر کا ایک میل فاصلہ روزانہ طے کر رہے ہیں بالآخر ہمیں اللہ پاک کی اور اس کے رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں ایک روز پیش ہونا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے؟ ذرا ہوش کریں! صریح آیاتِ قرآنی کا انکار کون سی نفع کی بات ہے؟

اللہ تعالیٰ صدقہ حضور نبی کریم ﷺ قبول فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

السید محمد باقر علی شاہ بخاری نقشبندی مجددی کیلانی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

دیباچہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد:

قرآن مجید میں امتِ مسلمہ کو خیرِ امت یعنی تمام امتوں سے بہتر امت فرمایا گیا، کیوں؟ اس لئے کہ تبلیغِ اسلام کا منصب و ذمہ داری ان کے سپرد کر دی گئی، فرمایا:

کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ (۳: ۱۱۰)

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی (بھلائی) کیلئے نکالی گئی ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔"

ہمارے آقا و مولا حضور سید الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلسلۂ نبوت ختم ہوا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کی یہ ڈیوٹی لگائی۔

بلغوا عنی ولو ایۃ (الحدیث)

اگرچہ ایک آیت ہی ہو مجھ سے آگے پہنچاؤ۔

چونکہ مقصودِ ربانی یہ تھا کہ یہ ابدی ہدایت بعد میں آنے والے ہر زمانے کیلئے جاری و ساری ہو پس اللہ کریم نے جو ہدایت اور شریعت حضور پر نور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی اسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ پاک تک پہنچا دیا۔ صحابہ پاک نے ان معانی کو جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے الفاظ سے مراد لئے تھے ان کو سمجھ لیا اور انہوں نے وہ تمام باتیں تابعین تک پہنچائیں، تابعین نے بھی ان کی مراد کو سمجھ کر اس کو تبع تابعین تک پہنچایا، تبع تابعین سے لے کر آج تک ہر دور میں محبوبانِ خدا، آئمہ دین، محدثین عظام، مفسرین، فقہاء، اولیاء اللہ، مجدد دین اور علمائے اسلام تبلیغ دین اور مخلوق خدا کی اخروی بھلائی جیسے عظیم مشن پر کمر بستہ ہیں۔ لہٰذا جو کوئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اعتراض کرتا ہے یا ان کا منکر ہے درحقیقت وہ اسلام کا حقیقی دشمن ہے اور اسلام کی عمارت کو بنیادوں سے ہی منہدم کرنا چاہتا ہے۔ خاص طور پر جب مختلف فتنے پیدا ہو جائیں تو تبلیغ دین کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ "فتنوں کے ظہور کے وقت جو عالم اپنے علم کو ظاہر نہ کرے اور تبلیغِ اسلام کے لئے اپنی توانائیاں صرف نہ کرے تو قرآن و حدیث میں جو وعیدیں آئی ہیں ان کی رُو سے نہ اس کا کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ نفل۔"

آپ کے ہاتھوں میں یہ کتاب بھی اسی عظیم تبلیغی مشن کی ایک کڑی ہے، جو حضور قیوم العالم قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، عالم اسلام کے عظیم روحانی پیشوا اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری، نقشبندی، مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے حکم پر تصنیف کی گئی ہے جنہوں نے اپنی نگاہِ فیض سے اب تک اپنے خدام علماء سے ردِ شیعیت، نجدیت پر پنتالیس کتب تصنیف کروا کر رہتی دنیا تک وہ عظیم تبلیغی فریضہ سرانجام دیا ہے کہ جس کے لئے شاید نگاہِ شوق ابھی کئی صدیوں تک منتظر رہتی۔ زیرِ نظر تصنیف حضور قبلہ کے اس خیال مبارک کی تکمیل ہے کہ حضور موصوف کے حکم سے مذہب شیعہ پر انتہائی مدلل اور اس موضوع پر انسائیکلوپیڈیا اور اتھارٹی قرار پانے والی سترہ جلدیں حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور نے تصنیف فرمائیں۔ یہ ایک عظیم علمی ذخیرہ ہے جو بلاشبہ دربارِ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کی نگاہِ فیض کا نتیجہ ہے۔ یہ عظیم اور بحرِ بیکراں علمی مواد ہے جسے عوام تو کجا تمام علماء بھی مکمل طور پر پڑھنے سے شاید عاری ہوں، ہزارہا صفحات پر یہ علمی ذخیرہ بکھرا پڑا ہے میرے آقائی و مولائی حضور قبلہ اکثر یہ خیال فرماتے کہ اس کا خلاصہ تیار ہو جائے۔ الحمدللہ! یہ کتاب اس سلسلے کی کاوش ہے جس میں محض خلاصہ کی بجائے مقصدِ حقیقی پیش نظر رکھا گیا ہے کہ مذہب شیعہ کے تمام اہم مختلف فیہ مسائل کو اس انداز سے سلجھایا جائے کہ مناظرین اسے پڑھیں تو انہیں یہ دلائل دیگر کتب سے بے نیاز کر دیں۔ خطیب حضرات کو سلیس اور عام فہم انداز میں دلیل کی قوت فراہم کریں۔ تحقیقی اور تاریخی نقطہ نظر سے مطالعہ کا ذوق رکھنے والے بھی اس موضوع سے انصاف کی ادائیگی کی گواہی دیں اور ایک عام فہم قاری بھی اگر تلاش حق کیلئے اسے اٹھائے تو اس کا دل مصنف کی پُر درد اور بے لاگ تحقیق سے متاثر ہو کر وہ مسلک اختیار کرنے پر مجبور ہو جائے جو مسلک اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا تھا۔ اس لئے اس کتاب کا نام "المذہب المختار بتائید اقوال اہل بیت الاطہار" یعنی "مسلکِ اہل بیت اطہار" رکھا گیا ہے۔ جس میں دس ابواب ہیں جن کی ترتیب کچھ یوں ہے۔

باب اول: افضل البشر بعد از انبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتائید قرآن وحدیث واجماعِ امت واقوال حضرت علی۔

اس باب میں دو فصل ہیں پہلی میں افضلیت صدیقی پر دلائل ہیں اور تفضیلیہ کا رد ہے۔ دوسری فصل میں اہل تشیع کے بنیادی عقیدہ خلافت بلافصل کی تردید میں اکیس دلائل خود معتبر ترین

کتب شیعہ سے ہیں۔

باب دوم: باغِ فدک پر شیخین کی تائید حضرت علی اور دیگر آئمہ اہل بیت سے۔

ہر صاحب انصاف قاری پڑھ کر بفضلہٖ تعالیٰ مسلک اہل سنت کی صداقت کی گواہی دے گا۔

باب سوم: خلفاء ثلاثہ کے نبی وآل نبی سے خاندانی نسبی تعلقات اس باب میں بالخصوص ۲۵ کتب شیعہ سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامادِ علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما ہونا ثابت کیا گیا ہے اور ۳۳ معتبر ترین کتب شیعہ سے چار بنات رسول ﷺ کا ثبوت پیش کر کے حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے دامادِ مصطفیٰ ﷺ ہونے کی حقیقت روزِ روشن کی طرح آشکار کی گئی ہے۔

باب چہارم: ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اہل بیت ﷺ کا فیصلہ''

چونکہ روافض و شیعیت کی بنیاد ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گستاخی سے شروع ہوتی ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر محب اہل بیت حضرات حسنین کریمین کا ان کے حق میں بیعت کا فیصلہ تسلیم کرے، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعتِ امیر معاویہ پر تا دمِ آخر بیس سال تک قائم رہے۔

باب پنجم: مروجہ ماتم اور اس کا رد، اکیس عدد آئمہ کے فرامین سے۔

باب ششم: ''ڈرو اس وقت سے جو آنے والا ہے'' یعنی وہ کفریات جنہیں خود اہل تشیع بھی پڑھ کر لرز جائیں لیکن انہوں نے کبھی غور نہیں کیا۔

دیگر ابواب تعزیہ نکالنا، کڑے پہننا اور گھوڑا نکالنا جیسے موضوعات پر مشتمل ہیں جو اہل تشیع کے موجودہ دور کے شعار اور نشانیاں ہیں۔ ان مسائل پر اہل بیت کے فیصلے پیش کئے گئے ہیں۔

اللہ کریم کی بارگاہِ اقدس میں التجا ہے کہ یہ کتاب ذریعۂ ہدایت بنائے اور پڑھنے سننے والے اسے دل و دماغ میں جگہ دیں۔ اس کتاب سے شیعیت کو بذریعہ دلیل روکنے کے جذبے سے بھرپور علماء و خطباء کو مفت دینے کے عزم کے ساتھ میرے سیدی و مولائی حضرت صاحب خالصتاً ذاتی خرچ سے چھپوا رہے ہیں۔

اللہ کریم آپ کا سایہ ہما پایہ تا ابد ہمارے سروں پر قائم رکھے اور دنیا و آخرت میں آپ کی سنگت نصیب ہو۔ آمین ثم آمین

پیر سید سجاد حیدر شاہ صاحب بخاری
آستانہ عالیہ
حضرت کیلیانوالہ شریف

باب اول

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور آپ کی خلافتِ بلا فصل نیز حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی بیعت کے حق میں حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

☆﴿فصلِ اول﴾☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ: وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمُ. فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیۡ کَلَامِہِ الۡمَجِیۡدُ ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ اِذۡ ھُمَا فِی الۡغَارِ اِذۡ یَقُوۡلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

قارئین محترم! شیعہ عام طور پر دو گروہ ہیں۔ ایک وہ جو خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو خلفاءِ برحق مانتا ہے لیکن حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو ان سب سے افضل جانتا ہے۔ یہ تفضیلیہ ہیں۔ مسلکِ حق اہل سنت و جماعت کے نزدیک ان کا کیا حکم ہے؟ حضور سیدنا امام ربانی، حضور مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز کے نورانی الفاظ مبارکہ میں مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کا فیصلہ ملاحظہ ہو:-

"بالجملہ افضلیتِ شیخین یقینی است ۔۔۔ منکرِ افضلیت شیخین را نیز حکم بکفر نکنیم

ومبتدع وضال دانیم ‘‘ ترجمہ: الغرض شیخین کی افضلیت یقینی ہے۔ شیخین کی فضیلت کے منکر کو کفر کا حکم ہم نہیں کرتے البتہ ہم اسے بدعتی اور گمراہ ضرور جانتے ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم صفحہ ۱۳۰ مکتوب ۲۶۶)

۲۔ وآنکہ ہمہ را برابر داند و فضل یکے بر دیگرے فضولی انگارد بوالفضول است عجب بوالفضول کہ اجماع اہل حق را فضولی داند ترجمہ: اور جو شخص سب صحابہ کو برابر جانے اور ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا فضول سمجھے وہ خود ابوالفضول اور احمق ہے۔ وہ کیسا عجب ابوالفضول ہے کہ جو تمام اہل حق کے اجماع کو فضول جانتا ہے۔ (مکتوبات شریف جلد اول دفتر اول حصہ چہارم مکتوب ۲۶۶ ص ۱۳۱)

لہٰذا تفضیلیہ کا کل صحابہ اور امت کے متفقہ عقیدہ سے ہٹ جانا اور بدعت فی العقیدہ کا مرتکب ہو جانا اور گمراہ ہونا ایک طے شدہ امر ہے۔ اس زیرِ مطالعہ باب میں قرآن وسنت واجماع صحابہ اور ان تینوں مصادر کے جملہ حوالہ جات کی تشریح وتعبیر خود کتب شیعہ اور آئمہ اہل بیت پاک کے فرامین سے پیش کر کے بالخصوص مجمع صحابہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ضمناً حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی روزِ روشن کی طرح اجاگر کی گئی ہے جو انشاء اللہ اہل حق کے قلب وجاں کیلئے نور، مذبذبین کیلئے دلیل اور منکرین کیلئے حجت ثابت ہوگی اور بفضلہٖ تعالیٰ پڑھنے کے بعد آپ میرے اس دعویٰ کی تائید فرمائیں گے۔ اہل شیعہ کا دوسرا گروہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو خلیفہ برحق بھی نہیں مانتا۔ ان کا رد اسی باب کی دوسری فصل میں تفصیل سے کر دیا گیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل کو ڈنکے کی چوٹ پر تسلیم کر کے آپ کی بیعت فرمائی اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی بیعت فرمائی۔ آمدم بر سر مطلب!

قارئین حضرات: اس درج بالا آیت کریمہ میں صریحاً دو چیزوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ (1) یہ کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ثَانِیَ اثْنَیْنِ میں شامل ہیں اور (2) اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ کے الفاظ مبارکہ سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے شرفِ صحابیت کا ذکر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے قرآن مجید کا جز بنا دیا گیا لہٰذا جو آپ کے شرفِ صحابیت کا منکر ہو گا وہ قرآن کا منکر ہو گا اور قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔ لہٰذا آپ کا اسلام میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مبارکہ کے بعد ثانی ہونا اور آپ کا شرفِ صحابیت نصِ قطعی سے ثابت ہے جس پر مزید دلائل کی ضرورت نہیں۔

پھر یہ بھی طے شدہ بات ہے کہ اگرچہ تمام صحابہ کرام نفسِ صحابیت میں برابر ہیں لیکن انکے درجات میں فرق ہے۔ خود قرآن مجید درجاتِ صحابہ بیان کرتا ہے یہ اس لئے بیان کرنے کی ضرورت ہے تا کہ کسی ذہن میں یہ بات نہ آئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی افضل ترین ہستیوں میں درجہ بندی کیونکر ممکن ہے یا کیسے کی جا سکتی ہے؟ اہل سنت و جماعت کے نزدیک احکام کا ماخذ سب سے پہلے قرآن مجید، اس کے بعد صاحبِ قرآن حضور پُرنور نبی کریم رؤوف ورحیم سید عالم ﷺ کا مبارک فیصلہ اور اس کے بعد تیسرا درجہ اجماعِ صحابہ و اجماعِ امت کا ہے۔ فضائل و مراتبِ صحابہ میں اولین درجہ بندی خود قرآن مجید نے فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ سورۃ الحدید کی آیت مبارکہ: فرمایا

"لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا ط وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی : (پ ۲۷ ع ۱۷ سورۃ الحدید)

ترجمہ "تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح مکہ کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے"۔

اس آیت مبارکہ میں لَا یَسْتَوِیْ نصِ قطعی ہے اور مِنْکُمْ سے تمام صحابہ مراد ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگرچہ تمام صحابہ اولین وآخرین جنتی ہیں لیکن لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ کے الفاظ مبارکہ سے یہ وہم ختم ہو گیا کہ وہ سب برابر ہیں۔ یہ الفاظِ قرآن ہیں اور انکارِ قرآن مجید کفر ہے۔

جیسا کہ یہاں واضح طور پر فرمایا گیا کہ فتح مکہ سے پہلے جہاد اور انفاق کرنے والے فتح مکہ کے بعد جہاد اور انفاق کرنے والوں سے افضل ہیں۔ پھر فتح مکہ سے قبل جہاد اور انفاق کرنے والوں میں بھی درجات ہیں اور ان سب صحابہ میں بھی ایمان، انفاق اور جہاد میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چونکہ اول ہیں لہٰذا تمام صحابہ میں سے بھی افضل قرار پائے۔

اس آیت مبارکہ کا شان نزول اور شرح میں صدر الافاضل حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر خزائن العرفان مع ترجمہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی درج

کرنا چاہوں گا۔ یہ تفسیری حاشیہ اہل سنت کے جملہ اسلاف متقدمین مفسرین کی ترجمانی میں خلاصۃ التفاسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ ملاحظہ ہوں۔ حضرت صدر الافاضل کے الفاظ: آپ فرماتے ہیں۔

"یہ آیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جو ایمان لائے اور پہلی وہ شخصیت ہیں کہ جنہوں نے راہ خدا میں مال خرچ کیا اور رسول کریم ﷺ کی حمایت کی اور اس حمایت میں جانی مشقتوں سے شرف جہاد حاصل کیا۔

اہل شیعہ بھی آپکے اولِ اسلام ہونے کا واشگاف الفاظ میں اقرار کرتے ہیں۔ "اِنَّ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ بَعْدَ خَدِیْجَۃَ اَبَابَکْرٍ ترجمہ: بے شک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد جو سب سے پہلے ایمان لائے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے" قرآن مجید سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے "ثانی اثنین میں شامل ہونے" "حضور سید عالم ﷺ کا صحابی ہونے" کے بعد آپکے تقویٰ کا ذکر بالخصوص قرآن مجید نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے تقویٰ کے ساتھ کیا۔ فرمایا وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (سورہ زمر) ترجمہ: "اور جو سچ لے کر آیا اور جس نے اس سچ کی تصدیق کی وہ متقی ہیں"۔

حوصہ مخالف پر خود اس کی کتب حجت ہوتی ہیں لہٰذا اس ارشادِ خداوندی کی تفسیر خود اہل شیعہ کی تفسیر کے امام ابوعلی فضل بن حسن طبرسی کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ اَیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَصَدَّقَ بِہٖ اَیْ اَبُوْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (تفسیر مجمع البیان جلد ۳ جز نمبر ۵ ص ۴۵ مطبوعہ تہران) ترجمہ: "اور جو سچ لے کر آیا یعنی اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ اور جس نے اس سچ کی تصدیق کی یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ ہستیاں متقی ہیں"۔

آپکا تقویٰ نص قطعی سے ثابت ہو گیا۔ اہل سنت متقدمین کی تفاسیر کے خلاصۃ التفاسیر کے طور پر حضرت صدر الافاضل کی تفسیر خزائن العرفان کے ساتھ اس وقت اہلِ شیعہ کی تفسیر مجمع البیان جلد پنجم پ ۳۰ سورہ لیل ص ۵۰۲ میرے سامنے ہے جہاں فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ....وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقٰی کے متعلق واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ نَزَلَتْ فِیْ اَبَا بَکْرٍ: یعنی یہ آیات حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں۔

اب فریقین کی تفاسیر کے مطابق قرآن مجید کی عبارت النص سے آپکا اتقیٰ یعنی سب سے بڑا متقی ہونا ثابت ہو گیا۔ یہاں نصِ قطعی سے آپ کے حق میں اتقیٰ فرمانا اور دوسرے مقام پر اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (تم میں سے اللہ کے ہاں سب سے بڑھ کر عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے) کو معیارِ تکریم قرار دے کر مجمعِ صحابہ میں آپکی بزرگی و فضیلت قرآن مجید نے جمیع صحابہ کرام پر مسلم فرما دی۔

بلکہ کمال ہے اہلِ شیعہ کے تفسیر کے امام علامہ طبرسی کے مطابق اللہ کریم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں "اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ (سورہ نور آیت نمبر ۲۲) ترجمہ: "یعنی اے صحابہ تم میں سے صاحبِ فضیلت" کے الفاظ نازل فرما

کر مجمعِ صحابہ میں سے خصوصیت کے ساتھ آپکو تاجِ فضیلت بخشا (تفسیر مجمع البیان جزء ۷ جلد چہارم ص ۱۳۳)

قارئین محترم! یہ فضیلت منجانب اللہ ہے جسے عطا ہو جائے اسے کوئی چھین نہیں سکتا۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ کی سب سے بہتر اور عملی تفسیر خود حضور پرنور نبی کریم رؤف و رحیم سید عالم ﷺ نے کی۔ تمام صحابہ میں افضل امت ہونے کا فیصلہ آپ نے خود فرمایا اور بحمدہٖ تعالیٰ اہل سنت و جماعت تو کجا! خود کتبِ شیعہ کو بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے بغیر چارہ نہ رہا کہ امام الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین جانِ رحمت اور والیِ امت ﷺ نے خود اپنی ظاہری زندگی مبارکہ میں کل صحابہ کے مجمع میں سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے مصلائے امامت پر کھڑا فرمایا۔

اہل شیعہ میں نہج البلاغہ کا مقام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ اسکی شرح الدرۃ النجفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۲۲۵ مطبوعہ تہران کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:۔ ۱

فَلَمَّا اشْتَدَّ بِهِ الْمَرَضُ اَمَرَ اَبَابَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کا مرض بڑھ گیا تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

یہی مصنف آگے لکھتا ہے:۔

وَالصَّحِيْحُ عِنْدِيْ وَهُوَ الْاَكْثَرُ وَالْمَشْهُوْرُ اِنَّ اَبَابَكْرٍ صَلّٰى بِالنَّاسِ بَعْدَ ذٰلِكَ يَوْمَيْنِ ثُمَّ مَاتَ

ترجمہ: میرے نزدیک صحیح یہ ہے اور یہی حقیقت اکثر و مشہور ہے کہ بے شک

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد بھی دو دن تک تمام نمازیں پڑھائیں اور پھر حضور سید عالم ﷺ کا وصال ہوا۔ (درہ نجفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۲۲۵ مطبوعہ تہران)

کون ان اہل شیعہ کو سمجھائے کہ جو اپنے فرضی تصورات میں افضل البشر بعد از انبیاء حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے ادبی میں کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہیں؟ اور اپنے ایمان کا بیڑہ غرق کر دیتے ہیں کاش یہ دیکھا ہوتا کہ پوری امت میں سے افضل قرار دے کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امام المتقین نائبِ مصطفیٰ اور مقتدائے مرتضیٰ کس ہستی نے انہیں بنایا اگر امامتِ نماز فضیلت کا معیار نہیں تو معراج کی رات خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو امام الانبیاء والمرسلین بنا کر خود کیوں امامتِ نماز کو فضیلت کا معیار بنایا؟ اور تمام انبیاء پر آپ کی فضیلت کو مسلم فرمادیا۔

میرے عزیز! مسجد اقصیٰ میں جس طرح تمام انبیاء کا امام بنا کر خود خدا نے اپنے محبوب کی فضیلت کا تمام انبیاء میں اعلان فرمایا بالکل اسی طرح خود محبوبِ خدا ﷺ نے مسجدِ نبوی شریف میں تمام صحابہ کا امام بنا کر حضور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا تمام صحابہ میں اعلان فرمادیا۔ لہٰذا مجلسِ انبیاء میں نہ فضیلتِ مصطفیٰ ﷺ میں کوئی شک رہا اور نہ مجلسِ صحابہ میں فضیلتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ میں کوئی شبہ رہا۔

جب مقتدا مقتدی سے افضل ہے تو میں اہلِ شیعہ سے درمندانہ گزارش کرتا ہوں کہ حضرت سیدنا شیر خدا شہنشاہ ولایت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تو اپنی ظاہر حیاتِ طیبہ میں بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہی نمازیں ادا

فرماتے رہے۔ تفسیر قمی دیکھیں جہاں واضح الفاظ ہیں۔

"ثُمَّ قَامَ وَ تَهَيَّأَ لِلصَّلٰوةِ وَ حَضَرَ الْمَسْجِدَ وَ صَلّٰى خَلْفَ اَبِىْ بَكْرٍ"

ترجمہ: پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور نماز کی تیاری کر کے مسجد میں تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ان کی اقتدا میں نماز پڑھی (تفسیر قمی صفحہ ۵۰۳)

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ ہم اہل سنت و جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو فضیلت دیتے ہیں یہ اپنے طور پر نہیں بلکہ قرآن مجید میں درج آپکی فضیلت کی وجہ سے ہے اور حضور پرنور نبی کریم ﷺ کا اپنی ظاہری حیات طیبہ میں انہیں اپنے مصلائے امامت پر کھڑا کرنے کی وجہ سے اور سیدنا مولائے کائنات حضرت شیر خدا حضور مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا آپکے پیچھے مع جملہ صحابہ کرام مقتدی بننے کی وجہ سے آپکی فضیلت کے قائل ہیں۔

اس پر مستزاد حضور مولا مشکل کشا کا اپنا فیصلہ وہ ہے جو آپ نے اپنے لختِ جگر حضرت سیدنا محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ان کا سوال اور آپکا جواب جو اہلسنت کی کتب صحاح و تاریخ میں تواتر سے ثابت ہے بلفظہٖ درج ہے عرض کیا: اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ النَّبِیِّ ﷺ؟ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ عُمَرُ (بخاری شریف جلد اول ص ۵۱۸) ترجمہ: حضور مولا علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا نبی پاک ﷺ کے بعد کون امت میں افضل ہیں؟ حضرت علی نے جواب دیا ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا پھر عمر رضی اللہ عنہ۔" آپکا یہ فرمان

بخاری شریف کے علاوہ ابوداؤد شریف جلد۲ ص ۲۸۸، مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص ۱۱۵ اور ص ۱۲۸ پر مختلف چار سندوں کے ساتھ۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد۴ ص ۸۸۷ کنز العمال جلد۶ ص ۲۳۶، ص ۳۶۹، حلیۃ الاولیاء از ابونعیم جلد اول ص ۱۹۹، الاستیعاب جلد ۲ ص ۴۵۶ الاعتقاد علی مذہب السلف از امام بیہقی ص ۱۹۱۔ اخبار اصفہان جلد اول ص ۳۳۹۔ جلد دوم ص ۱۸۲، ص ۲۶۶، موضع اوہام الجمع والتفریق از خطیب بغدادی جلد اول ص ۴۳۹ اور تذکرۃ الحفاظ از امام ذہبی جلد۳ ص ۳۰۱ پر موجود ہے۔

ہم سچے غلامانِ علی ہیں۔ ہم آپکا فرمان اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا خلفاءِ ثلاثہ کی عملاً بیعت کرنا اور انکے ساتھ مشیرِ اعلیٰ اور قاضی القضاۃ کے عہدوں پر فائز رہنا اور خلفاءِ راشدین کے ساتھ ان کے ادوار میں فتوحاتِ اسلام میں پیش پیش رہنا پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے فضیلتِ شیخین کا قول آپ سے تواتر سے ثابت ہے جسے حضور سیدنا امام ربانی حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مکتوبات شریف جلد اول دفتر اول مکتوب شریف ۲۶۶ ص نمبر ۲۹ پر، حضرت امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء ص ۳۱ پر فصل الصحابہ میں اور صاحب البدایہ والنہایہ نے جلد۸ ص ۱۳ پر قَدْ ثَبَتَ عَنْهُ بِالتَّوَاتُرِ کے الفاظ سے درج کیا ہے۔

میں شیخین طاہرین کے بارے میں حضور حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے دو ارشادات خود معتبر کتبِ شیعہ سے پیش کرنا چاہوں گا۔ (۱) هُمَا اَمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ كَانَا عَلَى الْحَقِّ وَمَاتَا عَلَيْهِ فَعَلَيْهِمَا رَحْمَةُ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ: فرمایا وہ دونوں (ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما) عادل اور منصف امام تھے دونوں پوری زندگی حق پر رہے اور حق پر ہی وصال فرمایا۔ روز قیامت ان دونوں ہستیوں

پر اللہ کی رحمت ہو (احقاق الحق ص ۷) (۲) حضور مولا مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ عنہ نے شیخین کے بارے ارشاد فرمایا" وَلَعَمْرِی اِنَّ مَکَانَھُمَا فِی الْاِسْلَامِ لَعَظِیْمٌ وَ اَنَّ الْمُصَابَ بِھِمَا لَجَرْحٌ فِی الْاِسْلَامِ شَدِیْدٌ رَحِمَھُمَا اللّٰہُ وَجَزَاھُمَا بِاَحْسَنِ مَاعَمِلَا

ترجمہ: فرمایا مجھے اپنی عمر کی قسم! بے شک ان دونوں ہستیوں کا اسلام میں بہت ہی عظیم مقام ہے اور ان کے وصال سے اسلام پر بہت ہی سخت مصائب کا دور آیا اللہ ان دونوں پر رحمت فرمائے اور انکے اعمال کی انہیں جزائے خیر عطا فرمائے (ابن میثم شرح نہج البلاغہ ج ۴ ص ۱۳۶) حضرت علی حق ہیں تو فضائلِ شیخین جو آپکے فرامین سے ثابت ہیں وہ بھی حق ہیں۔

حضرات گرامی! فضیلتِ شیخین پر بہت بڑی دلیل ظاہر وصال نبوی ﷺ کے فوراً بعد کل صحابہ کا اجماعی طور پر یکے بعد دیگرے انکی بیعت کرنا ہے۔ اہل سنت کے ہاں تو لَاتَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ کی حدیث صحیحہ موجود ہے ہی، خود اہل شیعہ کے متقدمین میں سے انکے سرتاج شیخ محمد بن علی صدوق متوفی ۳۸۱ ہجری خصال شیخ صدوق میں اور متاخرین میں سے انکے مجتہد اعظم ملا باقر مجلسی متوفی 1111 ہجری "حیات القلوب" میں اس حدیث اور اصول کو اہلِ شیعہ کے ہاں بھی مسلم مانتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

وہ لکھتے ہیں: سیز دہم آن است کہ خدا ایشاں از گرسنگی نمی کشد وایشاں را بر گمراہی جمع نہ کند ترجمہ: حضور ﷺ کی امت کی تیرھویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

اسے بھوک سے نہیں مارے گا اور انہیں گمراہی پر جمع نہیں ہونے دے گا۔ (خصال شیخ صدوق با ترجمہ وشرح فارسی جلد نمبر 1 ص ۱۱۱؛ حیات القلوب ج ۲ ص ۲۵۹ مطبوعہ نولکشور بالفاظ مختلفہ)

قارئین! چونکہ میرا مقصد محض حق بیان کرنا ہے اور اس سے اللہ جل جلالہ اس کے رسول اعظم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی مقصود ہے اور راہِ حق سے بھٹکنے والوں کو اس راہ پر لانا مقصود ہے جس راہ پر حضور مولا علی رضی اللہ عنہ تھے لہٰذا وہ اہل شیعہ جو کہا کرتے ہیں کہ خلفائے راشدین کا انتخاب مجلسِ مشاورت کے ذریعہ ہوا نہ کہ خدا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب تھا۔ لہٰذا وہ برحق نہ تھے ان کیلئے گزارش ہے کہ آئیں یہ فیصلہ خود حضور باب العلم شہنشاہ ولایت مظہر العجائب والغرائب مولائے کائنات حضور سیدنا ومولانا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے کراتے ہیں اور وہ بھی نہج البلاغہ جیسی مسلّمہ کتاب سے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ اِمَامًا کَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضًی

ترجمہ: بے شک شوریٰ، مہاجرین اور انصار کے ہی شایان شان ہے۔ پس یہ دونوں گروہ جس کو متفقہ طور پر اپنا امام وخلیفہ بنانا منظور کر لیں تو وہ امام وخلیفہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہوگا۔

(نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت ص ۳۶۷، مکتوب نمبر ۶)

چونکہ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا انتخاب بطور خلیفہ بھی مہاجرین وانصار کی مجلس شوریٰ کے ذریعے ہوا لہٰذا آپ اپنے اس مکتوب میں اپنے خلیفہ برحق ہونے پر فیصلہ صحابہ کو بطور دلیل پیش کر رہے ہیں اور آپ کا یہ خط حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی

طرف ہے جو نہج البلاغہ میں موجود ہے۔آپ کے اس فرمان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کے خلیفہ برحق ہونے کیلئے اس کا اللہ کی طرف سے منتخب ہونا کوئی شرط نہیں بلکہ مہاجرین و انصار کا باہم مشورہ سے انتخاب ہی دراصل اللہ کا انتخاب ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ ذٰلِکَ لِلّٰہِ رِضیً کے مطابق خلیفہ کا اس طرح منتخب ہونا اللہ جل جلالہ کی رضا کی دلیل ہے کن نفوسِ قدسیہ کا مشورہ؟ وہی صحابہ کہ شَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ ''کہ اے محبوب ان صحابہ سے مشورہ فرمالیا کریں'' کی نصِ قطعی جنکے مشورہ کی فضیلت پر قیامت تک قرآن مجید میں تلاوت کی جاتی رہے گی۔اب تو خلفاء ثلاثہ کے طریق انتخاب اور انکی خلافت پر خود فرمان حضور مولا علی رضی اللہ عنہ سے کوئی شبہ باقی نہ رہا۔وسیع الذہن اور صاف دل ہو کر آپکے یہ فرمان پڑھیں انشاء اللہ ہدایت نصیب ہوگی۔

اے بھائیو! کھلے ذہن سے سوچو کہ خلفاء راشدین کے زریں دور میں چھم چھم برستی ہوئی اللہ کی رحمت و برکت اور شب و روز کی بے مثال فتوحات اسلامیہ پر آج تک عالم کفر تو انگشت بدنداں ہو کر خلفاء راشدین کی علوِ مرتبت و فضیلت بیان کرنے پر مجبور ہے اور تم دعویٰ اسلام کے باوجود آج تک برحق خلفاء راشدین کی تیس سالہ خلافت جیسی حقیقت کو جھٹلا رہے ہو!!! جو کہ تاریخ کا حصہ بن چکا۔ ہر اپنا بیگانہ، مسلم اور غیر مسلم ،کافر اور مومن جانتا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافتِ بلافصل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو سال تین ماہ کی تھی انکے بعد برحق خلافت ساڑھے دس سال حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، بارہ سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی، چار سال نو ماہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اور چھ ماہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت تھی اس طرح یہ تیس سالہ دورِ خلافت واپس لانا تو کسی شیعہ کے بس کی بات نہیں چاہے اس کیلئے لاکھ جتن کرے اگر کچھ حاصل ہوگا تو صرف دنیا و آخرت میں بدنصیبی و روسیاہی! کیا فائدہ؟

اب میں خود حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے اپنے خلیفہ بلافصل ہونے سے انکار پر مبنی تیس (۲۳) حوالہ جات پیش کرنے سے پہلے عرض کروں گا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل اور اسکے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق کی خلافتِ حقہ کا فیصلہ خود اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے عرشِ معلیٰ پر فرمایا اور زمین پر مخبر صادق رحمت عالم شفیع معظم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کا اعلان فرمایا یہ حوالہ بھی خود معتبر ترین کتب شیعہ سے ہے اگر کوئی شیعہ حوالہ غلط ثابت کرے تو منہ مانگا انعام پائے لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکے گا کیونکہ قادر مطلق کو یہی منظور ہے کہ میرے محبوب مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گنبد خضریٰ میں قیامت تک جلوہ فرما رہنے والے ان دونوں حضراتِ بے مثال کی عظمت و شان کے ڈنکے بھی بے مثال طریقے سے بجیں اور اس کا اہتمام خود کتب شیعہ میں اس انداز سے کر دیا گیا کہ ان میں سے بھی کوئی انصاف پسند پڑھ کر یا کسی اہل سنت عالم دین سے سن کر دولت ایمان سے خالی نہ رہے گا اور پڑھ کر مسلک اہل سنت و جماعت اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیگا۔

لیجیئے! یہ تفسیر صافی ص ۷۱۶ مطبوعہ تہران طبع جدید اور تفسیر قمی ص ۶۸۷ مطبوعہ ایران طبع قدیم ہے۔ پ ۲۸ سورہ تحریم کی آیت مبارکہ ہے وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی

بیوی سے ایک راز کی بات کی"۔ ان تفاسیر کے متعلقہ مقامات پر صاف لکھا ہے کہ حضور پر نور نبی کریم رؤوف و رحیم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ بنت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے راز کی بات یہ کی:

فَقَالَ اِنَّ اَبَابَکْرٍ یَلِی الْخِلَافَۃَ بَعْدِیْ ثُمَّ بَعْدَہٗ اَبُوْکِ فَقَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ ھٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ۔

ترجمہ: (راز کی بات ارشاد فرماتے ہوئے) آپ نے فرمایا میرے بعد بے شک ابو بکر خلیفہ ہوں گے پھر ان کے بعد تیرے ابا جان اس منصب پر فائز ہوں گے اس پر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حضور! یہ خبر آپ کو کس نے دی ہے؟ تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ نے یہ خبر دی ہے۔

(تفسیر صافی مصنفہ محمد بن مرتضیٰ المعروف علامہ فیض کاشانی ص ۷۱۶ مطبوعہ تہران جدید، تفسیر قمی مصنفہ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہاشم قمی مطبوعہ ایران طبع قدیم ص ۶۸۷)

اے اہل شیعہ! یہ حوالہ جاگتی آنکھوں سے پڑھیں: خود تمہاری کتب میں موجود ہے۔ اللہ کریم ہدایت عطا فرمائیں بے شک ہدایت فقط اسی کے کرم سے ہے یہ حوالہ اپنی وضاحت آپ ہے اس پر مزید کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ دیگر شیعہ تفاسیر میں سے تفسیر منہاج الصادقین میں بھی ایسے ہی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے حضرت ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ سے راز کی بات ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا

"بعد من ابو بکر وپدر تو مالک ایں امت شوند وپادشاهی

کنند و بعد از ایشان عثمان متصدی حکومت گردد (تفسیر منہاج الصادقین جلد۹ ص ۳۳۰ مطبوعہ تہران)

ترجمہ: فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر اور ان کے بعد تمہارے والد گرامی حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) اس امت کے مالک اور خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) خلیفہ ہوں گے۔

کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کہ بعد من ابو بکر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر دلیل قطعی نہیں؟ اب تفسیر مجمع البیان سے بھی سورہ تحریم کا یہی مقام ملاحظہ فرمائیں واضح الفاظ ہیں اَخْبَرَ حَفْصَةَ اَنَّہٗ یَمْلِکُ مِنْ بَعْدِہٖ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کو خبر دی کہ میرے بعد ابوبکر اور ان کے بعد عمر مملکت اسلامیہ کے مالک ہوں گے (تفسیر مجمع البیان جلد پنجم جز دہم ص ۳۱۴ مطبوعہ تہران)

قارئین محترم! یہاں بھی مِنْ بَعْدِہٖ اَبُوْبَکْرٍ کے الفاظ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل پر دلیلِ قطعی ہیں۔ اب فیصلہ آپ پر ہے کہ نبی کا فرمان سچا ہے یا اہل شیعہ کا من گھڑت عقیدہ کہ ”علی خلیفہ بلافصل ہیں“؟

☆ فصل دوئم ☆

اس فصل میں اُن اہلِ شیعہ کا رد ہے جو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو بھی برحق نہیں مانتے اور اس معاملے میں اس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد جو ترتیبِ خلافت قائم ہوئی اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے

اور کل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خلفاءِ ثلاثہ کی بالاتفاق جس طرح بیعت کی اس کے ماننے سے نہ صرف منکر ہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل کو انہوں نے اپنے کلمے اور اذان تک کا جز بنالیا ہے اور اس میں ان کی سب سے بڑی دلیل ان کے اپنے زعم میں خمِ غدیر کے موقع پر حضور پر نور نبی کریم رؤوف و رحیم ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ ارشاد فرمانا ہے "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ" جبکہ اس حدیث مبارک کے اہل سنت و جماعت کے نزدیک صرف یہ معنی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا "جس کا میں دوست ہوں اس کے علی بھی دوست ہیں۔" میں اہلِ شیعہ کا موقف اگر خود ان کی کتب سے خلاصہ کے طور پر بیان کرنا چاہوں تو وہ یہ ہے :-

"اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفۂ بلافصل ہیں اور ہزاروں کے مجمع میں آپ کی خلافت بلافصل کا نبی پاک ﷺ نے کئی بار اعلان کیا۔ حتیٰ کہ ایک سو بیس مرتبہ آسمانوں پر بلا کر اللہ نے نبی پاک ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت کی اتنی تاکید کی اور اتنا مبالغہ فرمایا کہ دوسرے فرائض میں بھی اتنی تاکید و مبالغہ نہ فرمایا گیا۔" اس موقف میں کس حد تک صداقت ہے؟ اس کا فیصلہ خود حضور مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے کراتے ہیں جو آپ کا عمل ہے اور جو آپ کے فرمان ہیں وہ حق ہیں بلکہ آپ سراپا حق ہیں اور خلافتِ بلافصل کے بارے میں بھی جو آپ نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ کیا وہ بھی یقیناً حق ہے۔ ہم ذیل میں اکیس حوالہ جات پیش کر رہے ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ اگر نظر انصاف سے جو جو شیعہ بھی پڑھے گا اقرار کئے بغیر اُس کو کوئی چارہ کار نہ رہے گا۔

حوالہ نمبر ا:۔خلیفۂ بلافصل ہونے سے خود حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا صاف انکار

اہل شیعہ کی تاریخ روضۃ الصفا سے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے وہ الفاظ سنیں جو آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنائے جانے کے بارے میں اپنی رائے کے طور پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیئے۔

''امیر المومنین علی فرمود کہ ما بغیر عمر راضی نمی شویم کہ خلیفہ باش''

ترجمہ:''ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بغیر کسی کے خلیفہ بننے کو پسند نہیں کریں گے۔''

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے دیکھی تو فرمایا

''بخدمت ابی بکر توجہ نمودہ وگفت اے خلیفہ رسول خدا! پسندیدہ شما پسندیدہ ما است ورضائے ما مقرون برضائے شما است''

ترجمہ:''پھر حضرت علی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے رسول خدا کے خلیفہ! آپکی پسند ہماری پسند ہے اور ہماری خوشی آپکی خوشی سے وابستہ ہے۔ (تاریخ روضۃ الصفا مطبوعہ لکھنو طبع قدیم ج ۲ ص ۲۴۲ در ذکر خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

کتنے صاف الفاظ میں آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رسولِ خدا اور انکے بعد ''ما بغیر عمر راضی نمی شویم کہ خلیفہ باش'' کے الفاظ سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی

اللہ عنہ کی خلافت کی تائید اور اقرار کر رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اگر آپ خلیفۂ بلافصل ہوتے تو حضرات شیخین کی خلافت کا اتنے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں اقرار کیوں کرتے؟ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا شیر خدا ہونا مابین فریقین متفق علیہ ہے تو یوں کہنا چاہیے کہ اگر آپ خود خلیفہ بلافصل ہوتے تو پھر غیر کے خلیفہ بننے کو تو گوارا ہی ہرگز نہ کرتے؟ اگر بقول اہل شیعہ ''خم غدیر'' کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل کا اعلان ہو چکا تھا اور ایک سو بیس مرتبہ آسمانوں پر بلا کر اللہ نے نبی پاک کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت کی اتنی تاکید اور مبالغہ فرمایا کہ دوسرے فرائض میں اتنی تاکید و مبالغہ نہ فرمایا گیا'' تو میں اہل شیعہ سے پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ پھر حضور مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی تائید تمہاری پشت پر کیوں نہیں؟ بلکہ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ تو یہاں صاف اہل سنت و جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رسولِ خدا فرما کر انکی خلافتِ بلافصل کا اعلان فرما رہے ہیں۔

حوالہ نمبر۲:۔ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کی اپنی تقریر سے خلافتِ بلافصل کا شوشہ ختم

یہ نہج البلاغہ کا خطبہ ۹۲ ہے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آپکو بیعت لینے پر ابھارنے کی غرض سے حاضرِ خدمت ہوتے ہیں۔ خلفاءِ ثلاثہ حضرات ابو بکر و عمر و عثمان

رضی اللہ عنہم کے بعد اب چوتھے نمبر پر جبکہ آپکا خلیفہ بننا تاریخ اسلام اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک برحق و مسلم ہے تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ آپ تو اس کے بھی حریص نہیں دکھائی دیتے بلکہ صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کسی اور کو خلیفہ بنالو تو میں تم سے بڑھ کر اس کی اطاعت کروں گا۔ اور خلفاءِ ثلاثہ کا جس طرح وزیر رہا ہوں اس طرح اب بھی خلیفہ بننے کی بجائے خلیفہ کا وزیر بننا میرے لئے زیادہ بہتر ہے فرمایا

وَاِنْ تَرَكْتُمُوْنِیْ فَاَنَا كَاَحَدِكُمْ وَلَعَلِّیْ اَسْمَعُكُمْ وَاَطْوَعُكُمْ لِمَنْ وَلَّيْتُمُوْهُ اَمْرَكُمْ وَاَنَا لَكُمْ وَزِيْرًا خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنِّیْ اَمِيْرًا

ترجمہ: فرمایا اگر تم مجھے خلافت کے معاملہ میں چھوڑ دو اور رہنے ہی دو تو میں تم میں سے ایک عام فرد کی طرح رہوں گا بلکہ جس کو تم خلیفہ چن لو گے میں اسکی فرماں برداری اور اطاعت میں تم سب سے آگے ہوں گا اور میرا وزیر بن جانا خلیفہ اور امیر بننے سے زیادہ بہتر ہے۔ (نہج البلاغہ ص ۱۳۶ خطبہ ۹۲، مطبوعہ بیروت دار الکتاب لبنانیہ)

یہاں اس فرمان میں اِنْ تَرَكْتُمُوْنِیْ فَاَنَا كَاَحَدِكُمْ کے الفاظ سے صاف واضح ہے کہ یہ الفاظ ارشاد فرمانے سے قبل نہ آپ خلیفہ تھے اور نہ لوگوں کو اس بارے میں کوئی علم تھا پھر فرمایا لَعَلِّیْ اَسْمَعُكُمْ وَاَطْوَعُكُمْ یعنی اگر کسی کو خلیفہ بناؤ گے تو مجھے سمع و اطاعت یعنی فرمانبرداری میں اپنے سے بڑھ کر پاؤ گے۔ آگے آپکے الفاظ لِمَنْ وَلَّيْتُمُوْهُ اَمْرَكُمْ صحابہ کرام کے انتخاب سے بننے والے خلفاءِ ثلاثہ کے برحق ہونے پر بھی دلیل قاہرہ ہیں کیونکہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ تو خلفاءِ ثلاثہ کے بعد کسی اور خلیفہ کے ممکنہ انتخاب کی صورت میں بھی سمع و اطاعت کا اظہار فرما رہے ہیں اور حضرت علی

رضی اللہ عنہ اطاعت اسی وقت کریں گے جب اسے خلیفۂ برحق سمجھتے ہوں گے نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے خلفاءِ ثلاثہ کو حق پر سمجھنا، انکی سمع واطاعت کرنا اور ہر دور میں ان کا وزیر بنے رہنا یہاں خود آپ کے فرمان سے نہج البلاغہ میں ثابت ہے اور آپکی خلفاءِ ثلاثہ کی بیعت و اطاعت ووزارت برضا ورغبت تھی نہ کہ جبراً۔ یہ اس لئے کہ آپ باتفاقِ فریقین شیرِ خدا ہیں حیدر کرار ہیں باطل کی اطاعت تو آپ سے متصور ہو ہی نہیں سکتی۔

اس ارشاد سے یہ بھی واضح ہوا کہ اگر ''خم غدیر'' کے موقع پر آپکی خلافت بلافصل کا اعلان ہو چکا تھا تو پھر کسی دوسرے کی اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار چہ معنی دارد؟ بلکہ آپ کے اس خطبہ سے تو یہ بھی ثابت ہوا کہ اس خطبہ کے وقت تک آپ نہ خلیفہ تھے نہ خلافت کے دعویدار۔ جب یہ دونوں باتیں مفقود تھیں تو خلافت بلافصل کا تو وجود ہی ختم!!!

حوالہ نمبر ۳:- حضرت علی کے فرمان سے ''وصی رسول اللہ'' کا عقیدہ ختم نیز حضرت ابو بکر کے خلیفۂ بلافصل اور خیرِ اُمّت ہونے پر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا واضح فرمان گرامی

اِنَّ فِی الْخَبَرِ الْمَرْوِیِّ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا قِیْلَ لَہٗ اَلَا تُوْصِیْ فَقَالَ مَا اَوْصٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاُوْصِیْ وَلٰکِنْ اِنْ اَرَادَ اللّٰہُ بِالنَّاسِ خَیْرًا اِسْتَجْمَعَھُمْ عَلٰی خَیْرِھِمْ کَمَا جَمَعَھُمْ بَعْدَ نَبِیِّھِمْ عَلٰی خَیْرِھِمْ

ترجمہ'': امیر المومنین حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ جب آپ سے کہا گیا کہ آپ وصیت کیوں نہیں کرتے؟ تو آپ نے فرمایا کہ کیا حضور ﷺ نے وصیت فرمائی تھی؟ کہ میں وصیت کروں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا تو ان میں سے ان کے بہترین شخص پر سب کو جمع کر دے گا جیسا کہ اس نے نبی پاک ﷺ کے بعد انہیں بہترین شخص پر جمع کیا''۔ (تلخیص الشافی جلد دوم ص ۲۳۷ تصنیف شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی)

اس حدیث میں مَا اَوْصٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ کے واضح الفاظ سے ''عَلِیٌّ وَصِیُّ رَسُوْلُ اللّٰہ'' کی حضرت مولا علی کے فرمان سے نفی ہوگئی اور جَمَعَھُمْ بَعْدَ نَبِیِّھِمْ عَلٰی خَیْرِھِمْ کے الفاظ سے خلافتِ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے نیز حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا افضلِ امت ہونا حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی قولی حدیث سے ثابت ہوگیا اور وہ بھی معتبر ترین شیعہ کتب سے۔

حوالہ نمبر ۴:- حضور سید عالم ﷺ نے خود اپنے فوری بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفۂ بلافصل ہونے اور ان کے جنتی ہونے کی پیشگوئی فرمائی

رُوِیَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَمَرَہٗ عِنْدَ اِقْبَالِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنْ یُّبَشِّرَہٗ بِالْجَنَّۃِ وَ بِالْخِلَافَۃِ بَعْدَہٗ وَاَنْ یُّبَشِّرَ عُمَرَ بِالْجَنَّۃِ وَ بِالْخِلَافَۃِ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ۔

(تلخیص الشافی جلد سوم ص ۳۹ مطبوعہ قم طبع جدید)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں حضرت

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مجلس میں آنے کے وقت ارشاد فرمایا کہ انہیں یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت اور میرے بعد خلافت کی خوشخبری سنا دو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی جنت اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کی بشارت دے دو"۔

اتنے صاف الفاظ میں حدیث پاک طوسی نے لکھ تو دی لیکن صد افسوس! اس پر عمل نہ کیا بلکہ یوں کہوں گا کہ اللہ کی طرف سے عمل کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ ہم اس حدیث مبارکہ پر اس کے بے جا اعتراض کا بھی جواب دینا چاہیں گے۔ اعتراض یہ کیا کہ یہ اخبار احاد ہیں ان سے خلافت ثابت نہیں ہوتی ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ تو طوسی نے بھی تسلیم کیا کہ اس خبر میں آنے والے وقت کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ آج تاریخ اسلام کا ہر طالب علم جانتا ہے اور یہ بات مسلمہ ہے کہ فرمانِ رسالت ﷺ کے مطابق یہ پیش گوئی اسی طرح حرف بحرف پوری ہوئی یعنی پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو پھر برحق پیشگوئی پر مبنی خبر واحد ایک قطعی اور سچی حقیقت بن کر سامنے آئی واقعاتی اور زمینی حقائق نے اسے سچ ثابت کیا تو پھر ماننا پڑے گا کہ یہ حدیث اپنے مدلول اور مقصود میں اور تاریخی صداقت میں یقین کامل مہیا کر رہی ہے لہٰذا اپنی صداقت میں یہ حدیث قطعی کی طرح فیصلہ کن ہے کیونکہ خبر احاد، صحیح اور تواتر میں احادیث کی درجہ بندی کا مقصد محض یقینی علم اور سچائی کا حصول ہے۔

حوالہ نمبر ۵:- تیس سالہ دورِ خلافتِ راشدہ مابین شیعہ و سنی

متفق علیہ ہے اور اہل شیعہ کے نزدیک بھی حضرت ابو بکر کی خلافتِ بلا فصل حدیث صحیح سے ثابت ہے

اس حدیث پاک پر اہل سنت اور اہل شیعہ کا اتفاق ہے جس میں حضور پرنور نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس سال تک رہے گی۔ الارشاد للشیخ مفید ص ۱۲ اور کشف الغمہ ص ۶۳ پر یہ حدیث صحیحہ خود اہل شیعہ کی کتب میں صحیح درجہ میں موجود اور ثابت ہے۔ اسی سلسلہ میں مروج الذہب کی عبارت پیش خدمت ہے

صَحَّ الْخَبَرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً لِاَنَّ اَبَابَکْرِنِ الصِّدِّیْقَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ تَقَلَّدَهَا سَنَتَیْنِ وَ ثَلَاثَةَ اَشْهُرٍ وَّ ثَمَانِیَةَ اَیَّامٍ وَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَشْرَ سِنِیْنَ وَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ وَّ اَرْبَعَ لَیَالٍ وَّ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِحْدٰی عَشْرَةَ سَنَةً وَّ اَحَدَ عَشَرَ شَهْرًا وَّ ثَلَاثَةَ عَشَرَ یَوْمًا وَّ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَرْبَعَ سِنِیْنَ وَ سَبْعَةَ اَشْهُرٍ اِلَّا یَوْمًا وَالْحَسَنُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَمَانِیَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرَةَ اَیَّامٍ فَذَالِکَ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً

ترجمہ: رسول پاک ﷺ سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی۔ کیونکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دو سال تین ماہ اور آٹھ دن، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دس سال چھ ماہ اور چار راتیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے گیارہ سال گیارہ ماہ اور تیرہ دن، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے چار

سال ایک دن کم سات ماہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے آٹھ ماہ اور دس دن خلافت کی یہ کل مدت تیس سال ہوئی۔ (مروج الذہب للمسعودی شیعی جلد دوم ص ۴۲۹ ذکر خلافت حسن بن علی رضی اللہ عنہما مطبوعہ بیروت طبع جدید)

قارئین! شیعہ مورخ نے اس حدیث کو حدیث صحیح قرار دیا ہے اور خلافتِ حسن بن علی میں ذکر کر کے اسے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے حقہ ہونے پر بطور دلیل پیش کیا ہے لیکن الحمد للہ! ساتھ ہی اس حدیث صحیحہ اور فرمان رسول ﷺ سے خلفاءِ ثلاثہ کی خلافت بھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرح، خلافتِ حقہ ثابت ہوگئی اور وہ بھی اس ترتیب سے کہ حضور سید عالم ﷺ کے فوری بعد خلافت بلافصل حضرت علی کی نہ تھی بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلا فصل تھی جو بقول شیعہ مورخ حدیث صحیح سے ثابت ہے اور دو سال تین ماہ اور آٹھ دن جاری رہی۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی اور پھر حضرت امام حسن (رضی اللہ عنہم) کی خلافت راشدہ تھی۔

حوالہ نمبر ۶:- نہج البلاغہ سے حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کا اپنے سے پہلے خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کا اقرار

اِنَّہٗ بَایَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَابَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ عَلٰی مَا بَایَعُوْھُمْ عَلَیْہِ

ترجمہ: بے شک میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جنہوں نے حضرات ابوبکر و عمر و

عثمان (رضی اللہ عنہم) کی بیعت کی تھی اور مقصد بیعت بھی ایک ہی ہے۔ (نہج البلاغہ ص ۳۶۶ مطبوعہ بیروت، الاخبار الطوال ص ۱۴۰ طبع جدید)

حوالہ نمبر ۷:- ثُمَّ تَنَاوَلَ یَدَ اَبِیْ بَکْرٍ فَبَایَعَهٗ: پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی (احتجاج طبرسی ص ۵۴ مطبوعہ نجف اشرف طبع قدیم واحتجاج طبرسی ص ۱۱۰ جلد اول طبع جدید مطبوعہ قم)

حوالہ نمبر ۸:- قَالَ اُسَامَةَ فَهَلْ بَایَعْتَهٗ فَقَالَ نَعَمْ: ترجمہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی ہے؟ فرمایا ہاں میں نے بیعت کر لی ہے (احتجاج طبرسی ص ۵۶ مطبوعہ نجف اشرف طبع قدیم واحتجاج طبرسی جلد اول ص ۱۱۵ مطبوعہ قم طبع جدید

حوالہ نمبر ۹:- سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے الوداعی خطبہ میں خلفاءِ راشدین کا دامن امت کو تھما دیا۔

اوپر حوالہ نمبر ۵ میں اہل شیعہ کے محدثین، مورخین ومجتہدین کے نزدیک بھی حدیث صحیح سے خلفاءِ راشدین کا برحق ہونا اور انکی تیس سالہ خلافت کا برحق ہونا ثابت ہے اب کتبِ شیعہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث مبارکہ سنیں وَمَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ یَرٰی اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِیْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ فَعَضُّوْا عَلَیْهِمْ بِالنَّوَاجِذِ وَ اَطِیْعُوا الْحَقَّ وَلَوْ کَانَ صَاحِبُهٗ عَبْدًا

حَبَشِيًّا ترجمہ: حضور سید عالم ﷺ نے الوداعی خطبہ میں فرمایا کہ تم میں سے جو زندہ رہا اس پر لازم ہے کہ میری اور میرے خلفاءِ راشدین (ابوبکر، عمر، عثمان و علی وحسن) کی سنت کو میرے بعد مضبوطی سے تھام لے اور حق کی پیروی کرے اگرچہ صاحبِ حق حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔" (ارشاد القلوب جلد اول ص ۳۷ مصنفہ الشیخ ابی محمد الحسن دیلمی، مطبوعہ بیروت طبع جدید)

قارئین! اس حوالہ میں مِنْ اَهْلِ بَيْتِي کا لفظ شیعہ مصنف کا خود وضع کردہ ہے لہٰذا ہم اسے ترجمہ میں نہیں لائے۔ علم حدیث میں درک رکھنے والے بادی النظر میں ہی اسے پہچان جاتے ہیں مزید یہ کہ اس حدیث مبارکہ ہی کے آخری الفاظ "کہ اگرچہ صاحب حق حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو" بھی من اہل بیتی کی تردید کیلئے کافی ہیں کیونکہ حبشی غلام کا نسبی طور پر اہل بیت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ مزید یہ کہ اس زیادتی کے دلائل خود کتب شیعہ کے مطالعہ سے پختہ تر ہو جاتے ہیں مثلاً کشف الغمہ میں ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتے ہوئے یہ شرط بھی رکھی تھی:۔

"عَلٰى اَنْ يَّعْمَلَ فِيْهِمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ سِيْرَةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ۔

ترجمہ: یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں اللہ کی کتاب نبی پاک کی سنت اور سیرۃ خلفاءِ راشدین کے مطابق عمل کریں گے (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۷۰ مطبوعہ تبریز طبع جدید) اس عبارت سے روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کو ہی خلفاءِ راشدین سمجھتے ہیں اور انہیں برحق سمجھنے کے ساتھ ساتھ انکے طرزِ حکومت کو آئندہ کے حکمرانوں کیلئے ایک نمونہ بھی قرار دے رہے ہیں لہٰذا جو امام پاک کا فیصلہ ہے وہی ہم اہل سنت و جماعت کا بھی فیصلہ اور عقیدہ ہے کہ خلفاءِ راشدین ہی اللہ و رسول کے بعد امت کیلئے مینار ہدایت ہیں۔ اللہ کریم ہدایت عطا فرمائیں اور اہل بیت پاک کے مطابق عقیدہ رکھنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

حوالہ نمبر ۱۰:- شیخین کی بیعت کا اقرار خود الفاظِ علی میں

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطبہ کے دوران فرمایا

فَبَایَعْتُ اَبَا بَکْرٍ کَمَا بَایَعْتُمُوْہُ

پس میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی کہ جس طرح تم سب نے انکی بیعت کی تھی۔ پھر فرمایا فَبَایَعْتُ عُمَرَ کَمَا بَایَعْتُمُوْہُ پس میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی کہ جس طرح تم سب نے ان کی بیعت کی (امالی شیخ طوسی جلد دوم ص ۲۱، الجزء الثامن عشر طبع ایران)

حوالہ نمبر ۱۱:- بیعتِ خلفاءِ ثلاثہ اور اس پر قائم رہنے کا حضور مولا علی کا اعلان سنیں!

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔

اَمَّا یَوْمَ عُمَرُ وَ عُثْمَانَ فَلاَنِّیْ کُنْتُ قَدْ بَایَعْتُ وَ مِثْلِیْ لَایَنْکُثُ بَیْعَتَہٗ

ترجمہ: لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی کی بیعت کے وقت چونکہ میں (اس سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی) بیعت کر چکا تھا اور مجھ جیسا شخص بیعت کر کے توڑا نہیں کرتا (ارشاد القلوب مصنفہ شیخ ابی محمد الحسن بن محمد الدیلمی ص ۳۹۶ طبع بیروت)

حوالہ نمبر ۱۲:- بقول حضور مولا علی رضی اللہ عنہ شیخین حق کے امام ہیں

هُمَا اَمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ کَانَا عَلَی الْحَقِّ وَ مَاتَا عَلَیْهِ فَعَلَیْهِمَا رَحْمَةُ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

ترجمہ: وہ دونوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) عادل اور منصف خلیفہ تھے۔ دونوں ہمیشہ حق پر رہے اور حق پہ ہی وصال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان دونوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے (احقاق الحق ص ۷)

حوالہ نمبر ۱۳:- خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو برحق نہ سمجھنے والا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک لعنتی ہے

قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ لَّمْ یَقُلْ اِنِّیْ رَابِعُ الْخُلَفَاءِ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ (مناقب علامہ ابن شہر آشوب جلد سوم ص ۶۳)

ترجمہ: حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو مجھے "رَابِعِ الْخُلَفَاءِ" یعنی چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ (مجمع الفضائل ترجمہ مناقب شہر آشوب جلد دوم ص ۳۷۶ مطبوعہ کراچی)

قارئین! خود حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے فرمان سے ثابت ہوا

نمبر ۱:- کہ آپکو خلیفہ بلا فصل کہنا باطل ہے اور ایسا کہنے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔

نمبر ۲:- آپ نے فرمایا اِنِّیْ رَابِعِ الْخُلَفَاءِ بے شک میں چوتھے نمبر پر خلیفہ ہوں۔

اہل سنت حضور سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو چوتھے نمبر پر خلیفہ خود آپ کے اس فرمان سے مانتے ہیں اور اہل شیعہ آپکو پہلے نمبر پر کہہ کر جہاں حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے پوری زندگی کے بیعت خلفاء ثلاثہ کے پاک عمل کو جھٹلاتے ہیں اور ساتھ ہی تاریخ اسلام اور زمینی حقائق کی تکذیب کر کے اہلِ اسلام کے ساتھ ساتھ مستشرقین اور یورپ کے اہلِ علم کی نظر میں تماشہ بنے ہوئے ہیں وہاں ایسا کر کے بباطن بہ فرمان مولا علی فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللہ کا مصداق بھی بن رہے ہیں؟ ڈھٹائی کی حد دیکھیں کہہ دیا کہ اس فرمان کا مطلب وہ نہیں جو اہل سنت مراد لیتے ہیں بلکہ یہاں مراد اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کی رو سے خلیفہِ اول کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام اور یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ کی رو سے حضرت داؤد علیہ السلام خلیفہ دوم اور یَا هَارُوْنُ اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ کے الفاظ سے حضرت ہارون علیہ السلام تیسرے خلیفہ ہیں

اوران کے بعد چوتھے نمبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں۔اے شیعو! ایک عام فہم آدمی بھی آپ کو اس کا یہی جواب دے گا کہ شیعہ سنی کا اختلاف ''خلیفہ رسول ﷺ کے بارے میں ہے نہ کہ خلیفۃ اللہ کے بارے میں!'' اگر یہاں خلیفۃ اللہ مراد ہوں تو کیا آدم علیہ السلام، داؤد علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے نبی ہونے پر شک ہے؟ پس ثابت ہوا کہ خلیفۃ اللہ کا منصب تو صرف پیغمبروں کو ہی ملا اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ اللہ کی فہرست میں مان کر آپکو نبی ماننا لازم آئیگا جبکہ یہ متفق علیہ بات ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی نہیں بلکہ فرمان حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ہے ''جو آپکو نبی مانے یا نبی شک کرے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے'' (رجال کشی ص ۲۵۵ مطبوعہ کربلا)

حوالہ نمبر۱۴:- امیر المومنین علی چوں استماع نمود که مسلمان بر بیعت ابو بکر اتفاق نمودند بتعجیل از خانه بیرون آمد چنانچه هیچ در بر نداشت بعد از پیرهن نه ازارو نه ردا همچنان نزد صدیق رفته باد وبیعت نمود

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب سنا کہ تمام مسلمانوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اتفاق کرلیا ہے تو بہت ہی جلدی درِ دولت سے باہر تشریف لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ پیرہن مبارک میں ملبوس تھے۔اس صورت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور آپکی بیعت کرلی''۔

اس کے بعد الفاظ ہیں کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا''ابو بکر راشائسته ایں کار میدانم'' ترجمہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس بار خلافت

کیلئے نہایت مناسب شخصیت تصور کرتا ہوں۔ (روضۃ الصفاء جلد دوم صفحہ ۴۳۲ ذکر بیعت امیر المومنین)

قارئین ! اہل شیعہ سے پوچھیں کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل ہوتے تو کیا اس اہتمام و تعجیل اور گرمجوشی سے بیعتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کرتے ؟ روضۃ الصفا کے الفاظ بار بار پڑھیں بہ رضا و رغبت بیعت کرنا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شایان شان ہے۔ جیسا کہ یہاں بیان کیا گیا ہے

حوالہ نمبر ۱۵:- اب جو حوالہ پیش کرنے لگا ہوں یہ تفسیر منہاج الصادقین کا ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے حکم سے وصال نبوی ﷺ کے فوراً بعد حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بلا فصل ہونا اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کی اطلاع بحکم خدا خود حضور پر نور سید عالم ﷺ نے دے دی تھی اور یہ ہم تک پہنچی تو کن کے ذریعے سے؟ سبحان اللہ ! اس ہستی کے ذریعے سے کہ جنہیں قرآن مجید نے ہماری ماں ارشاد فرمایا قیامت تک وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ کی تلاوت سے نبی کی بیویوں کو مائیں تسلیم کرنا ہر مومن کیلئے حکمِ قرآن مجید اور نص قطعی ہے۔ قرآن مجید میں موجود اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا معنی یہ ہے "کہ نبی پاک ﷺ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں"۔ لہٰذا جو نبی پاک ﷺ کی ازواج پاک کو اپنی ماں نہیں مانتا وہ قرآن پاک کی رو سے مومن ہی نہیں۔ یہ بات شیعہ برادری کو بار بار سوچنی چاہیے اور پھر اپنے دل سے پوچھیں کہ کیا ماں کا منکر اور بے ادب جنت میں جا سکتا ہے؟ بہر حال ملاحظہ ہوں تفسیر منہاج الصادقین کے الفاظ:-

پیغمبر حفصہ را فرمود کہ بعد من ابو بکر و پدر تو مالک این امت شوند و پادشاہی کنند و بعد از ایشان عثمان متصدی حکومت گردد (تفسیر منہاج الصادقین جلد ۹ ص ۳۳۰ مطبوعہ تہران)

ترجمہ: حضور پرنور سید دو عالم ﷺ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد تیرا باپ عُمر رضی اللہ عنہ اس امت کے مالک اور خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے"۔

میں ہر درد مند اور انصاف پسند اہل شیعہ سے گزارش کروں گا کہ بار بار تصدیق کریں اگر حضور سید عالم ﷺ کا یہ فرمان بعینہٖ ان کی کتب میں موجود ہو تو پھر عرض کروں گا کہ خلفائے ثلاثہ کی تکذیب سیدھی سیدھی اللہ کے رسول کی تکذیب ہے اور نبی پاک ﷺ کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ کیا "بعد من ابو بکر" کے الفاظ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل کو ثابت نہیں کر رہے؟ اللہ کریم ہدایت نصیب فرمائیں اور اس عارضی دنیا اور میدان آزمائش میں ہی حق تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائیں! آمین ثم آمین

حوالہ نمبر ۱۶:- اَخْبَرَ حَفْصَۃَ اَنَّہٗ یَمْلِکُ مِنْ بَعْدِہٖ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ

ترجمہ: حضور نبی پاک ﷺ نے اپنی بیوی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ میرے بعد ابو بکر اور ان کے بعد عمر مملکت اسلامیہ کے مالک ہوں گے (تفسیر مجمع البیان

جلد پنجم جز دہم ص ۳۱۴ مطبوعہ تہران)

حوالہ نمبر ۱۷:- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کو اپنے اوپر لازم قرار دیا

فَنَظَرْتُ فِیْ اَمْرِیْ فَاِذَا طَاعَتِیْ قَدْ سَبَقَتْ بَیْعَتِیْ وَاِذَ الْمِیْثَاقُ فِیْ عُنُقِیْ لِغَیْرِیْ (نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت خطبہ ۳۷ ص ۸۱)

ترجمہ: ''میں نے اپنے معاملہ میں غور وفکر کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرے لئے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرنا اور انکی بیعت میں داخل ہونا اپنے لئے بیعت لینے سے بہتر ہے اور جبکہ میری گردن میں غیر کی بیعت کرنے کا عہد بھی بندھا ہوا ہے''۔

اس روایت کے الفاظ کی ابن میثم یوں شرح کرتا ہے

وَقَوْلُهٗ وَ اِذَا الْمِیْثَاقُ فِیْ عُنُقِیْ لِغَیْرِیْ اَیْ مِیْثَاقُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ عَهْدُهٗ اِلَیَّ بِعَدَمِ الْمُشَاقَةِ وَقِیْلَ الْمِیْثَاقُ مَالَزِمَهٗ مِنْ بَیْعَةِ اَبِیْ بَکْرٍ بَعْدَ اِیْقَاعِهَا اَیْ فَاِذَ الْمِیْثَاقُ الْقَوْمِ قَدْ لَزِمَنِیْ فَلَمْ یُمْکِنِّیْ الْمُخَالَفَةُ بَعْدَهٗ (شرح نہج البلاغہ ابن میثم جلد دوم ص ۹۷ مطبوعہ تہران طبع جدید) ترجمہ: فَاِذَ الْمِیْثَاقُ فِیْ عُنُقِیْ لِغَیْرِیْ سے مراد ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مجھ سے عہد لینا۔ مجھے اس کا پابند رہنا لازم ہے کہ جب لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلیں تو میں بھی بیعت کرلوں پس جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت مجھ پر لازم ہوئی تو اس کے بعد میرے لئے ناممکن تھا کہ میں اسکی مخالفت کرتا۔''

قارئین محترم! حضور شہنشاہِ ولایت حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ کتنا واضح ہے جو نہج البلاغہ میں موجود ہے۔ کون کہتا ہے کہ شیر خدا نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت رضامندی سے نہیں کی؟ مجھے کہنے دیجئے کہ ایسا کہنے والا آپکے خطباتِ نہج البلاغہ سے ناواقف ہے یا پھر اسے اپنے مذہب کی اس کتاب پر ذرہ بھر بھی اعتبار نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کیوں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کرتا جبکہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اپنی ظاہر حیات طیبہ میں ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کا عہد لیا ہوا تھا۔ لہٰذا آپ نے بیعت کی اور مشاورت کا حق بھی ادا کیا اگر خلافتِ بلافصل خود آپکا حق ہوتا تو کبھی بیعت نہ کرتے۔

حوالہ نمبر ۱۸:- فرمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ بنایا

عَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٌّ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ... فَنَشْهَدُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ اَسْتَخْلَفَ اَبَا بَکْرٍ

(تفسیر صافی جلد دوم سورہ محمد ص ۵۶۲ مطبوعہ تہران، تفسیر قمی ۶۲۴)

ترجمہ: حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پاک کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے ''ابوبکر'' کو اپنے پیچھے اپنا خلیفہ بنایا''۔

قارئین! یہ گواہی حضور باب العلم کی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم خود مقرر فرما کر جائیں اور اس کی گواہی حضرت علی رضی اللہ عنہ دیں تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بلافصل ہونا کیونکر مسلم نہ ہوگا؟ خاک ہے اس منہ میں جو دعویٰ محبت کا کرے لیکن حضور مولا علی اور حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہما کے فرمان کو نہ مانے

حوالہ نمبر ۱۹:- حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار

مشہور شیعہ مجتہد ''شیخ مفید'' اپنی مشہور کتاب ''ارشاد شیخ'' میں حدیث قرطاس کے ضمن میں یہ عبارت ذکر کرتا ہے اور باختلاف الفاظ اسی مفہوم پر مبنی یہ عبارت اعلام الوریٰ اور تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین میں بھی موجود ہے۔ لیکن میں یہاں ''ارشاد شیخ مفید'' ص ۹۹ باب فی طلب رسول اللہ بدواۃ وکتف سے بلفظہٖ ترجمہ عرض کرتا ہوں

''وقتِ وصال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم باقی ماندہ اشخاص میں حضرت عباس، فضل بن عباس حضرت علی بن ابی طالب اور صرف اہل بیت ہی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ یَّکُنْ ھٰذَا الْاَمْرُ فِیْنَا مُسْتَقِرًّا مِنْ بَعْدِکَ فَبَشِّرْنَا وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّا نُغْلَبُ عَلَیْہِ فَاَوْصِ بِنَا

ترجمہ: یارسول اللہ اگر امرِ خلافت ہم بنی ہاشم میں ہی مستقل طور پر رہیگا تو پھر

ہمیں اسکی خوشخبری سنا دیجیے اور اگر آپ کے علم میں ہے کہ ہم مغلوب ہو جائیں گے تو پھر ابھی سے ہمارے حق میں فیصلہ فرما دیجیے!

(الارشاد للشیخ مفید ص ۹۹، اعلام الوریٰ ص ۱۴۲ بالفاظ مختلفہ، تہذیب المتین جلد اول ص ۲۳۶ مطبوعہ دہلی)

قارئین! اس عبارت نے اہل شیعہ کے حق میں کچھ ثابت تو کیا کرنا تھا الٹا اس نے شیعوں کے مذہب کی بنیاد ''علی خلیفہ بلا فصل'' کو ضرور ختم کر دیا ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا کہ خم غدیر کا واقعہ رافضیوں کا من گھڑت اور بے سر و پا فرضی واقعہ ہے۔ اس عبارت میں یہ وضاحت اور صراحت موجود ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ظاہر زندگی مبارکہ کے آخری لمحات تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کیلئے نامزد نہیں کیا تھا۔ بقول اہل شیعہ اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فیصلہ خم غدیر کے موقع پر ہو چکا تھا اور وہ بھی ہزاروں لوگوں کے سامنے تو کیوں عرض کرنا پڑا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ کے بعد امرِ خلافت ہم میں رہے گا تو ہمیں خوشخبری سنا دیں نہیں تو بصورت دیگر ابھی سے ہمارے حق میں فیصلہ فرما دیں۔ اگر فیصلہ پہلے ہو چکا ہو تو اب فیصلہ کیلئے عرض کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس حوالہ سے میرا مقصد محض خم غدیر کے موقع پر اہل شیعہ کے عقیدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے خلافت بلا فصل کو باطل ثابت کرنا ہے۔

حوالہ نمبر ۲۰ سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا فرمان پاک کہ خود اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفۂ بلا فصل ہونے

کاانکار فرماتا ہے"

حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا:

فَمَا تَاوِیلُ قَوْلُہٗ "لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْئًا" قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم حَرَصَ اَنْ یَکُوْنَ الْاَمْرُ لِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ بَعْدِہٖ فَاَبَی اللّٰہُ

ترجمہ: عرض کیا گیا اس آیت کی کیا تاویل ہوگی جس کے معنی یہ ہیں کہ "اے پیغمبر اس معاملہ میں تمہیں کوئی اختیار نہیں" تو امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس امر کے شدید خواہش مند تھے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے "خلافتِ بلافصل" کا حکم عطا فرمائے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس خواہش کو پورا کرنے سے انکار فرما دیا اور فرمایا "اے پیغمبر! اس معاملہ میں تمہیں کوئی اختیار نہیں"۔ (تفسیر فرات الکوفی ص ۱۹۶ مطبوعہ حیدریہ نجف اشرف)

حوالہ نمبر ۲۱:- دورِ صدیقی میں فتوحات کی بشارت کے گواہ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کے راوی خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں پھر آپ کی خلافت کے کیوں نہیں؟

مرزا تقی شیعہ مورخ کے بقول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب جنگ روم کا آغاز کیا اور آپ ہی کے دور میں رومی فتوحات کی ابتدا ہوئی۔ رومیوں سے جنگ کی ابتدا کرنے سے قبل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا آگے مرزا تقی کی

عبارت سنیں :-

ابو بکر روئے بعلی علیہ السلام کرد وگفت یا ابا الحسن تا تو چہ فرمائی علی فرمود چہ تو خود راہ برگیری وچہ سپاہ بتازی ظفر تر است، ابوبکر گفت بشرک اللہ یا ابا الحسن از کجا گوئی ؟ فرمود از رسولِ خدا بمن آمدہ (ناسخ التواریخ تاریخ خلفا ص ۲۹۵ ج اول طبع جدید تہران تصمیم ابوبکر بفتح بلاد روم)

ترجمہ: "ابو بکر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کی طرف رخ کیا اور پوچھا کہ اس بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا خواہ آپ خود جنگ کیلئے جائیں خواہ لشکر بھیجیں کامیابی آپ کیلئے ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ابو الحسن ! اللہ آپ کو خوش رکھے یہ آپ کہاں سے (کس دلیل سے) کہہ رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا "یہ بات مجھے رسول خدا سے ملی ہے۔"

سوال یہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ دورِ صدیقی کی فتوحات کی بشارت کے گواہ ہیں تو یہ فتوحات ظاہر ہے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافتِ برحق میں ہی ہو سکتی ہیں۔ اور آپ کی خلافتِ برحق نبی پاک ﷺ کے وصال کے فوراً بعد خلافت بلافصل کے طور پر مسلم ہے جس میں خود حضرت علی رضی اللہ عنہ دورِ صدیقی میں فتوحات کی نبوی خوش خبری سنا رہے ہیں۔ جب فتوحات کے آپ گواہ ہیں پھر آپ کی خلافتِ بلافصل اور خلافتِ برحق کے گواہ کیوں نہیں؟

باب دوم

حضرت سیدنا صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا فدک کے بارے قرآن و سنت پر عمل اور حضور مولا علی رضی اللہ عنہ سمیت ائمہ اہل بیت پاک کی فیصلہ کن تائیدِ شیخین

''فَدَکُ'' بفتحتین نام دیہے از خیبر (قاموس) یعنی فدک (فا اور دال کی زبر کے ساتھ) خیبر کے ایک گاؤں کا نام ہے۔ مصباح اللغتہ میں ہے کہ یہ مدینہ منورہ سے دو دن کی مسافت پر واقع ہے اور خیبر سے صرف ایک منزل دور ہے۔ اسی گاؤں میں ایک باغ ہے جسے باغ فدک کہتے ہیں۔ تمام شیعہ سنی کتب اس پر متفق ہیں کہ یہ بغیر لڑائی کے حضور پر نور رؤف و رحیم ﷺ کو ملا۔

۱۔ نور اللہ شوستری مجالس المومنین جلد اول ص ۴۸ مطبوعہ تہران درذکر فدک میں رقمطراز ہے۔

''وآن قریہ از کفار خیبر بود کہ بطریق مصالحت درتحت تصرف آنحضرت آمدہ بود'' یعنی یہ کفار خیبر کا ایک گاؤں ہے جو مصالحت کے طور پر حضور ﷺ کے تصرف میں آیا۔

۲۔ اصول کافی جلد اول ص ۵۴۳ کتاب الحجۃ باب الفی میں حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا اس سے بھی واضح تر فرمانِ گرامی موجود ہے۔

"اِنَّ اللّٰہَ تبارک وتعالیٰ لمّا فتح علیٰ نبیّہٖ فدک وما والاھم لم یوجف علیہ بخیلٍ ولا رکابٍ

ترجمہ: فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فدک پر فتح عطا فرمائی تو بغیر جنگ وجدل اور گھوڑے دوڑائے یہ آپ ﷺ کو ملا۔"

اور سورہ حشر میں جو مال بغیر جنگ وجدل اور گھوڑے دوڑائے رسول اللہ ﷺ کو ملے اسے مالِ فئی سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

وَمَا اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ: اور جو مال ہاتھ لگایا ان سے اللہ نے اپنے رسول کے کہ جس پر تم نے نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قبضہ میں دے دیتا ہے جسے چاہے۔ اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اس آیت مبارکہ کے ابتدائی الفاظ "ما افآء" سے ہی فَئی ماخوذ ہے اصطلاح میں جنہیں مالِ فئی کہتے ہیں یعنی "جو مال ہاتھ لگا دے اللہ" اب حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما نے مال فئی اور انفال کی تعریف میں وضاحت فرمائی کہ "یہ وہ زمین یا علاقہ ہے جو بطور مصالحت کے بغیر لڑائی مسلمانوں کو پیش کیا گیا ہو"۔ امامین کی یہ تعریف تفسیر صافی جلد اول ص ۶۳۶ مطبوعہ تہران،

ضمیمہ جات مقبول حواشی ص ۱۵۶ مطبوعہ افتخار بکڈپو لاہور اور تفسیر منہاج الصادقین جلد ۹ ص ۲۲۳ مطبوعہ تہران میں موجود ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ درج بالا دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ فدک رسول اللہ ﷺ کو بغیر جنگ وجدل کے حاصل ہونے والا مال فئی ہے۔ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔ کہ اہل شیعہ کی معتبر ترین کتاب ناسخ التواریخ ذکر تفویض فدک ص ۸۳ پر فدک کو درج بالا سورۃ حشر کی آیت کا مصداق قرار دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ فدک مال فئی ہونے میں اصول کافی جلد اول ص ۵۴۳ سے حضرت امام موسیٰ کاظم کے فرمان کی نصِ صریح بھی اوپر درج کر دی گئی ہے۔

قرآن مجید کی رو سے اموال فئی ملکیتِ ذاتی نہیں ہوتے نیز اس کے مخصوص مصارف بھی قرآن مجید میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔

ہمارے آقا حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخری نبی اور اسلام اللہ کا آخری دین ہے۔ عالمگیریت اس دین کی امتیازی صفت ہے۔ کیا آج کوئی بادشاہِ اسلام یا حاکمِ وقت افواج وسپاہ کے ہمراہ کسی ملک وقوم پر حملہ آور ہو اور وہ مقابلہ کی تاب نہ لاتے ہوئے کچھ علاقہ دے کر صلح کر لیں تو کیا وہ علاقہ حاکمِ وقت کی ذاتی ملکیت قرار پائیگا؟ ہر گز نہیں یہ اموال فئی ہیں وہ قومی ملکیت ہوگی اور اسکی آمدن مخصوص مدوں میں صرف ہوگی۔ حاکم کی حیثیت قومی ملکیت کے نگرانِ اعلیٰ کی ہوگی اور یہ مصارف قرآن مجید نے خود بیان فرما دیئے ہیں فرمایا

مَا اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ترجمہ: جو مال فئی ہاتھ لگا دے اللہ اپنے رسول کو بستی والوں سے تو وہ اللہ کیلئے ہے اور رسول کیلئے ہے اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کیلئے ہے۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں رسول کریم ﷺ کو باغِ فدک سے جو آمدن ہوتی تھی اس میں سے کچھ وَلِلرَّسُوْلِ کے تحت حضور اقدس ﷺ اپنی ذات مبارکہ پر، اپنی ازواج مطہرات پر اپنی لخت جگر نور نظر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر صرف فرماتے اور قرآنی فرمان وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنِ السَّبِیْلِ کے تحت باقی آمدن بنی ہاشم پر غریبوں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ فرما دیتے تھے اور جو باقی بچ جاتا آیت مبارکہ میں فَلِلّٰہِ کے حکم کے تحت اس سے جہاد کیلئے ضروری ساز و سامان حاصل کیا جاتا۔ کیا اس آیت کریمہ کا ترجمہ پڑھ کر کوئی بھی عقلِ سلیم رکھنے والا اموال فئی کے مصارف (خرچ کی مدوں) کے بارے میں ہر لحاظ سے مطمئن نہیں ہو جاتا؟

اموالِ انفال وفئی کا حکم رسولِ پاک ﷺ کے بعد کیا ہے؟

ہم اس سوال کا جواب معتبر ترین کتب شیعہ سے پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہوں

(۱) قَالَ الصَّادِقُ... وَھُوَ لِلْاِمَامِ بَعْدَہٗ یَضَعُہٗ حَیْثُ یَشَآءُ

ترجمہ: فرمایا امام جعفر صادق نے کہ رسول پاک ﷺ کے بعد خلیفہ و امام اس کی آمدن کو جہاں چاہے لگائے (اصول کافی ص ۵۳۲)

(۲) عَنِ الصَّادِقِ... ھِیَ لِلرَّسُوْلِ وَلِمَنْ قَامَ مَقَامَہٗ بَعْدَہٗ (تفسیر صافی جلد اول

ص ۶۳۶)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا اموال فی رسول ﷺ کیلئے ہیں اور اس شخصیت کیلئے ہیں جو آپ کے بعد آپکی جگہ پر خلیفہ ہو"

(۳) وآن رسول را باشد در حال حیٰوۃ وی و بعد از وی کہ قائم وی باشد از ائمہ دین و ایشاں ہر کس را خواہند کہ دہند و بر ہر چہ صلاح باشد ایں قول امیر المومنین است (تفسیر منہج الصادقین جلد ۹ ص ۲۲۳ مطبوعہ تہران زیر آیت ما افاء اللہ علیٰ رسولہٖ)

ترجمہ: اس کے مالک ظاہری حیات طیبہ میں رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ کے وصال کے بعد اُس شخص کی ملکیت قرار پاتے ہیں جو پیغمبر کے قائم مقام ہو کہ وہ جس کو چاہیں اس میں سے عطا کریں اور ہر اس کام پر خرچ کریں جو بہتر ہوتا ہو۔ یہ قول امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔"

(۴) تہذیب الاحکام میں جناب سیدنا امام محمد باقر و حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہما السلام سے فے اور انفال کے بارے میں منقول ہے کہ "یہ اللہ اور اس کے رسول کی ملکیت ہیں اور اللہ کا حصہ بھی اس کے رسول کے اختیار میں ہے کہ جس مصرف میں چاہے اسے خرچ کرے اور بعد رسول کے امام کو بھی وہی حق ہے (ضمیمہ جات مقبول حواشی ص ۱۵۶ افتخار بکڈپو لاہور)

(۵) عَنِ الْبَاقِرِ وَالصَّادِقِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَهٗ كُلُّهٗ مِنَ الْفَيْءِ وَالْاَنْفَالِ فَهٰذَا كُلُّهٗ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ لِرَسُوْلِ يَضَعُهٗ حَيْثُ يَشَآءُ وَهُوَ لِلْاِمَامِ بَعْدَ الرَّسُوْلِ (تفسیر صافی جلد اول ص ۶۳۶ مطبوعہ تہران زیر آیت یسئلونک عن

الانفال)

ترجمہ: حضرت سیدنا امام محمد باقر اور امام سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فے اور انفال کا مالک اللہ اور اس کا رسول ہوتا ہے اور جو اللہ کیلئے ہے وہ بھی نیابۃً رسول کیلئے ہی ہے۔ رسول کی مرضی ہے کہ اسے جہاں چاہے صرف فرمائے اور رسول کے انتقال کے بعد امام وخلیفہ اس کا مالک ہوتا ہے۔

ان پانچ حوالہ جات سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ رسول پاک ﷺ کے وصال کے بعد اموال فئی وقت کے امام وخلیفۂ مسلمین کے حوالے ہوتے ہیں۔ پچھلے باب میں اکیس عدد حوالہ جات سے ثابت ہے کہ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے ظاہری وصال پاک کے فوراً بعد امامت وخلافتِ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے ہی تھی۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سمیت جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر تمام صحابہ نے اجماعی طور پر بیعتِ خلافت فرمائی تو آپ نے باغ فدک کے بارے میں طریقہ نبوی میں ذرہ برابر تبدیلی نہ فرمائی چونکہ ظاہر حیات طیبہ میں رسول اللہ ﷺ نے باغ فدک میں جن مصارف کا تعین کیا تھا اس میں سب سے پہلے جتنا اہل بیت پاک کا خرچ ہوتا تھا ان کے پاس بھیج دیتے تھے۔ اب رسول پاک ﷺ کے فوری بعد خلافت بلافصل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تھی لہٰذا شیعہ سنی دونوں کی کتب میں آپ کے یہ احکام موجود ہیں۔ اِنَّمَا یَاکُلُ آلِ مُحَمَّدٍ فِیْ ھٰذَا الْمَالُ (مسلم شریف) "ہاں فدک کا مال آل محمد ﷺ پر صرف ہوگا۔"

ان الفاظ پر پھر غور فرمائیں فدک کو غصب کرنے یا اس سے محروم کر دینے کا لفظ تو اس

وقت بولا جا سکتا تھا جب حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے "نہ میں فدک تقسیم کرتا ہوں اور نہ اسکی آمدنی آل محمد کو دیتا ہوں آپ نے فرمایا ہاں اسکی آمدنی آلِ محمد ﷺ پر صرف ہوگی اور مسلم شریف کے الفاظ آگے یہ ہیں فرمایا

وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَا اُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَنْ حَالِهَا الَّذِيْ كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَاَعْمَلَنَّ بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ (مسلم شریف)

ترجمہ: اور بخدا فدک جس حال میں رسول پاک ﷺ کے ظاہر زمانہ میں تھا اس میں قطعاً تبدیلی نہ کروں گا اور اس کے بارے میں جو عمل رسول اللہ ﷺ کرتے تھے وہی میں کروں گا۔

اس سلسلے میں خود اہل بیت پاک کے عظیم ترین فرد حضرت امام سیدنا زید بن علی بن حسین بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا فرمان گرامی فیصلہ کن ہے اسی پر اکتفا کرتا ہوں فرمایا:۔

"قَالَ اِنَّ اَبَابَكْرٍ رَجُلًا رَحِيْمًا وَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُّغَيِّرَ شَيْئًا فَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ"

ترجمہ: فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے رحیم شخص تھے وہ باغ فدک میں رسول پاک ﷺ کے طریقے میں ذرہ بھر تبدیلی کو بھی مکروہ جانتے تھے پس آپ نے وہی طریقہ بعد میں اپنایا جو خود رسول ﷺ کا تھا

(شرح ابن حدید نہج البلاغہ ج ۴ ص ۸۲ مطبوعہ بیروت بڑا سائز اخبار الواردہ فی فدک)

قارئین محترم! حقائق سامنے آتے ہیں تو شکوک وشبہات کے بادل چھٹ جاتے ہیں سچ کبھی چھپ نہیں سکتا چونکہ مخالف پر خود انکی کتب حجت ہوتی ہیں لہٰذا تفسیر حدیث اور تاریخ

کی معتبر ترین کتب شیعہ سے ہم نے باغ فدک کا مال فئی ہونا اور پھر قرآن پاک سے اس کا ذاتی ملکیت کی بجائے وقف ہونا اور مخصوص مصارف کیلئے صرف ہونا اور رسول پاک ﷺ کا انہی مصارف پر اسے صرف کرنا اور پھر بفضلہٖ تعالیٰ سیدنا مولا علی المرتضیٰ حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کے واضح ارشادات گرامی سے وصالِ نبوی کے بعد خلیفہ وامام کا بحیثیت حاکمِ وقت ہونے کے اس کی آمدن میں تصرف کرنے کا مجاز ہونے اور پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مسلم شریف اور خود شیعہ علماء کے ذکر کردہ اقوالِ ائمہ اہلبیت کے حوالوں سے نبی پاک ﷺ کے طریقے کے مطابق باغِ فدک کی آمدن کے استعمال کو ثابت کیا ہے۔

کتبِ اہل سنت و جماعت و کتبِ شیعہ پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باغ فدک کے معاملہ میں طریقۂ نبوی میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہ کی جس کے سینہ میں ذرہ بھر بھی آخرت کا خوف ہے خدارا! ذرا اا کیلئے بیٹھ کر سوچے اور اپنے آپ سے سوال کرے کہ کیا طریقۂ نبوی کو قائم رکھنا اور جاری رکھنا عظیم کارنامہ ہے یا بھیانک غلطی؟ پھر یہ سوال بھی اپنے آپ سے ہی پوچھیں کہ کیا اللہ کریم نے سنتِ نبوی کو قائم رکھنے اور مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا ہے یا مٹانے کا؟ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

پھر یہ بھی دیکھیں کہ اگر کوئی ایمان و دیانت سے خالی شخص حضرت سیدنا صدیق اکبر اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے بارے میں صرف اس بناء پر نعوذ باللہ غاصب ، ظالم اور منافق کے الفاظ کہتا ہے کہ ان حضرات نے فدک میں ردو بدل نہ کیا اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ملکیتِ ذاتی میں دینے کی بجائے حضور ﷺ کے طریقہ و

عمل کو مقدم رکھا تو ایسے الفاظ کہنے والے کا دین و ایمان سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ کیونکہ وہ یہ الفاظ شیخین طاہرین کو بلاواسطہ کہنے کے ساتھ ساتھ خود شیر خدا مظہر العجائب والغرائب حضور سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی یہی الفاظ کہہ رہا ہے۔ کیونکہ لازم آتا ہے کہ پھر اس طریقہ پر جو بھی کاربند رہا وہ بھی ان الفاظ کا ہی نعوذ باللہ مصداق قرار پائے جب طریقہ و عمل یکساں ٹھہرا تو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا حکم بھی ایک جیسا ہی ہوگا لہٰذا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! یہ الفاظ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی صادق آئیں گے کیونکہ تاریخ و حدیث کی جملہ کتب شیعہ و سنی کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں بھی فدک کے متعلق شیخین کا فیصلہ و عمل ہی برقرار رکھا اور فدک واپس نہیں لوٹایا یہ حقیقت مشہور ترین کتب شیعہ شرح نہج البلاغہ لابن حدید جلد چہارم ص ۸۶ اور پھر اسی جلد کے ص ۹۴ پر انوار نعمانیہ جلد اول ص ۴۶ پر تہذیب المتین جلد اول ص ۳۲۶ مجالس المومنین جلد اول ص ۵۴ مطبوعہ تہران کشف الغمہ جلد اول ص ۹۴ مطبوعہ تبریز تذکرہ فاطمہ زہرائی خطبہ فدک اور طعن الرماح ص ۱۳۷ پر سب شیعہ مجتہدین و مصنفین کو تسلیم ہے حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اپنے دور خلافت میں باغ فدک واپس نہ لوٹانا ایسا سوال ہے جس کا اہل شیعہ کے پاس کوئی جواب نہیں۔

صرف چند عبارات پیش کرتا ہوں

(۱) عَنْ مُحَمَّدْ بِنْ اِسْحاق سَالْتُ اَبَا جَعْفَرِ مُحَمَّدْ بِنْ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَام ... کَیْفَ صَنَعَ فِیْ سَہْمِ ذَوِی الْقُرْبٰی قَالَ سَلَکَ لَھُمْ طَرِیْقَ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ ترجمہ: محمد بن اسحاق نے امام ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ حضرت

علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں ذوی القربیٰ کے حصہ یعنی فدک کے متعلق کیا طرز عمل اختیار کیا؟ تو فرمایا حضرت علی نے ان کے بارے میں وہی طریقہ اپنایا جو حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا تھا (ابن حدید شرح نہج البلاغہ ج ۴ ص ۸۶)

(۲) فَلَمَّا وَصَلَ الْاَمْرُ اِلٰی عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِب عَلَیْهِ السَّلَامُ کُلِّمَ فِیْ رَدِّ فَدَک فَقَالَ اِنِّیْ لَاَسْتَحْیِیْ مِنَ اللّٰهِ اَنْ اَرُدَّ شَیْئًا مَنَعَ مِنْهُ اَبُوْبَکْرٍ وَ اَمْضَاهُ عُمَرُ ترجمہ: جب معاملہ خلافت حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آ پہنچا تو آپ سے فدک کے لوٹائے جانے کے بارے میں گفتگو کی گئی تو آپ نے فرمایا مجھے اس چیز کے لوٹانے سے اللہ سے حیا آتی ہے کہ جس کو ابوبکر نے نہیں لوٹایا اور عمر نے بھی اسے جاری رکھا (رضی اللہ عنہما)۔

(شرح ابن ابی الحدید نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۹۴)

نہج البلاغہ کا مقام اہل شیعہ میں بہت بلند ہے لہٰذا نہج البلاغہ کی شرح ابن حدید نے ابھی حوالے پیش کئے ہیں۔ اب باغ فدک کے بارے میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مابین ہونے والی آخری گفتگو اور پھر سیدہ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہمیشہ ہمیشہ راضی ہونے کا تذکرہ بھی خود اہل شیعہ کی ایک اور اہم ترین شرح نہج البلاغہ لابن میثم سے پیش خدمت ہے جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باغ فدک کی آمدنی کے استعمال میں طریقہ نبوی ﷺ میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں کی اور اسی طریقہ نبوی ﷺ پر سیدہ کونین حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی

اللہ عنہ سے راضی تھیں۔

کتب شیعہ سے باغِ فدک میں شیخین کا سنت نبوی کو قائم رکھنا اور سیدہ فاطمہ کا شیخین پر ہمیشہ کیلئے راضی ہو جانا

(۳) "اِنَّ لَکِ مَا لِاَبِیکِ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَاخُذُ مِنْ فَدَکَ قُوْتَکُمْ وَ یُقَسِّمُ الْبَاقِیَ وَ یَحْمِلُ مِنْہُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَکِ عَلَی اللّٰہِ اَنْ اَصْنَعَ بِھَا کَمَا کَانَ یَصْنَعُ فَرَضِیَتْ بِذَالِکَ وَ اَخَذَتِ الْعَھْدَ عَلَیْہِ بِہٖ وَ کَانَ یَاخُذُ غَلَّتَھَا فَیَدْفَعُ اِلَیْھِمْ مِنْھَا مَا یَکْفِیْھِمْ ثُمَّ فَعَلَتِ الْخُلَفَاءُ بَعْدَہٗ کَذَالِکَ اِلٰی اَنْ وَلِیَ مُعَاوِیَہ"

(شرح نہج البلاغہ ابن میثم جلد پنجم ص ۱۰۷ از یر خط نمبر ۴۴ مطبوعہ تہران)

ترجمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے آقا کی بیٹی! تیرے لئے وہی کچھ ہے جو آپ کے والد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فدک کی آمدنی سے تمہاری خوراک کا اہتمام فرماتے اور باقی ماندہ کو تقسیم فرما دیتے اور اس میں سے فی سبیل اللہ سواری بھی لے دیتے۔ میں تمہارے بارے میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں اسی طرح تم سے سلوک کروں گا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ تو یہ سن کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر راضی ہو گئیں اور اسی پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عہد لے لیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فدک کا غلہ وصول کرتے اور اہل بیت پاک کو ان کی ضرورت کے مطابق دے دیتے ان کے بعد آنے والے تمام خلفاء نے بھی

یہی طریقہ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والیِ حکومت بنے تو انہوں نے بھی اسی طریقے پر عمل کیا۔"

ابن میثم کی یہ عبارت دیکھنے کی چیز ہے بلکہ دیکھ کر بار بار پڑھنے اور اس کے مطابق عمل کر کے ایمان بچانے کا اہل شیعہ کے پاس سنہری موقع موجود ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ یہ عبارت اہل شیعہ علماء وعوام پر حجت ہے تو قطعاً غلط نہ ہوگا۔ آج وقت ہے ہوش کے ناخن لیں یاد رکھیں ۔ پھر نہ مانیں گے وہ قیامت میں اگر تو مان گیا

کیوں آخرت خراب کر رہے ہیں؟ حضور سید عالم ﷺ کے وہ جانثار و مقبول اور محبوب شیخین طیبین طاہرین کہ جو آج بھی گنبد خضریٰ میں اپنے آقا کے پہلو میں آرام فرما ہیں اور اسی حال میں روزِ قیامت سرکار اقدس ﷺ کے ساتھ اٹھیں گے اِلعیاذ باللہ! ان ہستیوں پر الزام! کہ وہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی معاشی حالت دگرگوں کرنے اور عرصۂ حیات تنگ کرنے کیلئے باغِ فدک سے انہیں کچھ نہ دیتے تھے، یہ سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟ انہیں طریقۂ نبوی ﷺ کے مطابق سب کچھ ملتا رہا۔ کتنا ملتا رہا؟ شیعہ علماء لکھ رہے ہیں فَيَدْفَعُ اِلَيْهِمْ مِنْهَا مَا يَكْفِيْهِمْ ترجمہ: وہ انہیں اتنا دیتے تھے جو انکی تمام ضروریات کیلئے ہر لحاظ سے کافی ہوتا مَا يَكْفِيْهِمْ کے الفاظ ابن میثم کو بھی لکھنے پڑے کیونکہ حقیقت یہی تھی۔ مزید یہ کہ یہاں صاف الفاظ میں موجود ہے فَرَضِيَتْ بِذَالِكَ یعنی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی ہوگئیں۔

(۴) اب نہج البلاغہ کی شرح ابن الحدید اور ایک دوسری شرح درہ نجفیہ اٹھائیں اور

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرات شیخین کے باغِ فدک میں سنتِ نبوی میں ذرہ برابر تبدیلی نہ کرنے کے عمل کی وجہ سے اور حضرت سیدہ کی معاشی کفالت کرنے کی وجہ سے، ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ان پر راضی ہوگئی۔ ملاحظہ فرمائیں

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاخُذُ مِنْ فَدَكٍ قُوْتَكُمْ وَيَقْسِمُ الْبَاقِيْ وَيَحْمِلُ مِنْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَكِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ اَصْنَعَ بِهَا كَمَا كَانَ يَصْنَعُ فَرَضِيَتْ بِذٰلِكَ وَ اَخَذَتِ الْعَهْدَ بِهٖ وَ كَانَ يَاخُذُ غَلَّتَهَا فَيَدْفَعُ اِلَيْهِمْ مِنْهَا مَايَكْفِيْهِمْ ثُمَّ فَعَلَتِ الْخُلَفَاۤءُ بَعْدَهٗ كَذٰلِكَ اِلٰى اَنْ وَلِيَ مُعَاوِيَةُ

(ا۔ شرح نہج البلاغہ ابن لحدید جز ۱۶ جلد ۴ ص ۸۰ ذکر ما فعل ابو بکر بفدک وما قالہ فی شانھا الخ مطبوعہ بیروت ۲۔ درہ نجفیہ ص ۲۲۶ طبع قدیم تذکرہ کیفیۃ موتہ)

ترجمہ: جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ "فدک" سے تمہاری خوراک لے لیا کرتے تھے اور باقی ماندہ تقسیم فرما دیا کرتے تھے اور فی سبیل اللہ سواریاں بھی لے کر دیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم کھا کر تم سے اقرار کرتا ہوں کہ میں "فدک" کی آمدنی اسی طرح صرف کروں گا جس طرح حضور ﷺ کیا کرتے تھے۔ تو حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اس پر راضی ہوگئیں اور حضرت ابو بکر صدیق سے اس کا عہد لے لیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ "فدک" کا غلہ وصول کر کے اہل بیت کی ضروریات کے مطابق انہیں دیا کرتے تھے پھر ان کے بعد دوسرے خلفاء نے بھی ایسا ہی کیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہی عمل جاری رہا۔

(۵) ابن الحدید نے اپنی شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۹۴ پر بہت خوبصورت تجزیہ کیا اور کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فدک کے بارے میں حدیث رسول ﷺ بیان کی اور اس حدیث کے الفاظِ رسول ہونے پر قسم اٹھائی لہٰذا اب اس کے بعد سیدہ کا ناراض ہو جانا عقلاً و نقلاً محال ہے کیونکہ فرمانِ رسول ﷺ پر تو ہر ادنیٰ مسلمان بھی سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے بلکہ یہ شرطِ مسلمانی ہے۔ اب اصل الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

وَلَا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّهَا بَعْدَ رِوَایَةِ الْخَبَرِ بَعْدَ اَنْ اَقْسَمَ لَهَا اَبُوْبَکْرٍ بِاللّٰهِ تَعَالٰی اَنَّهٗ مَا رَوٰی عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا مَا سَمِعَهٗ مِنْهُ اِنْصَرَفَتْ سَاخِطَةً

ترجمہ: اور اس پر کوئی دلیل ہی نہیں کہ حدیث کی روایت کے بعد اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ان الفاظِ حدیث کے نطقِ رسول ہونے پر قسم اٹھانے کے بعد جب سیدہ پاک نے سن لیا ہو تو پھر غصہ اور ناراضگی میں واپس گئی ہوں۔"

(۶) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راضی ہونے کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح راضی تھیں۔ ہمارے نزدیک تو دینی اخوت، محبت و مودت تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان قرآن مجید کی آیت رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ سے ثابت ہے اور ان کے درمیان دینی ناراضگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بہرحال خود مخالفین کے مقتدا شیخ عباس قمی کی تحریر ملاحظہ ہو:۔

مَشٰی اِلَیْهَا اَبُوْبَکْرٍ بَعْدَ ذٰلِکَ فَشَفَعَ لِعُمَرَ وَطَلَبَ اِلَیْهَا فَرَضِیَتْ عَنْهُ

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے سفارش کی اور رضا کے

طلب گار ہوئے تو آپ ان سے بھی راضی ہو گئیں۔ (بیت الاحزان ص ۸۸ مطبوعہ اصفہان طبع جدید)

بیت الاحزان کی اس عبارت میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کسی امکانی یا واقعاتی ناراضگی کا موجود ہونا ہم اہل سنت و جماعت کیلئے حجت نہیں بلکہ یہ شیعوں کی افسانہ طرازی ہے البتہ اس عبارت میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا کا موجود ہونا تمام اہل شیعہ پر ضرور حجت ہے۔

تقاضائے فدک میں جادۂ شریعت پر عمل اور اولادِ رسول سے صدیقی عشق و محبت کے بیک وقت ایمان افروز مناظر

حقائق سامنے آتے ہیں تو شکوک و شبہات کے بادل چھٹ جاتے ہیں جادۂ شریعت پر گامزن عاشقِ حقیقی کبھی افراط و تفریط کا شکار نہیں ہوتا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نیابت و خلافتِ رسول کی حیثیت سے ایک طرف امینِ احکامِ شرع اور ان پر عامل نظر آتے ہیں تو دوسری طرف اپنی ذاتی زندگی کی کُل پونجی حضور سیدہ خاتون جنت سیدۃ النساء العٰلمین حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے قدموں پر نثار کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں

اہل شیعہ کی کتاب حق الیقین اور ناسخ التواریخ سے عبارت معہ ترجمہ ملاحظہ ہو

اُموال و احوال خود را از تو مضائقہ ندارم۔ آنچہ خواہی بگیر تو سیدہ امتِ پدر خودی و شجرہ طیبہ

از برائے فرزندانِ خود انکارِ فضلِ تو کسے نمی تواند کرد۔ و حکم تو نافذ است در مالِ مَن ۔ اَما در اموالِ مسلمانان مخالفتِ گفتہ پدر تو نمی توانم کرد

(۱) حق الیقین ص ۱۲۷ باب پنجم ذکر احتجاج حضرت زہرا با ابوبکر در امر فدک ، مطبوعہ تہران (۲) ناسخ التواریخ جزء اول از تاریخ خلفا ص ۱۵۷ بالفاظ مختلفہ مطبوعہ تہران طبع جدید تہران مصنفہ مرزا محمد تقی ، نیز ناسخ التواریخ زندگانی فاطمہ ص ۱۴۸)

ترجمہ: میں اپنے اموال و احوال کو تم سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ آپ اس میں خود مختار ہیں جو چاہیں لے سکتی ہیں۔ آپ اپنے والد گرامی کی امت کی سیدہ ہیں اور اپنے فرزندوں کیلئے "شجرہ طیبہ" ہیں۔ آپ کے فضل کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا اور آپ کا حکم میرے ذاتی مال میں نافذ ہے لیکن مسلمانوں کے اجتماعی مال میں آپ کے والد بزرگوار کے ارشاد کی مخالفت نہیں کر سکتا۔"

دوسری طرف حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بھی صدقے جائیں کہ سلطانِ عرب و عجم کی لختِ جگر نے جب بارگاہِ صدیقی میں طلب فدک کیلئے پیغام بھیجا اور اس پر سیدہ رضی اللہ عنہا سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بار بار ایک ہی سوال کیا کہ کیا حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آپ سے بالمشافہ فدک ہبہ کرنے کی کوئی گفتگو فرمائی تھی؟ تو سیدہ سچ کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتیں صاف فرماتی ہیں مجھ سے براہِ راست سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی گفتگو نہیں فرمائی تھی بلکہ میری لونڈی ام ایمن نے مجھے یہ بات بتائی ہے اور اسی بات پر فدک کا تقاضا کر رہی ہوں۔"

طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۱۳۲ سے بلفظہ ترجمہ عرض کرتا ہوں:۔

''تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا آپ کے والد گرامی مجھ سے بہتر تھے اور بخدا تم میری بیٹیوں سے بہتر ہو اور یقین جانئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ہم کسی کو اپنے زیر تصرف اموال کا وارث نہیں بناتے۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں، وہ صدقہ ہے، یعنی اموال جو قائم اور باقی ہیں کیا تمہیں اس امر کا قطعی علم ہے کہ تمہارے والد گرامی نے تمہیں یہ اموال اور یہ اراضی عطا کی ہیں؟ اگر تم اثبات میں جواب دو اور ہاں کہہ دو، تو میں آپ کا قول قبول کرلوں گا اور آپ کے دعویٰ کی تصدیق کردوں گا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس ام ایمن آئی تھی اور اس نے مجھے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فدک مجھے دے دیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا خود تم نے زبان رسول ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہو کہ فدک تمہارا ہے؟ اگر تم اس طرح کہو کہ خود میں نے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے، تو پھر فدک یقیناً تمہارے لئے ہے، میں آپ کے دعوے کی تصدیق کروں گا اور آپ کے فرمان کو قبول کروں گا۔ آپ نے فرمایا: میں نے صحیح صورت حال اور واقعہ کی اصلیت بتلادی ہے (میری معلومات اس معاملہ میں بس یہی ہیں)۔'' **کیا عقلاً یہ ممکن ہے کہ اتنی اہم بات نہ خود سیدہ کو نبی پاک نے بتائی اور ام ایمن کو بتادی؟** یہی بات کتب شیعہ میں بھی موجود ہے شرح ابن الحدید کے الفاظ ہیں کہ جب سیدہ نے فدک طلب کیا تو حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان! تم میرے نزدیک صادقہ اور امینہ ہو اصل الفاظ یہ ہیں قَالَ لَهَا اَبُوْبَکْرٍ لَمَّا طَلَبَ فَدَکَ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ اَنْتِ الصَّادِقَۃُ الْاَمِیْنَۃُ عِنْدِیْ اِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَھِدَ اِلَیْکِ عَھْدًا اَوْ وَعَدَکِ وَعْدًا صَدَّقْتُکِ وَسَلَّمْتُ اِلَیْکِ فَقَالَتْ

لَمۡ یَعۡھِدُ اِلَیَّ فِیۡ ذَالِکَ ترجمہ: اگر رسول اللہ ﷺ نے تم سے فدک کے معاملے میں کوئی عہد یا وعدہ کیا تھا تو میں اس کو تسلیم کرنے کیلئے تیار ہوں اور فدک تمہارے حوالے کر دونگا تو سیدہ نے فرمایا حضور ﷺ نے مجھ سے فدک کے معاملے میں کوئی عہد نہیں فرمایا تھا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدہ کائنات حضرت سیدہ فاطمۃ الزاہرا کے پیغام کے جواب میں جو فرمانِ رسول ﷺ پیش کیا وہ مابین فریقین متفق علیہ ہے

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جواب فرمانِ رسول ﷺ پر مبنی ہے کہ نَحۡنُ الۡاَنۡبِیَاءُ لَانُوۡرِثُ دِرۡھَمًا وَّلَا دِیۡنَارًا اِلَّا عِلۡمًا وَّحِکۡمَۃً جب اللہ کریم ذوالجلال والاکرام اپنے مقبول اور محبوب بندوں کی صداقت آشکار کرتا ہے تو پھر خود منکر کو بھی اقرار کئے بغیر چارہ کار نہیں رہتا اور یہاں تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کا معاملہ ہے جو متقین کے امام ہیں جمیع صحابہ کرام بشمول علی حیدر کرار سب کے امام ہیں اور آج بھی قربِ رسول کے اعلیٰ ترین مقام پر گنبد خضرا میں سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ تشریف فرما ہیں لہٰذا اللہ کی قدرت کاملہ سے کتب شیعہ میں بھی سند صحیح سے یہ فرمان رسول چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے طلب فدک کے جواب میں پیش کیا۔ لہٰذا اصل عبارات سے حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۱) عَنۡ اَبِیۡ عَبۡدِ اللّٰہِ عَلَیۡہِ السَّلَامُ اِنَّ الۡعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الۡاَنۡبِیَاءِ وَذَالِکَ اَنَّ

اَلْاَنْبِيَاۤءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَّلَا دِيْنَارًا وَ اِنَّمَا اَوْرَثُوْا اَحَادِيْثَ مِنْ اَحَادِيْثِهِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِنْهَا فَقَدْ اَخَذَ حَظًّا وَافِرًا (اصول کافی ج اص ۳۲ اصول کافی جلد اول ص ۳۴)

(۲) فرات نے بیان کیا کہ حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن ابراہیم بن ذکریا قطفائی نے اس نے کئی واسطوں سے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے قَالَ مَاوَرَّثَتِ الْاَنْبِيَاۤءُ مِنْ قَبْلِیْ، قَالَ وَ مَاوَرَّثَتِ الْاَنْبِيَاۤءُ مِنْ قَبْلِكَ قَالَ كِتَابُ رَبِّهِمْ وَ سُنَّتُ نَبِيِّهِمْ۔

ترجمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے پہلے انبیاء کرام نے میراث نہیں چھوڑی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ سے پہلے انبیاءِ کرام نے وراثت میں کیا چیز چھوڑی؟ فرمایا اللہ کی کتاب اور اپنی سنت انہوں نے وراثت میں چھوڑی (تفسیر فرات کوفی مصنفہ فرات بن ابراہیم شیعی ص ۱۸۲)

(۳) قرب الاسناد ص ۴۴ طبع تہران جدید پر یہی حدیث موجود ہے

(۴) قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ دَاوٗدَ وَرِثَ عِلْمَ الْاَنْبِيَاۤءِ وَاِنَّ سُلَيْمَانَ وَرِثَ دَاوٗدَ وَ اِنَّ مُحَمَّدًا وَرِثَ سُلَيْمَانَ وَاِنَّا وَرِثْنَا مُحَمَّدًا الخ (اصول کافی (عربی) ص ۱۳۷)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلیمان کے وارث ہوئے اور ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں اور ہمارے پاس تورات انجیل و زبور اور الواح موسیٰ میں موجود واضح بیان کا علم ہے۔

(مترجم اصول کافی جلد اول ص ۲۵۷ مطبوعہ کراچی)

اس حدیث کی شرح میں ملا خلیل قزوینی لکھتا ہے۔ ''سلیمان بمیراث گرفت علم رااز داؤد

ترجمہ: سلیمان علیہ السلام نے داؤد علیہ السلام سے علم کی میراث پائی (صافی شرح اصول کافی جزو سوم ص ۱۴۹)

اصول کافی عربی وار دو مترجم اور کافی کی شرح صافی سے صفحہ نمبر تک اس لئے دیئے ہیں کہ جس کے پاس جو بھی کتاب ہو وہ تسلی کر لے کہ انبیاء کرام کی مالی میراث نہیں ہوتی بلکہ ان کی میراث صرف علم ہوتا ہے۔

(۵) اب ایک حدیث درج کرتا ہوں جو شیخ صدوق سے مرفوعاً مذکور ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ اور مستند ہیں حدثنا الحسین بن ابراهیم قال حدثنا علی بن ابراهیم عن ابیه ابراهیم بن هاشم عن عبد الله بن میمون عن الصادق..

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ اِنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَمْ يُوْرِثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَلٰكِنْ وَّرَّثُوْا الْعِلْمَ (کتاب الامالی والمجالس مصنفہ شیخ صدوق ص ۱۳۷ المجلس الرابع مطبوعہ قم)

ترجمہ: امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک علماء ہی انبیا کے وارث ہیں۔ بے شک انبیاء دینار اور درہم اپنی وراثت میں نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی وراثت ان کا علم ہے۔ اس حدیث کے امام جعفر صادق سے لے کر شیخ صدوق تک چار راوی ہیں۔

پہلا راوی عبداللہ بن میمون ہے جسے شیعہ کتب رجال نے امام محمد باقر کے اصحاب میں شمار کیا ہے بلکہ حضرت امام محمد باقر نے اسے مکہ کے چار نوروں میں سے ایک نور قرار دیا

ہے اور عبد اللہ مامقانی نے تو فیصلہ ہی کر دیا کہ یہ فقہائے شیعہ میں سے ہے اور ثقہ ہے (دیکھیں رجال الحلی ص ۱۰۸ تنقیح المقال ج ۲ ص ۲۲۰ رجال کشی ج ۱ ص ۳۹)

دوسرا راوی ابراہیم بن ہاشم ہے جو امام رضا کے اصحاب خاص میں سے ہے (دیکھیں تنقیح المقال جلد اول ص ۳۹)

تیسرا راوی علی بن ابراہیم ثقۃ فی الحدیث ثبت معتمداً صحیح المذہب (تنقیح المقال ج ۲ ص ۲۶۰ جامع الرواۃ ج ۱ ص ۵۴۵)

چوتھا راوی حسین بن ابراہیم وہ شخصیت ہے کہ شیخ صدوق کی اکثر روایات اسی سے ہیں اور یہ بات اسکی ثقافت پر شاہد ہے (تنقیح المقال ج ۱ ص ۳۱۵ جامع الرواۃ ج ۱ ص ۲۳۰)

شیعہ کتب رجال سے اس حدیث کی سند پر ہم نے بالتفصیل دلائل اس لئے دیئے ہیں کہ خود شیعہ عوام و علماء پر ہر لحاظ سے اتمام حجت ہو جائے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت سے انہیں بھی انکار کی کوئی راہ نہ مل سکے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں باغ فدک واپس کیوں نہ لیا؟

کتب شیعہ پکار پکار کر گواہی دے رہی ہیں سَلَکَ لَھُمْ طَرِیْقَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فدک کے بارے وہی طریقہ اپنایا جو حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا تھا (شرح ابن الحدید جلد چہارم صفحہ ۸۶)

ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۹۴ پر ہے کہ جب معاملہ خلافت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ پہنچا تو آپ سے فدک کے لوٹائے جانے کے بارے میں گفتگو کی گئی فَقَالَ اِنِّیْ لَاَسْتَحِیْ مِنَ اللّٰہِ اَنْ اَرُدَّ شَیْئاً مَنَعَ مِنْہُ اَبِیْ بَکْرٍ وَّاَمْضَاہُ عُمَرُ فرمایا کہ مجھے اس چیز کے لوٹانے سے اللہ سے حیا آتی ہے کہ جس کو ابو بکر نے نہیں لوٹایا اور عمر فاروق نے بھی اسے جاری رکھا۔

اب سوال یہ ہے کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں باغِ فدک واپس کیوں نہ لیا؟ جبکہ آپ برسر اقتدار بھی تھے، شیر خدا بھی تھے اور اہل بیت کا حق آسانی سے لوٹانے پر ہر لحاظ سے قادر تھے!

یہ طے شدہ بات ہے کہ یہ ایک مسلمان عادل حاکم پر فرض ہے کہ مظلوم کی داد رسی کرے اور ظالم سے غصب شدہ حق مظلوم کو واپس دلائے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں باغِ فدک واپس کیوں نہ لیا؟ اس سوال کے نعمت اللہ جزائری نے انوار نعمانیہ جلد اول ص ۴۶ اور صاحب تہذیب المتین نے جلد اول ص ۳۲۶ پر یہ جواب دیا اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ مُتَمَکِّناً فِیْ وَقْتِ خِلَافَتِہٖ مِنْ اِقَامَۃِ الْاَحْکَامِ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں اقامتِ احکام پر جیسا کہ چاہیے اس طرح قادر نہ تھے۔

ہم اس جواب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کیونکہ یہ شیر خدا کی قوت کا انکار اور صریح گستاخی ہے اس سے آپ کو ضعیف اور کمزور ثابت کیا گیا اور مستضعفین فی الارض کیلئے سورہ نساء کی شرح میں تفسیر صافی جلد اول ص ۳۸۷ کے مطابق ہجرت فرض ہو جاتی ہے جبکہ حضرت علی نے ہجرت بھی نہ کی لہٰذا ہم اہل سنت کا سوال قائم رہا۔

دوسرا جواب کتب شیعہ انوار نعمانیہ، مجالس المومنین، تہذیب المتین، کشف الغمہ اور طعن الرماح وغیرہ میں یہ دیا گیا کہ اس معاملہ میں (نعوذ باللہ) فدک نہ دینے والے اور فدک کا مطالبہ کرنے والی دونوں شخصیات کا معاملہ ماضی کا ایک حصہ بن گیا لہٰذا اب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فدک واپس نہ لیا۔ ہم کہیں گے کہ اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم واپسی کی قدرت ضرور تھی اگر ایسا ہے تو جواب اول اور جواب دوم میں زبردست تضاد ہے جو خود اہل شیعہ کے بطلان کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہے۔

دوسرا یہ کہ اگر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا تو اے اہل شیعہ! تم آج تک فدک کو کیوں ایک ایشو بنائے بیٹھے ہو اس صورت میں تمہارا عمل حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف ہے۔ بالفرض والمحال باغِ فدک مغصوبہ شے ہے تو اب یہ کیسے ممکن تھا کہ اس کا واپس لینا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں ناجائز ہوتا۔ جب واپس لینا حق ہے تو حق کو چھوڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ باطل پر اپنے دورِ خلافت میں نعوذ باللہ عمل کرتے رہے؟ یہ سراسر باطل ہے اور اس سے کئی مرتبہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں باطل لازم آتا ہے لہٰذا جس سے باطل لازم آتا ہو وہ خود باطل ہوتا ہے۔ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ اور حضور شیخین طیبین طاہرین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا باغِ فدک کے بارے میں طریقہ وعمل یکساں ہے اور یہی حق ہے۔ اللہ کریم اہل سنت وجماعت کی طرح اہل شیعہ کو بھی اسی حق کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین: مزید ائمہ اہل بیت کے عقائد باغِ فدک کے بارے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہاں بیان کرنا ضروری سمجھتا

ہوں تا کہ قلبِ سلیم کیلئے اپنے عقائد درست کرنے میں کوئی رکاوٹ مانع نہ ہو۔

فرمان حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ

وَایْمَ اللّٰہِ لَوْرُجِعَ الْاَمْرُ اِلَیَّ لَقَضَیْتُ فِیْہِ بِقِضَآءِ اَبِیْ بَکْرٍ ترجمہ: فرمایا اللہ کی قسم اگر باغِ فدک کا یہی معاملہ میرے سپرد کر دیا جائے اور مجھے فیصلہ کرنے کو کہا جائے تو میں بھی وہی فیصلہ کروں گا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔

(ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۸۲ مطبوعہ بیروت بڑا سائز فی الاخبار الواردہ فی فدک)

فیصلہ صدیقی حق ہونے میں حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا فرمان

قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَر مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَام جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ اَرَاَیْتَ اَبَابَکْرٍ وَّ عُمَرَ ھَلْ ظَلَمَکُمْ مِنْ حَقِّکُمْ شَیْئًا اَوْقَالَ ذَھَبَا مِنْ حَقِّکُمْ بِشَیْءٍ فَقَالَ لَا وَالَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا مَا ظَلَمَنَا مِنْ حَقِّنَا مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ اَفَاَتَوَلَّاھُمَا قَالَ نَعَمْ وَیْحَکَ تَوَلَّھُمَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۸۲، تحفہ جعفریہ ج ۳، ص ۲۰۱)

ترجمہ: ابو عقیل کہتے ہیں میں نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میری جان آپ پر قربان کیا ابوبکر اور عمر نے تمہارے حقوق کے بارے میں کچھ ظلم کیا؟ یا انہوں نے

(باغِ فدک کے سلسلے میں) تمہارے حق کو دبائے رکھا ہو فرمایا۔ نہیں اس اللہ کی قسم! جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ تمام جہانوں کیلئے وہ نذیر بن جائے۔ ہمارے حقوق میں سے ایک رائی کے دانہ برابر بھی انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ میں نے کہا آپ پر قربان جاؤں۔ کیا میں ان سے محبت رکھوں؟ فرمایا ہاں۔ تو برباد ہو جائے انہیں دونوں جہانوں میں دوست رکھ"۔

اس کے بعد حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے جو الفاظ ارشاد فرمائے وہ موجودہ دور کے تمام اہل شیعہ اور تمام مستشرقین زدہ مورخین کیلئے نہ صرف مشعل راہ ہیں بلکہ باغِ فدک کے مفروضہ کے بانیوں کی نشاندہی کیلئے بھی کافی ہیں اور ان کیلئے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا جو فیصلہ ہے وہی ہم اہل سنت و جماعت کا فیصلہ ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں

قَالَ فَعَلَ اللّٰهُ بِالْمُغِيْرَةِ وَبَنَانَ فَاِنَّهُمَا كَذِبَا عَلَيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ۔

ترجمہ: فرمایا مغیرہ اور بنان سے اللہ نبٹے کہ ان دونوں نے باغِ فدک کے سلسلہ میں ہم اہل بیت پر جھوٹ گھڑا۔

یہی دو مرکزی راوی شیعہ کتب میں وہ ہیں جنہوں نے اہل بیت اور صحابہ کرام کے درمیان بغض و عداوت کے فرضی واقعات گھڑے ہیں رجال کشی ص ۲۵۵ مطبوعہ کربلا تذکرہ ابوالخطاب میں بھی حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور آبِ زر سے لکھنے کے قابل وہ الفاظ ہیں جو حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے ان پر لعنت کے بعد ارشاد فرمائے آپ نے فرمایا لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَالَ فِيْنَا

مَالَا نَقُوْلُہٗ فِیْ اَنْفُسِنَا (رجال کشی ص ۲۵۵ مطبوعہ کربلا)

ترجمہ: "فرمایا لعنت ہو ہر اس شخص پر جس نے ہمارے بارے میں وہ کہا جو ہم نے اپنے بارے میں نہیں کہا"۔

الحمدللہ! باغِ فدک میں فیصلۂ شیخین رضی اللہ عنہما حق ہونے کے بارے میں ہم نے اہل بیت پاک کے ائمہ کرام کے فیصلے، حضور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اپنے دورِ خلافت میں فیصلہ شیخین کو ہی برقرار رکھنا اور حضور سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا شیخین پر تادم آخر راضی رہنا ہم نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ اب آپ کی مرضی ہے کہ کون سا راستہ منتخب کرتے ہیں؟ اہل بیت پاک والا یا ان کا راستہ جن پر حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے لعنت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائیں آمین ثم آمین!

باب سوم

خلفاءِ ثلاثہ (حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم) کے نبی اور آلِ نبی سے خاندانی اور نسبی تعلقات

ہر دور میں انسان کا اپنے لئے نئے رشتوں کا انتخاب انتہائی اہم مرحلہ رہا ہے۔ رشتہ قائم کرنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچنا اور مشورہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ رشتے صرف جانی قرب کا اظہار ہی نہیں ہوتے بلکہ انسان کی جان مال اور آبرو کی حفاظت میں بھی وہ برابر کے شریک اور ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اسلام میں رشتہ داری کی بنیاد عام مذاہب سے مختلف

رشتہ قائم کرنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچنا اور مشورہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ رشتے صرف جانی قرب کا اظہار ہی نہیں ہوتے بلکہ انسان کی جان مال اور آبروکی حفاظت میں بھی وہ برابر کے شریک اور ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اسلام میں رشتہ داری کی بنیاد عام مذاہب سے مختلف ہے۔ خدانخواستہ مسلمان میاں بیوی میں سے کوئی بھی مرتد ہو کر کفر اختیار کر لے تو فوراً یہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ خیالات کی ہم آہنگی اور جسمانی حسن کے ساتھ ساتھ نسبی و خاندانی طہارت و شرافت، دین داری، مکارم اخلاق اور اللہ اور اس کے رسول سے قرب کی اقدار ڈھونڈنا جب عام مسلمان کے لئے معیار قرار پائیں تو حضور نبی پاک ﷺ اور آئمہ اہل بیت پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہاں تو نئے رشتوں کے انتخاب میں اس سے کروڑوں درجے بڑھ کر نسبی و خاندانی طہارت اور دینی فضیلت کو ترجیح حاصل ہوگی۔

سبحان اللہ!! اسی سے اندازہ لگائیں کہ اللہ جل جلالہ اور اس کے محبوب کریم سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نزدیک شیخین طیبین طاہرین حضور سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی کیا ہی عظیم نسبی و ایمانی طہارت و نظافت اور بزرگی و فضیلت ہے کہ ہمارے پاک، صاحبِ لولاک نبی ﷺ نے دولہا بن کر جن کے گھر جانا پسند کیا اور ان پاک ہستیوں کو اپنا سسر بنالیا پھر حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شان دیکھیں کہ یکے بعد دیگرے نبی پاک ﷺ کی دو حقیقی بیٹیاں جن کے نکاح میں آئیں۔ حضور سید عالم ﷺ جنہیں اپنے حرم پاک بنائیں اور اللہ کے قرآن کی رو سے وہ امت کی مائیں قرار پائیں تو اے شیعو! خدارا ذرا سوچو! حضور اقدس ﷺ کی تمام ازواج مطہرات وطیبہ و طاہرہ بیویاں بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت حفصہ

رضی اللہ عنہما اور حضور سید عالم ﷺ کے یہ سسر حضور صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما اور حضور ﷺ کے ذوالنورین لقب پانے والے داماد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کیا تمہاری تبرابازی کا محل ہیں؟ گھر حضور ﷺ کا، سسر حضور ﷺ کے، داماد حضور ﷺ کے اور تم ہو اور تمہارے جاہل ذاکر ہیں کہ شب و روز تمہیں ان کی بے ادبی اور گستاخی بلکہ استغفر اللہ! نقلِ کفر، کفر نباشد، ان پر تبرابازی کرنے پر تمہیں لگایا ہوا ہے۔ خدا لگتی کہنا، اب جھوٹ نہ بولنا، تقیہ کی لعنت کو زیب کلام نہ کرنا اور اندر کچھ اور باہر کچھ یعنی منافقت کو دور رکھ کر صاف صاف بتانا کہ تمہاری امام بارگاہوں میں ہمیشہ تمہارے ذاکروں اور مجلسیں پڑھنے والوں نے اور تمہارے مذہب کو تحریری لٹریچر کی شکل دینے والوں نے تمہارے مذہب کی معتبر ترین کتاب فروع کافی جلد سوم صفحہ ۳۴۲ کتاب الصلوٰۃ باب التعصب الخ مطبوعہ تہران طبع جدید پر اور تمہارے مذہب کی معتبر ترین کتاب ''تحفۃ العوام حصہ اول صفحہ ۱۷۸ باب ۲۰ ماہ محرم کے اعمال میں مطبوعہ لکھنؤ طبع قدیم پر'' ہر نماز کے بعد تمہیں کن ہستیوں پر لعنت بھیجنے اور تبرابازی کرنے کا سبق دیا ہے؟ فیصلہ آپ پر ہے میرا تو ضمیر اور قلم یہ عبارات لکھنے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ صرف دعوتِ فکر اور دعوتِ ایمان دینے کیلئے نشاندہی کر دی ہے اور تم اس کو مجھ سے بہتر جانتے ہو!!!۔

قبر تمہاری منتظر ہے۔ ہر قبر میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وازواجہ وسلم جلوہ گر ہوتے ہیں۔ ابھی وقت ہے مرنے سے پہلے پہلے ابھی اور اسی وقت ان امہات المومنین اور حضور سیدنا صدیق و فاروق و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توہین و تبرابازی پر مبنی کفر خالص سے توبہ کرو۔ **قبر میں حضور پرنور سید عالم ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ کیا قبر وحشر**

میں ان ہستیوں کی گستاخی و بے ادبی والا نامہ اعمال لے کر اپنے نبی کے سامنے پیش ہونے کا تصور کر کے تم پر کبھی خوف اور لرزہ طاری نہیں ہوا؟ تمہاری بیوی اور تمہارے سسر اور تمہارے داماد پر تمہارا ہمسایہ یا دور ونزدیک سے کوئی آدمی دن میں پانچ مرتبہ ان پر لعنت بھیجے اور انہیں گالیاں دے اور دوسروں کو بھی اس پر ہر وقت اکسائے یا دوسری صورت یہ کہ تمہاری بیوی اور سسر اور داماد کا نام تو نہ لے لیکن اس کی گالیوں اور لعنت کا یقینی مصداق و مراد خود تمہارے نزدیک بھی تمہاری بیوی اور تمہارا سسر اور تمہارا داماد ہی ہو تو اب میں آپ سے پوچھتا ہوں ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کر جواب دیجئے کہ تمہارا ایسے آدمیوں کے بارے میں کیا رویہ ہوگا؟ اسی پر اپنے پیارے نبی کی بیویوں، ان کے سسر اور ان کے دامادوں کو قیاس کر لیں۔ انشاء اللہ ہدایت نصیب ہوگی اور بے شک ہدایت صرف اللہ کریم کی طرف سے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان ہستیوں کا ادب و احترام کر کے آخرت میں سرخرو ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

آئیں خلفاء ثلاثہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئمہ اہل بیت پاک رضی اللہ عنہم کی رشتہ داریوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ یہاں یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کی نسل اور نسب کے تحفظ کیلئے نکاح کو بنیاد قرار دیتا ہے۔ جس کیلئے چھپ کر نہیں بلکہ سرِ عام شرعی گواہوں کی موجودگی میں نکاح کو ضروری اور مجمع مسلمین میں نکاح کو مزید مستحسن قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا مسلمان معاشرے میں عقلی طور پر یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی رشتے کو پوشیدہ رکھا جا سکے یا کسی کے قریبی رشتے کا انکار کیا جا سکے لہٰذا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو دو مرتبہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد

قرار دینا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہم زلف ہونا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کی دو حقیقی پوتیوں کا حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا حقیقی بہو بننا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حقیقی نواسے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی پوتی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح ہونا، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کا داماد بننا اور خلیفہ دوئم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت سیدہ فاطمہ زہرا و حضرت مولا علی رضی اللہ عنہما کی لختِ جگر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما کر ان کا داماد بننا اور انہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فتوحات اسلامیہ میں حضرت شہر بانو کا مال غنیمت میں آنا اور خود حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے حضرت شہر بانو کا نکاح پڑھانا۔ اوران سے نسل سادات جاری ہونا۔ اور سیدنا حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے نکاح مبارک میں یکے بعد دیگرے رسول اللہ ﷺ کی دو حقیقی بیٹیوں کا آنا اور اس طرح آپ کو پوری امت میں امتیازی لقب ذوالنورین عطا ہونا ایسے حقائق ہیں جو خود تمام کتب شیعہ کو بھی تسلیم کرنے پڑے۔ میں نے کتب کی جلد، صفحہ نمبر حتیٰ کہ مطبع تک بھی تفصیل سے درج کر دیئے ہیں تاکہ کسی قسم کی شبہ کی گنجائش نہ رہے اور اس کی تصدیق خود شیعہ علماء کے پاس جا کر ان کے پاس موجود کتب سے بھی کی جا سکتی ہے۔ اب میں دعوت فکر دیتا ہوں ان لوگوں کو جو اہل بیت پاک سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ ان ائمہ اہل بیت پاک کے جو پاک رشتہ دار ہیں جس طرح اہل بیت پاک نے انہیں فضیلت دے کر اور ان کی فضیلت مسلم سمجھ کر ان سے رشتہ داری قائم کی۔ اہل شیعہ کو بھی چاہیے کہ بالکل اہل بیت کی اتباع کرتے ہوئے خلفائے ثلاثہ کا نہ صرف احترام کریں بلکہ ان کی محبت کو اپنا ایمان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نبی و آلِ نبی سے خاندانی و نسبی تعلقات

۱۔ پہلا رشتہ یہ ہے کہ اللہ کے محبوب کا سسر ہونے کا شرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق کی لختِ جگر ہیں اور حضور علیہ السلام کے نکاح مبارک میں ہیں لہٰذا قرآن پاک میں اللہ کے فرمان کی روشنی میں تمام مومنوں کی ماں ہیں اور جو ماں کا بے ادب ہو وہ کیسے جنت میں جا سکتا ہے۔ اور ایسی روحانی ماں کہ جن کے مقدس حجرہ مبارکہ میں امام الانبیاء والمرسلین رحمتہ اللعالمین ہمارے آقا و مولا حضور پرنور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آرام فرما ہیں۔ اللہ تعالیٰ ادب کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۔ حضرت امام جعفر صادق کی والدہ حضرت ام فروہ کے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دادا اور نانا لگتے ہیں۔ اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۸۶ پر ہے

"امام جعفر صادق ۸۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور شوال ۱۴۸ ہجری میں ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپکی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر تھیں اور ام فروہ کی والدہ اسما بنت عبدالرحمان بن ابوبکر تھیں۔"

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا ولدنی الصدیق مرتین (احقاق الحق صفحہ ۷ عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب صفحہ ۱۹۵ مطبوعہ نجف اشرف جدید) ترجمہ: میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں دو مرتبہ شامل ہوں یہ بھی ارشاد فرمایا اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ

جَدِّیْ هَلْ یَسُبُّ اَحَدُ اٰبَآءَہٗ لَا قَدَّمَنِیْ اِنْ لَا اُقَدِّمُہٗ (احقاق الحق صفحہ ۷) ترجمہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے نانا ہیں۔ کیا کوئی شخص اپنے بڑوں کو گالی دینا پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے کسی قسم کی شان وعزت نہ دے اگر میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان وعزت کو نہ مانوں"

۳۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہم زلف ہیں (۱۔ منتہی الآمال جلد ۲ صفحہ ۴ مطبوعہ ایران ۲۔ مناقب آل ابی طالب جلد ۴ ص ۴۹ ۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ ص ۸۳) ۴۔ حضرت محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہما کے بیٹے حضرت قاسم اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت زین العابدین حقیقی خالہ زاد بھائی ہیں۔

۵۔ "حضرت سیدنا عبد الرحمان بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیاں حفصہ اور ھند یکے بعد دیگرے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے نکاح مبارک میں آئیں" (ابن الحدید شرح نہج البلاغہ جلد ۴ صفحہ ۵ وصفحہ ۸ مطبوعہ بیروت) اس سے پتہ چلا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حقیقی پوتیاں حضرت مولا علی کی حقیقی بہوتھیں اور حضرت امام حسین حضرت ابو بکر کے بیٹے حضرت عبد الرحمٰن کے حقیقی داماد ہیں (رضی اللہ عنہم)

۶۔ خلیفۃ الرسول خلیفہٗ بلا فصل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی لختِ جگر حضرت اسماءؓ ہیں ان کے لختِ جگر تاریخِ اسلام کے نامور اور شجاعِ امت حضرت سیدنا عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما ہیں۔ آج بھی مکہ مکرمہ میں ان بے مثل ماں بیٹا دونوں کے مزارات کی اکٹھی زیارت کی جاسکتی ہے۔ یہ حضرت عبد اللہ ابن زبیر، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں اور ان کی شادی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی پوتی اور حضرت

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے ہوئی۔ شیعہ تاریخ کا حوالہ ملاحظہ ہو

"زید بن حسن پسر نخستین حسن علیہ السلام است۔۔۔۔ آنکہ خواہرش ام الحسن کہ از جانب مادر نیز باو برادر بود بہ عبداللہ بن زبیر شوے کرد"

ترجمہ: امام حسن رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے صاحبزادہ کا نام زید ہے ان کی بہن ام الحسن کہ ماں کی طرف سے بھی زید جن کے حقیقی بھائی تھے وہ عبداللہ بن زبیر کی بیوی تھیں۔" (ناسخ التواریخ زندگانی حسن مجتبیٰ ج ۲ ص ۱۷۲ طبع جدید ایران)

۷۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۴۶۸ مطبوعہ بیروت سن طباعت ۱۹۵۸)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نبی و آل نبی سے خاندانی و نسبی تعلقات

۱۔ رشتہ اول یہ ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی لخت جگر حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے نکاح مبارک میں ہیں اور ام المومنین ہونے کا انہیں شرف حاصل ہے۔ اس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نبی پاک ﷺ کے سسر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جس طرح اوپر گزرا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی نبی پاک ﷺ کے سسر ہیں اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مرویہ شیعہ وسنی است کہ حضور رسول ﷺ فرمود مَنْ زَوَّجَنِیْ وَتَزَوَّجَ مِنِّیْ مِنَ الْاُمَّۃِ اَحَدٌ لَا یَدْخُلُ النَّارَ لِاَنِّیْ سَئَلْتُ اللّٰہَ وَعَدَنِیْ بِذَالِکَ (تفسیر لوامع التنزیل جلد دوم صفحہ ۲۷۶ جز ثانی در حدیث نبوی ہر کہ بمن دختر دہد مطبوعہ لاہور طبع قدیم) ترجمہ: جس نے مجھ سے شادی کی اور

جس کو مجھ سے شادی ملی وہ دوزخ میں نہ جائے گا کیوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں سوال کیا تھا اور اس نے مجھ سے وعدہ فرمالیا ہے۔''

۲۔ نبی پاک ﷺ کے سسر ہونے کے علاوہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے داماد بھی ہیں اور یہ بہت بڑا شرف ہے۔ حوالے ملاحظہ ہوں

☆ ۱۔ نقلہ حدیث از طرق معتبرہ نقل نمودہ اند کہ جناب ام کلثوم دختر امیر المومنینؑ و فاطمہ زہراؑ والدہ زید بن عمر و رقیہ بنت عمر در حیاۃ حضرت حسن مجتبیٰ در مدینہ طیبہ از دنیا رحلت فرمود ------- علی القول الصحیح امیر المومنین را از بنات دو زینب بود و دو ام کلثوم، زینب کبریٰ زوجہ عبداللہ بن جعفر بود و ام کلثوم کبریٰ زوجہ عمر بن الخطاب بود و ہر دو از صدیقہ طاہرہ بودند (منتخب التواریخ مصنفہ ہاشم خراسانی شیعی ص ۹۵ مطبوعہ تہران)

ترجمہ: ''راویوں کے کئی معتبر سلسلہ ہائے اسنادِ رواۃ سے حدیث نقل ہے کہ حضرت ام کلثوم ،حضرت علی اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہما) دونوں کی بیٹی ہیں اور زید بن عمر اور رقیہ بنت عمر کی والدہ ہیں۔ حضرت امام حسن مجتبیٰ کی حیات ظاہرہ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں۔ صحیح قول کے مطابق حضرت علی کی زینب نام کی دو بیٹیاں ہیں اور ام کلثوم نام کی بھی آپکی دو بیٹیاں ہیں۔ ان میں زینب کبریٰ، حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کی بیوی ہیں اور ام کلثوم کبریٰ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں اور یہ دونوں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں۔''

☆ ۲۔ رَفِّئُوْنِیْ رَفِّئُوْنِیْ قَالُوْا اِیْمَا ذَا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ تَزَوَّجْتُ اُمَّ کُلْثُوْمِ بِنْتِ عَلِیِّ اِبْنِ اَبِیْ طَالِبٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ کُلُّ سَبَبٍ وَّ نَسَبٍ

وَصِهْرٍ یَنْقَطِعُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا سَبَبِیْ وَنَسَبِیْ وَصِهْرِیْ (۱۔ شرح نہج البلاغہ لابن ابی حدید ج ۳ ص ۱۲۴ تزویج عمر بام کلثوم بنت علی مطبوعہ بیروت بڑا سائز ۲۔ ناسخ التواریخ جلد ۲ ص ۱۲۹۶ طبع جدید تہران مصنفہ مرزا محمد تقی ۳۔ تاریخ یعقوبی جلد ثانی ص ۱۴۹ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس صحابہ میں فرمایا مجھے مبارک دو مجھے مبارک دو! انہوں نے کہا امیر المومنین! کس چیز کی؟ فرمایا میں نے حضرت مولا علی ابن ابی طالب کی صاحبزادی ام کلثوم سے شادی کر لی ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کل قیامت کو ہر سبب، نسب اور سسرالی رشتہ منقطع ہو جائے گا۔ صرف میرا سبب، نسب اور سسرال باقی رہے گا۔

☆ ۳۔ شیخ مفید نے ارشاد میں کہا "وام کلثوم الکبریٰ تزوجها عمر" حضرت علی کی بڑی بیٹی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ (مناقب شہر آشوب جلد سوم ص ۳۰۴)

☆ ۴۔ شیعہ مسلک کی معتبر ترین کتب یعنی کتبِ صحاح استبصار جلد سوم ص ۳۵۲ مطبوعہ تہران طبع جدید، تہذیب الاحکام جلد ۹ ص ۳۶۳ کتاب الفرائض والمواریث اور فروع کافی جلد پنجم ص ۱۴۵ کتاب الطلاق میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے صحیح روایات موجود ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گئے اور اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر لے آئے اس سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ ثابت کیا کہ بیوہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔ ضروری نہیں کہ شوہر کے گھر میں ہی عدت گزارے۔ اگر یہ فرضی واقعہ ہو تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا عدت کے مسئلہ میں اس واقعہ سے استدلال بے معنی اور باطل ہو جائیگا اور وہ بھی شیعہ کی صحاح

اربعہ جیسی معتبر ترین کتب سے۔

☆ ۵۔ ایک اور مسند اور مرفوع حدیث میں یہی چیز قرب الاسناد جلد دوم ص ۱۰۹ مطبوعہ تہران طبع جدید پر بیان ہوئی ہے اِنَّ عَلِیًّا نَقَلَ اِبْنَتَہٗ اُمَّ کُلْثُوْمٍ فِیْ عِدَّتِہَا حَیْثُ مَاتَ زَوْجُہَا عُمَرُ بْنِ الْخَطَّابِ لِاَنَّہَا کَانَتْ فِیْ دَارِ الْاِمَارَۃِ ترجمہ: (حذف اسناد) یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر لے گئے جبکہ ان کے خاوند حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وصال کر گئے کیونکہ اس وقت وہ دار الامارۃ میں اپنی عدت گزار رہی تھیں۔ (قرب الاسناد مصنفہ ابی عباس عبد اللہ بن جعفر قمی شیعی جز دوم ص ۱۰۹ کتاب النفقات باب النفقہ علی الحامل المتوفی عنہا زوجہا مطبوعہ تہران طبع جدید)

اس حدیث کے تین راوی غیر معصوم اور باقی سب آئمہ معصوم ہیں جن کی ثقاہت کے بارے میں کلام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تین غیر معصومین میں پہلے راوی محمد بن حسین بن ابی خطاب کو تنقیح المقال جلد سوم ص ۱۰۶ پر علامہ مامقانی نے حضرت امام موسیٰ رضا کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ اور اسے ثقہ گردانا ہے۔ دوسرا راوی عبد اللہ بن جعفر حمیری ہے جس کے بارے میں علامہ مامقانی نے اپنی اسی کتاب کی جلد ۲ ص ۱۷۴ پر اسے ثقہ لکھا ہے۔ تیسرا راوی محمد بن عبد اللہ بن جعفر ہے جسے تنقیح المقال جلد سوم ص ۱۳۸ پر علامہ مامقانی نے لکھا کَانَ ثِقَۃً وَجِیْہًا کَاتِبَ صَاحِبِ الْاَمْرِ ترجمہ: محمد بن عبد اللہ ثقہ وجیہہ اور صاحبِ امر کا، کاتب تھا۔

ہر دور اور زمانے کے شیعہ مجتہدین نے نکاحِ ام کلثوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تسلیم کیا ہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں (حوالوں کی ترتیب پچھلے نمبر شمار سے ہی آگے چلے گی)

☆ ٦۔ محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ فروع کافی میں جلد ۵ ص ۱۱۵ کتاب الطلاق اور ج دوم ص ۳۱۱ پر

☆ ۷۔ ابو جعفر طوسی متوفی ۴٦۵ ہجری نے تہذیب الاحکام ج ۹ ص ۳٦۳ کتاب الفرائض والمواریث میں

☆ ۸۔ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ متوفی ۴۰٦ ہجری نے شافی میں ص ۱٦ بمع تلخیص الشافی مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۳۰۱ھ

☆ ۹۔ ابن ابی حدید م ٦۵۴ھ نے شرح نہج البلاغہ ج ۳ ص ۱۲۴ پر

☆ ۱۰۔ زین الدین احمد عاملی م ۹٦۴ھ نے مسالک الافہام میں باب لواحق العقد جلد اول سن طباعت ۱۲۷۳ ہجری

☆ ۱۱۔ نور اللہ شوستری م ۱۰۱۹ھ نے مجالس المومنین جلد اول ص ۴۵۱ اور اسی کتاب کی ج اول ص ۲۰۴ پر

☆ ۱۲۔ ملا خلیل قزوینی م ۱۰۷۹ھ نے صافی شرح اصول کافی ج ۳ ص ۲۸۲ مطبوعہ نولکشور طبع قدیم پر

☆ ۱۳۔ علامہ شہر آشوب نے المناقب جلد سوئم ص ۳۰۴ پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شادی مبارک حضرت ام کلثوم بنت سیدہ فاطمہ وعلی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے پورے شرح صدر کے ساتھ تسلیم کی ہے۔

☆ ۱۴۔ "اُمُّ کُلْثُوْمٍ مِنْ فَاطِمَہ وَ اِسْمُھَا رُقَیَّہ خَرَجَتْ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَوْلَدَھَا زَیْدًا" ترجمہ: ام کلثوم بنت فاطمہ کا حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا ان

سے ایک بیٹا پیدا ہوا جن کا نام زید تھا (عمدۃ الطالب ص ۶۳ مطبوعہ نجف اشرف)

☆ ۱۵۔ شیخ عباسی قمی لکھتا ہے۔ "چہار نفر از ایشاں امام حسن و امام حسین و زینب کبریٰ ملقب بہ عقیلہ و زینب صغریٰ است کہ مکناۃ است بام کلثوم و مادر ایشاں حضرت فاطمہ زہرا سیدۃ النساء است" ترجمہ: حضرت امیر المومنین سیدنا حضور شیر خدا رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک میں سے چار افراد امام حسن، امام حسین، زینب کبریٰ جن کا لقب عقیلہ تھا، اور زینب صغریٰ جن کی کنیت ام کلثوم تھی ان چاروں کی والدہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تھیں (منتہی الامال ج اول ص ۲۱۷ باب دوم فصل ششم مطبوعہ تہران) اس کے بعد صاف الفاظ ہیں "امام کلثوم حکایت تزویج او با عمر در کتب مسطور است" ترجمہ: تو ہاں "ام کلثوم" بنت فاطمہ کی شادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مختلف کتب میں لکھی ہوئی موجود ہے۔

اسی صفحہ پر شیعہ مورخ علامہ ابن شہر آشوب کے حوالے سے لکھتا ہے "ام کلثوم را عمر بن الخطاب تزویج کرد" ترجمہ: ابن شہر آشوب نے کہا کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔

قارئین محترم! بغیر کسی شک و شبہ کے شیعہ مورخ نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت مولا علی اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں جن کی شادی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

☆ ۱۶۔ بنو ہاشم کی غیر بنو ہاشم سے رشتہ داریوں کے باب میں تمام کتب شیعہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نکاح کا ذکر کرتی ہیں مثلاً مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام کتاب النکاح باب لواحق العقد ج اول مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۲۷۳ھ میں ہے۔ "کذالک زوج علی ابنتہ ام کلثوم من عمر" ترجمہ: اسی

طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر بن خطاب سے کیا۔

☆ ۱۷۔ طراز المذاہب کی عبارت ملاحظہ ہو۔ "علی علیہ السلام ام کلثوم را بادی تزویج نمود" ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کی (طراز المذہب مظفری مصنفہ مرزا عباسی ص ۳۳)

☆ ۱۸۔ ابو علی فضل بن حسن طبرسی اعلام الوریٰ با علام الہدیٰ ص ۲۰۴ اولاد امیر المومنین علیہ السلام مطبوعہ بیروت طبع جدید میں واضح اور غیر مبہم الفاظ میں یہ نکاح نہ صرف یہ کہ تسلیم کرتا ہے بلکہ دلائل سے ثابت کرتا ہے۔

اسی طرح درج ذیل کتب میں بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ام کلثوم بنت علی بالوضاحت ثابت ہے۔

☆ ۱۹۔ تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین ج ۱ حصہ دوم ص ۲۸۷ مطبوعہ یوسفی دہلی طبع قدیم)

☆ ۲۰۔ تاریخ یعقوبی جلد ثانی ص ۱۴۹ مطبوعہ بیروت

☆ ۲۱۔ "عَنْ جَعْفَر عَنْ اَبِیْہِ مَاتَتْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ بِنْتِ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَابْنُھَا زَیْد بْنِ عُمَرُ بْنِ الْخَطَّابُ فِیْ سَاعَةٍ وَّاحِدَةٍ" ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے راوی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا بیٹا زید بن عمر بن الخطاب ایک گھڑی ایک ساتھ فوت ہوئے (تہذیب الاحکام ج ۹ ص ۳۶۳)

حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین داماد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

نیز

چار بنات رسول کا ثبوت ۳۳ معتبر ترین کتب شیعہ سے

نہ ماننے والوں کے جرم کی سنگینی کے پیش نظر کہتا ہوں کہ جو حضور اقدس ﷺ کی اولاد پاک یعنی آپ کی چار صاحبزادیوں کو چار نہ مانے۔ ان کے نسل رسول ہونے کا ہی انکار کرے تو کیوں نہ ایسوں پر آسمان پھٹ پڑے۔ ارے! تیری اگر چار بیٹیاں ہوں اور تیری نسل ہوں اور کوئی تجھے کہے کہ نہیں ان میں سے تیری صرف ایک بیٹی ہے باقی تین تیری ہے ہی نہیں! تو خود سوچ تجھ پہ کیا گذرے گی؟ پھر اللہ کے محبوب کو ایسی بکواس سے کیوں

ایذا دیتا ہے اللہ فرماتا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ (القرآن)

ترجمہ:۔ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینے والے پر اس دنیا میں بھی لعنت ہے اور آخرت میں بھی لعنت ہے (القرآن) اور یاد رکھیں آپ کی چار صاحبزادیوں کا انکار خود قرآن کا انکار ہے اللہ فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (احزاب: ۵۹)

ترجمہ:۔ اے نبی اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مومن عورتوں سے فرمادیں: اس آیت مبارکہ میں ازواج اور بنات دونوں جمع کے صیغے ہیں۔ عربی میں جمع کم از کم تین یا زیادہ تعداد کے لئے آتی ہے۔ اللہ نے جمع کا صیغہ فرمایا ہے

قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ اس نصِ قطعی کا انکار کرے جو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ سیدِ عالم ﷺ کی باقی تین صاحبزادیوں کا انکار کرے کیا اس پر دارین میں لعنت ہونے میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیوں کی شادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ان کو آج تک "ذوالنورین" کے لقب سے کیوں مورخ یاد کرتے

ہیں؟اوراس پرشیعہ سنی کتب متفق ہیں۔جواپنے نبی کی اولاد جیسی حقیقت کو جھٹلا دے اس سے اور کیا توقع کی جاسکتی ہے؟

☆1۔ یہ کونسا اعتراض ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ قریشی تھے ۔لہٰذا حضور سید عالم ﷺ کی شہزادیوں سے ان کا نکاح کیسے ممکن ہے؟ ہم پوچھتے ہیں حضرت علی اور حضرت سیدہ خاتون جنت کی شہزادی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح مبارک سید سے ہوا یا قریشی سے؟ یہ عقد حضرت عبداللہ بن جعفر طیار قریشی سے ہوا جن سے شہزادگان عون ومحمد شہداء کربلا پیدا ہوئے (منتہی الآمال (اہل شیعہ) ج ا ص ۲۱۷) حضرت سیدہ زینب بنتِ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سیدِ عالم ﷺ کی بیٹی کی بیٹی ہیں اور اس طرح حضور ﷺ کی ہی ایک واسطہ سے بیٹی ہوئیں۔ان کا نکاح مبارک خاندان قریش میں ہوا تو حضور ﷺ کی حقیقی صاحبزادیوں کی شادی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیسے نہیں ہوسکتی جو قریشی ہیں اور سلسلہ نسب میں چھ پشتوں سے سید عالم ﷺ سے جا ملتے ہیں۔

☆2۔ برخوردار! سب جانتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ کی موجودگی میں حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور شادی کرنا بحکم رسول ﷺ حرام تھا لیکن ان کے وصال کے بعد حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف اوقات میں آٹھ شادیاں کیں اور کثیر الاولاد ہوئے مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۳۰۴ اور منتہی الآمال جلد اول ص ۲۱۷ باب دوئم فصل ششم درذکر اولاد حضرت امیر المومنین علیہ السلام میں باختلافِ مورخین آپ کے اٹھارہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں ہیں انسان انہی ناموں پر اولاد کے نام رکھتا ہے جن

سے پیار ہوتا ہے آج تک کسی اہلِ اسلام نے اپنی اولاد کے نام شداد، ہامان، نمرود اور فرعون نہیں رکھے کیونکہ ان سے کسی مسلمان کو پیار نہیں حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیدہ فاطمہ سے اولاد کے علاوہ باقی ساری اولاد علوی کہلائی شیعہ سنی کتب متفق ہیں کہ ان علوی بیٹوں میں سے حضرت علیؓ نے تین بیٹوں کے نام ابوبکر، عمر اور عثمان رکھے۔ (ملاحظہ ہوں کتب شیعہ کشف الغمہ ص ۱۳۲، تاریخ ائمہ ص ۴۳۔) ان میں سے دو بیٹے حضرت ابوبکر و حضرت عمر معرکہ کربلا میں شہید بھی ہوئے۔ معلوم ہوا کہ آپ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان تینوں ہستیوں سے اتنا پیار تھا کہ ان کے ناموں پر اپنے بیٹوں کے نام رکھے۔ برخوردار! بلا تعصب ٹھنڈے دل سے سینہ پر ہاتھ رکھ کر ذرا سوچ! مولا علی کے سچے نام لیوا ہونے کی حیثیت سے ہمیں بھی سنتِ علیؓ پوری کرتے ہوئے اپنے بیٹوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھنے چاہئیں یا نہیں؟ بہر حال! آمدم بر سر مطلب!

ہم پوچھتے ہیں کہ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باقی اولاد جو علوی کہلائی جن میں حضرت عباس علمدار جیسی ہستیاں بھی موجود ہیں۔ ذرا سوچ کر بتائیں کیا ان کی مائیں سادات سے تھیں؟ آپ بھی اتفاق کریں گے کہ ہرگز نہیں بلکہ وہ خاندانِ قریش سے تھیں۔ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

تمام شادیاں خاندانِ قریش میں ہوسکتی ہیں اور یہ امر واقعہ ہے اس میں کوئی عیب بھی نہیں تو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی شہزادیوں میں حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یکے بعد دیگرے شادیاں خاندان قریش سے ہی رسول اللہ

ﷺ کی محبوب شخصیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیوں نہیں ہو سکتیں؟

☆3۔ اسی طرح بھولے اہل اسلام کو یہ کہہ کہ گمراہ کیا جاتا ہے کہ پھر یہ صاجبزادیاں مباہلہ میں کیوں شامل نہ ہوئیں؟ تو جس طرح کہ کتب شیعہ حیات القلوب ج ۲ ص ۱۰۲۸، اور منتخب التواریخ ج اص ۲۴ پر درج ہے کہ حضرت رقیہ ۲ ھجری۔ حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم ۷، ۸ ھجری اور سیدہ فاطمہ الزہرا کا وصال مبارک گیارہ ھجری کو ہوا۔ جب مباہلہ ۱۰ ھجری کو ہوا اس وقت اکیلی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ تھیں۔ لہٰذا دیگر صاجبزادیوں کے مباہلہ میں شریک نہ ہونے کا سوال ویسے ہی فضول ہے۔ ہم یہاں معتبر ترین تینتیس (۳۳) کتب شیعہ سے تحقیق پیش کر رہے ہیں تفصیلی حوالہ جات سے پہلے ان کتب اور ان کے مصنفین کے نام ذیل میں دے جا رہے ہیں۔ ان پر پہلی نظر ہی اس حقیقت کو واضح کر دے گی۔ کہ یہ کتب خود اہل شیعہ کے نزدیک کس قدر معتبر اور ان کے مصنفین اہل شیعہ کے نزدیک کس قدر محترم ہیں؟ مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر ہم نے صرف ان کتب شیعہ کے حوالے حضور اقدس ﷺ کی حقیقی چار صاجبزادیاں ہونے پر پیش کئے ہیں۔ جو خود اہل شیعہ میں ایک فیصلہ کن اتھارٹی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ فیصلہ تو احکم الحاکمین اللہ کریم نے ہی کر دیا کہ فرمایا اَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ یعنی محبوب تیری بیویاں اور تیری بیٹیاں اس کے بعد جس کے نصیبوں میں ہدایت ہو اسے مزید کسی حوالے اور فیصلے کی تو ضرورت نہیں رہتی لیکن ہم پھر بھی خود اہل شیعہ کے متقدمین اور متاخرین علماء کی بات کرتے ہیں کہ یہ جرات تو ان کو بھی نہیں ہوئی اور بلا لحاظ مسلک و مذہب میں حسن ظن رکھتا ہوں کہ آج بھی کسی اہل علم کو نہیں ہے اور نہیں ہونی چاہیے کہ حضور پر نور سید عالم ﷺ کی حقیقی اور صلبی

چار بیٹیاں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہونے کا انکار کر سکیں۔ جہاں تک ممکن ہوسکا محولہ کتب کے مصنفین کے ہم نے تاریخ وفات بھی ساتھ درج کردے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ ہر دور میں شیعہ مجتہدین متقدمین و متاخرین باوجود ہزار اختلافات کے سید عالم ﷺ کی چار حقیقی بیٹیاں ہونے پر متفق ہیں۔

ملاحظہ ہوں چار بناتِ رسول کیلئے محولہ کتب اور ان کے مصنفین کے نام:۔

سب سے پہلے اہل شیعہ دن رات جنہیں پکارتے ہیں یا صَاحِبَ الزَّمَانِ اَدْرِكْنِی۔ اس امام زمان وامام غائب کا فرمان جس کتاب کے صفحہ اول پر لکھا ہوا ہے کہ اصول کافی وہ کتاب ہے جو کَافٍ لِشِیْعَتِنَا یعنی جو ہمارے شیعوں کو کافی ہے یعنی

1۔ اصول کافی جلد اول ص ۴۳۹ مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۹ ہجری

2۔ فروع کافی ج ۲ ص ۱۵۶ اور ج ۶ ص ۶ باب فضل البنات تصنیف محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۹ ہجری

شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۵ ہجری کہ جو مذہب شیعہ کا رکن اعظم ہے اور جس نے اہل شیعہ کیلئے عظیم علمی ورثہ چھوڑا ہے اس نے اپنی درج ذیل عظیم تصانیف میں نبی کریم ﷺ کی حقیقی چار بنات حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ مبارک سے تسلیم کی ہیں کتب مع جلد اور صفحہ نمبر اور مطبع تک درج کئے جارہے ہیں:۔

3۔ تہذیب الاحکام ج ۸ ص ۱۶۱ باب عدۃ النساء مطبوعہ تہران طبع جدید

4۔ الاستبصار ج اول ص ۲۴۵، ۴۸۵ کتاب الجنائز

5۔ تلخیص الشافی جلد ۴ ص ۵۴، ۵۵ مطبوعہ قم ایران طبع جدید

6۔ المبسوط ج ۴ ص ۱۵۸ کتاب النکاح

7۔ قرب الاسناد تصنیف ابوالعباس عبداللہ بن جعفر حمیری قمی متوفی ۳۰۰ ہجری

8۔ خصال شیخ صدوق ابواب السبعہ جلد ۲ صفحہ ۳۸ تصنیف شیخ محمد بن علی صدوق متوفی ۳۸۱ ہجری (بحوالہ مراۃ العقول ج اول ص ۳۵۲)

9۔ بحار الانوار ج ۲۲ ص ۱۶۶، ۱۶۷ باب عدد اولادہ علیہ السلام مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری

10۔ حیات القلوب ج ۲ باب ۵۱ ص ۱۰۲۷، اسی جلد میں باب فضائل خدیجہ ص ۱۵۷ تصنیف ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری

11۔ مراۃ العقول ج ۵ ص ۱۸۰ مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف ملا باقر مجلسی

12۔ کتاب الشافی تصنیف نامور شیعہ مجتہد شیخ مرتضیٰ علم الہدیٰ متوفی ۴۰۶ ہجری (یاد رہے یہ وہی شخصیت ہیں کہ تحریفِ قرآن کے سلسلہ میں اہلِ شیعہ اپنے ائمہ معصومین کی مرفوع روایات کو چھوڑ کر شیخ مرتضیٰ کے مسلک کو اپنانے اور قرآن کے مکمل اور غیر محرف ہونے کا مناظروں میں دعویٰ کرتے ہیں)

13۔ مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام تصنیف زین الدین احمد عاملی متوفی ۹۶۴ ہجری

14۔ تنقیح المقال فی علم الرجال ج ۳ ص ۷۷ باب الحاء تصنیف شیخ عبداللہ

مامقانی متوفی ۱۳۲۳ ہجری

15۔ ناسخ التواریخ (جلد اول ص ۱۶۴، وقائع سال دوئم ہجری، ج اول ص ۶۶۹ ، ج ۳ ص ۹۳ تصنیف لسان الملک مرزا محمد تقی سپہر متوفی ۱۲۹۷ ہجری

16۔ مجمع البحرین (بحوالہ اعیان الشیعہ ج ۳ ص ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد ﷺ)

17۔ نہج البلاغہ (بحوالہ شرح فیض الاسلام وشرح ابن ابی حدید) مصنف سید ابو الحسن شریف محمد رضی متوفی ۴۰۴ ہجری

18۔ مجالس المومنین ج اول ص ۲۰۴ تصنیف نور اللہ شوستری متوفی ۱۰۱۹ ہجری

19۔ انوار نعمانیہ ج اول ص ۳۶۶ مطبوعہ تبریز طبع جدید تصنیف سید نعمت اللہ الجزائری

20۔ اعلام الوراء تصنیف علامہ طبرسی بحوالہ اعیان الشیعہ

21۔ ذبح عظیم ص ۲۴ مطبوعہ لاہور طبع جدید تصنیف سید اولاد حیدر بلگرامی

22۔ منتخب التواریخ باب اول ص ۲۴ حالات ازواج واولاد پیغمبر تصنیف حاجی محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی

23۔ تحفۃ العوام حصہ اول باب ۱۷ ص ۱۱۳ مطبوعہ لکھنو تصنیف مفتی مظفر حسین احمد علی

24۔ تفسیر مجمع البیان ج ۲ ص ۳۳۳ تصنیف ابو علی فضل بن حسن طبرسی

25۔ تفسیر منہج الصادقین ج ۷ ص ۳۳۲ تصنیف ملا فتح اللہ کاشانی

26۔ ابن ابی حدید شرح نہج البلاغہ ج ۳ ص ۴۶۰ طبع بیروت تصنیف ابو الحامد عبد الحمید بن ہبۃ اللہ المعروف بہ ابن حدید متوفی ۶۵۶ ہجری

27۔ فیض الاسلام شرح نہج البلاغہ خطبہ ۱۴۳ ص ۵۲۸ تصنیف حاجی سید علی تقی المعروف فیض الاسلام

28۔ چہاردہ معصوم ج اول باب پنجم ص ۲۲۴ مطبوعہ تہران تصنیف عمادالدین حسین اصفہانی

29۔ اعیان الشیعہ ج سوم ص ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بن محمد ﷺ

30۔ منتہی الآمال ج اول فصل ہشتم باب اول ص ۱۲۵ تصنیف شیخ عباس قمی متوفی ۱۳۵۹ ہجری

31۔ مروج الذہب ج ۲ ص ۲۹۱ تصنیف ابوالحسن علی بن حسین مسعودی متوفی ۳۴۶ ہجری

32۔ التنبیہ والاشراف ص ۲۵۵ تحت ذکر خلافت عثمان تصنیف ابوالحسن علی بن حسین مسعودی متوفی ۳۴۶ ہجری

33۔ مناقب آل ابی طالب ج اول ص ۱۶۱ تصنیف علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب متوفی ۵۸۸ ہجری

1۔ اصول کافی سے نبی پاک ﷺ کی چار صاحبزادیوں کا فتویٰ

وَتَزَوَّجَ خَدِيجَةَ وَهُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً فَوُلِدَ لَهُ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِهِ الْقَاسِمُ

وَ رُقَيَّةَ وَ زَيْنَبُ وَ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَّ وُلِدَ لَهٗ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبُ وَ الطَّاهِرُ وَ الْفَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ۔

(اصول کافی جلد اول صفحہ ۴۳۹ مطبوعہ تہران جدید اور اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۴۴ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:۔ اور نبی پاک ﷺ نے بیس سال سے زائد عمر میں حضرت خدیجہ سے شادی کی اور اعلان نبوت سے پہلے حضرت خدیجہ کے بطن سے نبی پاک ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم اور صاحبزادیاں حضرت رقیہ، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بعثت کے بعد انہی خدیجہ سے طیب و طاہر اور حضرت فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں (اصول کافی جلد اول صفحہ ۴۳۹، مطبوعہ تہران جدید اور اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۴۴، مطبوعہ کراچی)

2۔ منتخب التواریخ باب اول صفحہ ۲۴ مطبوعہ ایران حالات ازواج و اولاد پیغمبر کے ذیل میں واشگاف الفاظ میں درج ہے۔ اما مکرمہ زینب در سال پنجم از تزویج جناب خدیجۃ الکبریٰ بہ پیغمبر ﷺ متولد شد

ترجمہ حضرت زینب نبی پاک ﷺ کے حضرت خدیجہ سے نکاح کے پانچویں سال پیدا ہوئیں۔ پھر صاحب منتخب التواریخ نے حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کی پیدائش اور یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کا ذکر کیا اور لکھا لہٰذا

عثمان راذوالنورین میگویند" یعنی اسی وجہ سے حضرت عثمان غنی کو ذوالنورین کہتے ہیں۔

3 دختران آنحضرت چهار نفر بودند و همه از خدیجه بو جود آمدند (حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۱۰۲۷، باب ۵۱ مطبوعہ نولکشور طبع قدیم)

ترجمہ نبی پاک ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں اور سب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئیں۔

4۔ فرمان حضرت امام جعفر صادق از منتہی الامال و مروج الذہب

درقرب الاسناد از صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ از برائے رسول خدا ﷺ از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب.

ترجمہ قرب الاسناد میں امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کی اولاد طاہر و قاسم اور فاطمہ اور ام کلثوم اور رقیہ اور زینب بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تولد ہوئی۔ (ا۔ منتہی الامال جلد اول صفحہ ۱۲۵، فصل ہشتم باب اول مطبوعہ ایران ،۲ مروج الذہب جلد۲ صفحہ ۲۹۱)

5۔ ملاباقر مجلسی خود نبی پاک ﷺ کا فرمان درج کرتا ہے۔ کوئی ہے جو نبی کے فرمان کو مان لے؟ اور فرمان بھی ایسا جس میں آپ خود اپنی اولاد کی تفصیل بتا رہے ہیں۔

"وخدیجہ اورا خدا رحمت کند از من طاہر مطہر را بہم رسانید کہ او عبداللہ بود و قاسم را آورد و رقیہ و فاطمہ و زینب و ام کلثوم از و بہم رسید"

ترجمہ:۔ اللہ کریم حضرت خدیجہ پر رحمت فرمائے کہ مجھ سے حضرت خدیجہ نے طاہر و مطہر (عبداللہ) اور قاسم اور رقیہ اور فاطمہ اور زینب اور ام کلثوم سب کو جنم دیا۔

(حیات القلوب جلد۲ صفحہ ۱۵۷، باب فضائل خدیجہ از ملا باقر مجلسی)

6 در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا ﷺ از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ، ام کلثوم و رقیہ و زینب (حیات القلوب جلد۲ صفحہ ۱۰۲۶، باب ۵۱ مطبوعہ نولکشور)

ترجمہ:۔ قرب الاسناد میں معتبر اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن اقدس سے نبی پاک ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ طاہر، قاسم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

7۔ اسی طرح مصنف باقر مجلسی صاحب مرآۃ العقول نے ج ا ص ۳۵۲ پر بھی نبی پاک کی حضرت خدیجہ کے بطن اطہر سے چار صاحبزادیوں کو تسلیم کیا اور علامہ ابن شہر آشوب کے "المناقب" سے مزید تائیدی حوالہ بھی دیا۔

8 فرمان نبی کریم ﷺ

وَهٰذَا الْحُسَيْنُ خَيْرُ النَّاسِ خَالًا وَّ خَالَةً وَّخَالُهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَ اِبْرَاهِيْمُ وَخَالَتُهُ زَيْنَبُ وَ رُقَيَّةُ وَ اُمُّ كُلْثُوْمٍ۔

(ذبح عظیم صفحہ ۲۴، مصنفہ سید اولاد

حیدر مطبوعہ لاہور طبع جدید)

ترجمہ۔ اور فرمایا یہ حسین ماموں اور خالہ کے لحاظ سے بھی تمام انسانوں سے افضل ہیں کیونکہ اس کے ماموں عبد اللہ اور ابراہیم ہیں اور اس کی خالائیں حضرت زینب حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں۔

9 وَاِنَّمَا وَلَدَتْ لَهٗ اِبْنَانِ وَاَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ وَرُقَيَّةُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَّفَاطِمَةُ

(انوار نعمانیہ جلد اوّل ص ۳۶۶ مطبوعہ تبریز طبع جدید)

ترجمہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور پرنور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو صاحبزادے جنے اور آپ سے ہی چار صاحبزادیوں حضرت زینب حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جنم دیا۔

قارئین! یہ اس کتاب کا حوالہ ہے جس میں مسلک ائمہ اور مذہب شیعہ کو صحت کے ساتھ نقل کرنے کا اس حد تک اہتمام کیا گیا ہے کہ اس کتاب کی ابتدا میں ہی خود انوار نعمانیہ کے مصنف کا یہ دعویٰ درج ہے۔

قَدِ الْتَزَمْنَا اَنْ لَا نَذْكُرَ فِيْهِ اِلَّا مَا اَخَذْنَاهُ عَنْ اَرْبَابِ الْعِصْمَةِ الطَّاهِرِيْنَ اَوْ مَا صَحَّ

عِنْدَنَا مِنْ كُتُبِ النَّاقِلِيْنَ۔

ترجمہ ہم نے اس کتاب میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ ہم اس میں اور کوئی ذکر نہیں کریں گے سوائے اس کے جو ہم نے ائمہ معصومین سے اخذ کیا ہو یا جو کتب ناقلین سے ہم اہل شیعہ کے نزدیک صحیح ثابت ہوا ہے۔

۵۱ : رَوَى الصَّدُوْقُ فِي الْخِصَالِ بِاِسْنَادِهٖ عَنْ اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ وُلِدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ خُدَيْجَةَ اَلْقَاسِمُ وَالطَّاهِرُ وَهُوَ عَبْدُاللّٰهِ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَفَاطِمَةُ۔

(مراۃ العقول شرح الاصول والفروع جلد اول صفحہ ۳۵۲)

ترجمہ :۔ شیخ صدوق نے خصال میں اپنی سند سے حضرت ام ابو عبد اللہ سے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد جو حضرت خدیجہ سے ہوئی وہ قاسم اور طاہر المعروف بہ عبد اللہ اور ام کلثوم، رقیہ اور زینب اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں۔

(مراۃ العقول شرح الاصول والفروع جلد اول صفحہ ۳۵۲)

11 اہل شیعہ کے ائمہ جرح وتعدیل نے حضور اقدس ﷺ کی چار بیٹیوں پر اجماع فریقین نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں شیعہ اپنے امام جرح وتعدیل مامقانی کی تصنیف تنقیح المقال جلد دوم صفحہ۷۹ سے تفصیلاً پڑھ لیں تو انہیں نبی پاک ﷺ کی چار بیٹیوں کے انکار کی کبھی جرات نہ ہوگی کیونکہ حضرت سیدہ فاطمہ خاتون جنت کے علاوہ باقی صاحبزادیوں کو ربیبہ یعنی حضرت خدیجہ کی پچھلی بیٹیاں کہنے والوں کو مامقانی نے خود دندان شکن جواب دئے ہیں کیونکہ مسلک کوئی بھی ہو اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوسکتا ہے کہ بیٹیاں ہمارے نبی کی حقیقی اور صلبی کہوں اور نعوذ باللہ! منسوب کسی اور سے کی جائیں؟ لہٰذا اس عظیم شیعہ محقق نے چار بنات رسول کے عقیدہ کو مابین فریقین متفق علیہ قرار دیا ہے اور اس پر فریقین کا اجماع نقل کیا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

اِنَّ کُتُبَ الْفَرِیْقَیْنِ مَشْحُوْنَۃٌ بِاَنَّھَا وُلِدَاتَ لِلنَّبِیِّ (ص) اَرْبَعَ بَنَاتٍ زَیْنَبُ وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ وَّفَاطِمَۃُ وَرُقَیَّۃُ

(تنقیح المقال جلد سوم صفحہ۷۷، باب الحاء)

ترجمہ:۔ شیعہ سنی دونوں فریقوں کی کتابیں اس بات کی تائید میں بھری پڑی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی حقیقی صلبی بیٹیاں چار تھیں جن

کے نام زینب ۔ ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں
(تنقیح المقال جلد۳ صفحہ ۷۷ باب الحا)

12 ملا باقر مجلسی نے بھی میں واضح طور پر بناتِ رسول چار ہونے پر اجماع فریقین درج کیا ہے۔ دیکھیں مراۃ العقول ج ۵ ص ۱۸۰ مطبوعہ تہران طبع جدید

13 بلکہ لطف والی بات یہ ہے کہ اسی ملا باقر مجلسی نے مراۃ العقول جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵ تاریخ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ تہران طبع جدید میں دو مرکزی شیعہ مجتہد شیخ مفیدؒ اور شیخ مرتضیٰؒ کا ایک طویل مکالمہ نقل کیا ہے جس میں انہوں نے دلائل سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حقیقی صاحبزادیوں کو تسلیم کیا اور اس کے بعد دل کھول کر ان میں سے دو صاحبزادیوں کی یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شادی تسلیم کی۔ مقام حیرت ہے کہ متقدمین شیعہ میں سے کسی کو یہ جرأت نہ پڑی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کے حقیقی ہونے کا انکار کرے۔ اس کے برعکس آج مخالفت کیوں؟

14 اہل شیعہ کے دو نامور مجتہدین میں سے شیخ مرتضیٰؒ نے اپنی کتاب الشافی میں اور شیخ طوسیؒ نے اس کی شرح "تلخیص الشافی" جلد ۴ صفحہ ۵۴، ۵۵ مطبوعہ قم ایران طبع جدید میں واضح طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ سیدہ رقیہ حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صلبی اور حقیقی صاحبزادیاں ہیں۔

15 وَزَوَّجَ بِنْتَيْهِ رُقَيَّةَ وَأُمَّ كُلْثُوْمٍ عُثْمَانَ لَمَّا مَاتَتِ الثَّانِيَةُ قَالَ لَوْ كَانَتِ الثَّالِثَةُ

لَن زَوَّجنَاهَا اِیَّاہُ

(المبسوط جلد چہارم صفحہ ۱۵۸ کتاب النکاح)

ترجمہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں دیں جب دوسری کا انتقال ہوا تو فرمایا اگر تیسری ہوتی تو اسے بھی عثمان کے عقد میں دے دیتا" یہاں صاف الفاظ ہیں زَوَّجَ بِنتَیہِ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا۔

16 چہاردہ معصوم جلد اول باب پنجم صفحہ ۲۲۴، مطبوعہ تہران طبع جدید میں اس امر کی تصریح کردی گئی کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں کے علاوہ چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

17 ناسخ التواریخ جلد اول صفحہ ۱۶۴ وقائع سال دوم هجری میں حضرت عثمان غنی ذوالنورین کے غزوہ بدر سے پیچھے رہ جانے کے واقعہ میں واضح طور پر لکھا کہ

"رقیہ دختر رسول خدا بود"

یعنی "رقیہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول کی بیٹی تھیں"۔

18 ناسخ التواریخ جلد اول صفحہ ۶۶۹ میں لکھا ہے۔

"در هنگام ہجرت دو دختر پیغمبر در مکہ باز ماند" ترجمہ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں ہجرتِ مدینہ کے وقت مکہ رہ گئی تھیں"۔

19 ناسخ التواریخ جلد سوم صفحہ ۹۳ پر حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ بدر میں برابر حصہ ملنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ وہ رسول خدا ﷺ سے پیچھے رہے کیونکہ "رقیہ دخترِ رسول مریض بود" کہ حضور اقدس ﷺ کی بیٹی رقیہ بیمار تھیں"۔

20 وَلَدَتْ خَدِیْجَةُ لَهٗ ﷺ زَیْنَبُ وَ رُقَیَّةَ وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ وَ فَاطِمَه

ترجمہ:۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضور اکرم ﷺ کی چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن پیدا ہوئیں (بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۷، ۱۶۶، باب عدد اولاد علیہ السلام، مطبوعہ تہران، طبع جدید)

21 اعیان الشیعہ جس کی دس بڑی بڑی جلدیں ہیں اور شیعوں کی مایۂ ناز کتاب ہے اس میں کتنے واضح الفاظ ہیں ملاحظہ ہوں:۔

وَفِیْ مَجْمَعِ الْبَحْرَیْنِ کَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِیْجَةَ اَرْبَعُ بَنَاتٍ کُلُّهُنَّ اَدْرَکْنَ الْاِسْلَامَ وَهَاجَرْنَ وَهُنَّ زَیْنَبُ وَفَاطِمَةُ وَرُقَیَّةُ وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ وَقَالَ الطِّبْرَسِیُّ فِیْ اَعْلَامِ الْوَرَاءِ وَغَیْرُهٗ اِنَّ اُمَّ کُلْثُوْمٍ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بَعْدَ اُخْتِهَا رُقَیَّةَ وَتُوُفِّیَتْ عِنْدَهٗ۔

اعیان الشیعہ جلد سوم ص ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ بیروت طبع جدید)

"مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی حضرت خدیجہ کے بطن سے چار بیٹیاں تھیں ان سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت بھی کی۔ان کے نام یہ ہیں زینب۔فاطمہ۔رقیہ اور ام کلثوم۔اعلام الوراء وغیرہ میں طبرسی نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم سے حضرت عثمان نے شادی کی جب کہ ان کی ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا تھا حضرت رقیہ کا انتقال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ہی ہوا تھا۔"

(اعیان الشیعہ جلد سوم صفحہ ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد ﷺ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

22 قارئین اہل شیعہ نے بنو ہاشم کی غیر بنو ہاشم سے رشتہ داریوں کے باب میں واضح طور پر لکھا ہے۔

اَزَوَّجَ اِبْنَتَهٗ عُثْمَانَ وَزَوَّجَ اِبْنَتَهٗ زَيْنَبُ بِاَبِى الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ وَلَيْسَامِنْ بَنِىْ هَاشِمْ

(مسالک الافہام شرح "شرائع الاسلام" جلد اوّل مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۲۷۳ھ)

ترجمہ:۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی ایک صاحبزادی کی شادی حضرت عثمان بن عفان سے کی اور دوسری دختر جناب زینب کا نکاح ابوالعاص بن ربیع

سے کیا اور یہ دونوں شخص بنی ہاشم سے نہ تھے (مسالک الافہام شرح ''شرائع الاسلام کتاب النکاح باب لواحق العقد'' جلد اول مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۲۷۳ھ)

23 شیعوں نے خود آیت ۵۹ سورہ احزاب کا ترجمہ یوں کیا ہے ''اے پیغمبر بگو مر زنان خود را و مر دختران خود را''

ترجمہ:۔ ''اے پیغمبر اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں سے فرما دو'' (منہج الصادقین جلد ۷ صفحہ ۳۳۲)

24 الحمدللہ! شیعوں کی مشہور کتاب **تحفۃ العوام کی عبارت ملاحظہ ہو** جس میں نبی پاک ﷺ کے بیٹوں اور بیٹیوں پر درود بھیجنے کے بعد ان کی توہین کرنے والوں اور ان کی وجہ سے سید عالم ﷺ کو ایذا دینے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی الْقَاسِمِ وَالطَّاھِرِ ابْنَیْ نَبِیِّكَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُقَیَّةَ بِنْتِ نَبِیِّكَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰی نَبِیَّكَ فِیْھَا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ نَبِیِّكَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰی نَبِیَّكَ فِیْھَا

(تحفۃ العوام حصہ اول باب ۱ ص ۱۱۳، مطبوعہ نولکشور لکھنو)

ترجمہ:۔ اے اللہ! قاسم اور طاہر پر رحمت بھیج۔ جو دونوں تیرے نبی کے بیٹے ہیں اے اللہ حضور ﷺ کی دختر رقیہ پر

رحمت نازل فرما اور جس نے تیرے نبی کو اس بیٹی کے معاملہ میں تکلیف دی اس پر لعنت فرما اے اللہ ام کلثوم بنت رسول پر رحمت فرما اور اس کے معاملہ میں نبی پاک کو دکھ اور ایذا دینے والے پر لعنت فرما (تحفۃ العوام حصہ اول باب ۱۷ صفحہ ۱۱۳ مطبوعہ نولکشور لکھنو)

25 فروع کافی جلد دوم صفحہ ۱۵۶ نولکشور پر امام جعفر صادق نے کئی بیٹیاں پیدا ہونے پر شکوہ کرنے والے ایک شخص کو ڈانٹا اور اسے اپنے نبی کی مثال دی اور پھر اسی کتاب کی ج ۶ ص ۶ باب فضل البنات مطبوعہ تہران طبع جدید پر واضح الفاظ ہیں

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَا بَنَاتٍ۔

ترجمہ:۔ نبی پاک ﷺ ایک سے زائد بیٹیوں کے باپ تھے۔

26 اہل شیعہ کی صحاح اربعہ میں سے دو کتب حدیث

کتاب الاستبصار ج اول ص ۴۸۵، ۲۴۵ کتاب الجنائز اور تہذیب الاحکام ج ۸ ص ۱۶۱ باب عدۃ النساء مطبوعہ تہران طبع جدید میں اس سوال کے جواب میں کہ آیا عورتیں نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں ۔امام جعفر صادق نے فرمایا

وَاِنَّ زَیْنَبَ بِنْتَ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ تُوُفِّیَتْ وَاِنَّ فَاطِمَۃَ عَلَیْھَا السَّلَامُ خَرَجَتْ فِیْ نِسَآئِھَا

فَصَلَّتْ عَلٰی اُخْتِہَا۔

"فرمایا حضرت زینب بنت رسول خدا کا جب وصال ہوا تو خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیگر عورتوں کے ساتھ ان کی نماز جنازہ پڑھی۔"

27 تفسیر مجمع البیان ج ۲ صفحہ ۳۳۳ میں واضح طور پر درج ہے۔

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَامْرَأَتُہٗ رُقَیَّۃُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ

(تفسیر مجمع البیان ج۲ جزو سوم ص ۳۳۳ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:۔ عثمان ابنِ عفان جو ہیں ان کی بیوی رقیہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں۔

28 شرح نہج البلاغہ فارسی الاسلام خطبہ ۱۴۳ ص ۵۲۸ مطبوعہ تہران پر شیعہ محلق کے الفاظ ملاحظہ ہوں عثمان رقیہ و ام کلثوم رابنا بر مشہور دختران پیغمبر اند بھمیری خود در آدرد ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے شادی کی جو مشہور روایات کے مطابق دختران پیغمبر ﷺ ہیں

29 مشہور شیعہ مورخ مسعودی "رقیہ بنت رسول اللہ" یعنی "رسول اللہ کی بیٹی رقیہ" کے الفاظ لکھ کر تسلیم کرتا ہے۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عبد اللہ نامی بیٹا اسی شہزادیِ رسول سے پیدا ہوا جو چھ برس کی عمر میں فوت ہو گیا (التنبیہ والاشراف للمسعودی ص ۲۵۵ تحت ذکر خلافت عثمان)

30 مسعودی رقم طراز ہے وَكَانَ لَهُ مِنَ الْوَلَدِ عَبْدُ اللّٰہِ الْاَكْبَرُ وَعَبْدُ اللّٰہِ

الاَصغرُ اُمُّهُمَا رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

ترجمہ:۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو صاحبزادے "عبداللہ اکبر" اور "عبداللہ اصغر" رسول اللہ کی بیٹی سیدہ رقیہ سے پیدا ہوئے (مروج الذہب للمسعودی ج ۲ ص ۳۳۱، ذکر خلافت عثمان بن عفان)

31 شارح نہج البلاغہ نے حضرت عثمان غنی کیلئے "ذوالنورین" لقب کی حقیقت کو یوں تسلیم کیا۔

قَالَ شَيْخُنَا اَبُوْعُثْمَانَ وَلَمَّا مَاتَتِ الْاِبْنَتَانِ تَحْتَ عُثْمَانَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.. زَوَّجْتُهٗ اِبْنَتَيْنِ وَلَوْ اَنَّ عِنْدِیْ ثَالِثَةً لَفَعَلْتُ ثُمَّ قَالَ وَلِذَالِكَ سُمِّيَ ذُوالنُّوْرَيْنِ.

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید جلد ۳ ص ۴۶۰، طبع بیروت بڑا سائز)

ترجمہ: ہمارے شیخ ابو عثمان نے کہا جب حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے عقد میں یکے بعد دیگرے بیوی بننے والی سید عالم ﷺ کی دونوں بیٹیاں فوت ہوگئیں تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔۔۔"میں نے اپنی دو بیٹیوں کی عثمان سے شادی کی اگر میرے پاس تیسری بھی ہوتی تو اس کی شادی بھی اس سے کر دیتا راوی کہتا ہے اسی لئے حضرت عثمان کو "ذوالنورین" یعنی دو نوروں والا کہتے ہیں"

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید ج ۳ ص ۴۶۰، طبع بیروت بڑا سائز)

32 سبحان اللہ! اہلِ شیعہ کے اہلِ علم کے سرتاج علامہ ابنِ شہر آشوب نے کتاب مناقب آلِ ابی طالب لکھی اور انتہائی خوشی ان الفاظ کو پڑھ کر ہوتی ہے کہ جب موصوف مصنف مقدمہ کتاب میں ہی یہ تصریح کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''جتنی احادیث میں اپنی اس کتاب میں لایا ہوں ان تمام کو میں نے قرآنی آیات کے شواہد سے نقل کیا ہے میں نے اس کتاب میں سرکشی اور ہٹ دھرمی اختیار کرنے کی بجائے حق کی طرف رجوع کرنے کو ترجیح دی ہے اور میں نے اس کتاب میں وہی درج کیا ہے جو قرآن پاک کے عین مطابق ہے اور جسے خلقِ کثیر نے روایت کیا ہے''

(مناقب ابن شہر آشوب جلد اول ص ۱۲، ۱۳ مطبوعہ قم طبع جدید)

اب دعویٰ کے مطابق قرآن پاک کے الفاظ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ کو سامنے رکھتے ہوئے، سرکشی اور ہٹ دھرمی کی بجائے حق کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور قرآن پاک کے مطابق خلقِ کثیر کی متواتر اور متوارث حق گوئی کو علامہ شہر آشوب نے بیان کیا ہے، اُن کے ماننے والے اہلِ شیعہ بھی اسی طرح حضور کی صاحبزادیوں کے چار ہونے کے متعلق اپنا عقیدہ اپنا لیں علامہ ابن شہر آشوب واشگاف الفاظ میں لکھتے ہیں

وَاَوْلَادُهٗ وُلِدَ مِنْ خَدِيْجَةَ اَلْقَاسِمُ وَعَبْدُ اللّٰهِ وَهُمَا الطَّاهِرُ وَالطَّيِّبُ وَاَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ

وَرُقَيَّةُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ وَهِيَ اٰمِنَةُ وَفَاطِمَةُ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت خدیجہ سے دولڑکے پیدا ہوئے قاسم اور عبداللہ جن کو طیب وطاہر بھی کہتے ہیں اور انہی سے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور ام کلثوم جن کا اصل نام آمنہ ہے اور سیدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

(مناقب آلِ ابی طالب جلد اول ص ۱۶۱ باب ذکر سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصل فی اقربائہ وخدامہ مطبوعہ قم خیابان طبع جدید)

33 قاضی نور اللہ شوستری رقم طراز ہے "اگر نبی دختر بہ عثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد

ترجمہ:۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت عثمان کے عقد میں دی تو حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی عمر بن خطاب کے عقد میں دی (مجالس المومنین ج ا ص ۲۰۴، مطبوعہ تہران)

قارئین! ۳۳ معتبر ترین کتبِ شیعہ کے تفصیلی حوالہ جات آپ نے پڑھے جو اپنی وضاحت آپ ہیں ہر حوالہ صاف صاف بتا رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صلبی چار بیٹیاں حضرت خدیجہ کے بطن اطہر سے پیدا ہوئیں کوئی ایک بھی حوالہ اگر غلط ثابت کر دیا جائے تو فی حوالہ دس ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔ یہ بطورِ تعلّی کے بات نہیں کہی بلکہ اس نقطہ نظر سے کہی ہے کہ شاید کوئی شیعہ اپنے مذہب کی اپنی کتابوں میں سے اصلی عبارات دیکھ کر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی چار صاحبزادیوں کے عقیدۂ حقہ کا اقرار کرلے اور اس کی آخرت سنور جائے۔ یہی ہمارے لئے سب سے بڑی خوشی کی بات ہوگی۔

باب چہارم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ☆ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ☆ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی فِیْ کَلَامِہِ الْمَجِیْد وَ فُرْقَانِہِ الْحَمِیْد ☆ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ط اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ط وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (پ ۲۷؛ ع ۱۷؛ الحدید) ☆

رفض وشیعیت کا پہلا زینہ ہی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ کیونکہ آپ کاتبِ وحی، صحابیِ رسول اور مرکز ہدایت بہ فرمانِ مصطفٰی کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں اور حضور اقدس ﷺ کے سالے ہیں اور وہ ہستی ہیں کہ جن کی جناب سیدین کریمین، حضور سیدنا امام حسن اور حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما سردار جوانانِ جنت نے بیعت کی ہے۔ اور بیس سال کا طویل عرصہ تادمِ آخر اس بیعت پر قائم رہے ہیں۔ یہ مضمون صرف اس لئے اضافہ کیا جارہا ہے کہ جو حضرات چند لمحوں کی فرصت میں سطورِ ذیل پڑھ لیں تو کم از کم ان پر بھی اتمامِ حجت ہو جائے اور ان پر ہر لحاظ سے حق واضح ہو جائے اور اگر پڑھنے والے کے سینے میں کچھ بھی خوفِ خدا موجود ہو تو اپنی آخرت برباد نہ کرے۔ یہ سطور حضرت پیرِ طریقت، رہبر شریعت، قبلہٴ عالم، سرتاج الاولیاء، زبدۃ الاصفیاء، حضور قبلہ حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے حکم پر اور آپ کے لختِ جگر پروردہٴ آغوشِ ولایت، میرے علمِ دین کے اول و آخر استاد اور شیخِ کامل جامع معقول و منقول ابو الحسنین حضرت الحاج پیر سید محمد عظمت علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم القدسیہ کی نگرانی میں تحریر کی گئی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان ہستیوں نے اپنے نورانی اوقات میں جس انہماک سے اسے لفظ بہ لفظ سنا ہے اور پسند فرمایا ہے۔ بلکہ بڑی ہی تحسین فرمائی ہے اس سے یہ تحریر انشاء اللہ مخلوقِ خدا کی ہدایت اور رہنمائی کا سبب بنے گی۔

ہمارا موضوع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ بابرکات ہے۔

چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو محبوبِ خدا ﷺ سے نسبتِ

صحابیت حاصل ہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ اپنے محبوب ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا ہوا ہے۔

محبوبِ خدا ﷺ کے لیے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا گیا

قارئین حضرات! حسنِ کائنات سمٹا تو چہرۂ مصطفیٰ ﷺ بن گیا۔ جملہ کمالاتِ ظاہری و باطنی، صوری و معنوی، ذاتی و عطائی، وہبی و فضلی مجتمع ہوئے تو صاحبِ خلقِ عظیم، رحمۃ اللعالمین، سلطان الانبیاء والمرسلین اور محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا وجودِ پُر نور سرزمینِ مدینہ منورہ میں تشریف فرما دکھائی دیتا ہے، حضور پُر نور نبی کریم رؤوف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لیے ہر پہلو سے رب کریم کی طرف سے عظمت و شرافت کا اہتمام کیا گیا۔ اس کا اندازہ اس حدیثِ مبارکہ سے کیا جا سکتا ہے جو جامع ترمذی شریف میں موجود ہے:۔

فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا ؟ فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ

فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَآئِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا۔ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

(جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۶۶۶ مترجم)

ترجمہ:۔ حضور پُر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر شریف پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں کون ہوں؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا آپ پر سلام ہو آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین مخلوق میں پیدا کیا۔ پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین طبقہ میں داخل کیا۔ پھر ان کے مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں داخل فرمایا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانے میں داخل کیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اس قولی حدیث مبارکہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آقا کے شایانِ شان کتنا اہتمام عظمت کیا گیا۔ یہی اہتمامِ عظمت ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ۔ اللہ! یہ انہی کا مرتبہ ہے کہ وہ رخ بدلیں تو قبلہ بدل جائے۔ وہاں کہہ دیں تو احکام فرض ہو جائیں۔ منع کر دیں تو حرمت لازم ہو جائے۔ ادب اتنا کہ ان کی آواز پر آواز اونچی نہیں ہو سکتی۔ نام لے کر بلانے کی اجازت نہیں۔ دل پر اختیار نہیں ہوتا۔ گمان پر گرفت نہیں ہوتی مگر ان

کے فیصلے کے خلاف دل میں بھی گمان، تنگی اور ناگواری ہو تو ایمان نہیں رہتا قرآنِ مجید ارشاد فرماتا ہے؛۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً ☆ (سورہ نساء)

ترجمہ؛۔ اے محبوب! تیرے رب کی قسم! وہ مومن ہی نہیں جب تک کہ اپنے ہر فیصلے اور جھگڑے میں تمہیں اپنا فیصلہ کرنے والا اور حاکم تسلیم نہ کرلیں۔ پھر جو فیصلہ آپ کریں اس کے متعلق اپنی جانوں میں بھی ناگواری تک محسوس نہ کریں اور اس کو اس طرح مان لیں جیسا کہ ماننے کا حق ہے۔ (القرآن، سورہ نساء)

حضور اقدس کے فیصلوں کی عظمت یہ ہے کہ جو نہ مانے وہ مومن ہی نہیں؛۔ حیرت ہے اور افسوس کا مقام ہے کہ سورہ نساء کی اس نصِ قطعی کے باوجود اہلِ شیعہ کہاں بھٹک رہے ہیں؟ ان کی کون سی مشکل ہے جو اس آیت سے حل نہیں ہوتی؟

؟ کیا پیارا اعلانِ قرآن مجید ہے کہ میرا محبوب تو جہاں بھر کے قضیوں کو، معاملات کو بلکہ کل کائنات کے جھگڑوں کو نمٹانے میں ایسا حتمی فیصل اور حاکم بن کر آیا ہے کہ دیگر مخلوق کے درمیان کئے گئے آپ کے فیصلے کو جو نہ مانے یا اوپر سے مان کر سینے میں تنگی محسوس کرے فرمایا وہ مومن ہی نہیں پس پتہ چلا؛۔

(۱) یہ کہ جو سرکارِ اقدس ﷺ کے فیصلے جو دوسروں کے جمیع امور میں ہوئے جو ان کو نہ مانے وہ مومن ہی نہیں پھر جو فیصلے حضور پُر نور ﷺ نے خود اپنی ذات با برکات کے بارے میں کئے جو قطعی طور پر حضور اقدس ﷺ کے گھریلو اور ذاتی

فیصلے ہیں جوان کو نہ مانے وہ کیسے مسلمان ہوسکتا ہے؟ اس سے ثابت ہوا کہ جو جملہ امہات المومنین، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سالوں اور دامادوں اور آپ کے اصحاب پاک اور آلِ پاک کو نہیں مانتا وہ مومن ہی نہیں۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت امِ حبیبہ کے بھائی ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے ہیں۔ کاتبِ وحی ہونا اس کے علاوہ ایک ممتاز شرف ہے۔

(۲) ضمناً اسی مقام پر میں اہلِ شیعہ کے علماوعوام اور اصحابِ دانش کو اس نقطہ پر ہزار ہا مرتبہ غور وفکر کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور ان سے یہ بات ببانگِ دہل پوچھنا چاہتا ہوں مجھے بتایا جائے کہ اگر کسی مجلسِ نکاح میں دولہا کے علاوہ ہزار آدمی بیٹھے ہیں تو اگر دولہا کا فیصلہ نہ میں ہو تو کیا اس مجلس میں موجود ہزار افراد کے ہاں اور قبول کہنے سے نکاح ہو جائے گا؟ یقیناً آپ بھی اتفاق کریں گے کہ اس طرح ہرگز دولہا کا نکاح نہیں ہوگا۔ نکاح کب ہوگا؟ بات واضح ہے کہ جب دولہا اپنے فیصلہ کے اظہار کے طور پر کہے گا۔ قَبِلْتُهَا کہ میں نے اسے قبول کیا تو نکاح ہو جائے گا دولہا کا قبول کرنا قطعاً اور خالصتاً اس کا ذاتی فیصلہ ہے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں! حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لختِ جگر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نورِ نظر حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی ہمشیرہ حضرت سیدہ اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر امہاتُ المومنین سے حضور پُرنور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح مبارک فرمائے تو انہیں نکاح میں قبول کرنے کا فیصلہ مکمل طور پر آپ کا اپنا فیصلہ ہے۔

حضرت سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بیعتِ حضرت معاویہ کرنے تک مختصر تعارفِ حضرت امیر معاویہ

البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۱۵ اور الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۴۳۳ پر حرف میم کے تحت لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بعثت سے چند سال قبل پیدا ہوئے۔ عمرۃ القضاء میں آپ ایمان لائے لیکن شیعہ سنی کتب میں متفق علیہ بات یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے اپنے اسلام کا اظہار فرمایا اور صحابیٔ رسول بنے۔ مشہور شیعہ مورخ کبیر حسین بن علی مسعودی اپنی تصنیف مروج الذہب جلد سوم ص ۲۹ پر لکھتا ہے کہ:۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نماز صبح کے بعد تلاوتِ قرآن مجید میں مشغول ہو جاتے۔ پھر چار رکعت نماز اشراق ادا فرماتے۔ پھر تمام نمازوں کی بروقت ادائیگی کے ساتھ ساتھ دن رات مخلوقِ خدا کی خدمت میں صرف فرماتے۔ پچھلی رات اٹھ کر تہجد بھی ادا فرماتے۔ رات کو عبادت اور دن کو سخاوت کی انتہا کر دیتے؛

سورۂ یونس آیت ۱۰۰ میں اللہ کریم فرماتے ہیں مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ؛ کہ اے محبوب! کسی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی آپ پر ایمان لائے؛ یہ کتنی بڑی اللہ کی قدرت ہے کہ جب تک آنکھوں پہ پردہ تھا اہلِ مکہ میں سے ایک سے ایک بڑھ کر بڑا کافر اور بڑا دشمن تھا لیکن جب انہی کے لئے اللہ کی طرف سے اذنِ ایمان ہوا تو ان کو جلوۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آ گیا۔ اسی پس منظر میں اللہ کی طرف سے اذنِ ایمان ہوا تو فتح مکہ کے دن امیر معاویہؓ کی والدہ

حضرت ہندہ اور آپ کے والد حضرت ابوسفیان کو دولتِ ایمان نصیب ہوئی اور درجہ صحابیت پر فائز ہوئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دراز قد، سفید رنگ اور انتہائی خوبصورت پیکر اور وجود والی شخصیت تھے۔ بردبار ایسے کہ امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں معاویہ سب سے زیادہ سخی اور بردبار ہیں (تطہیر الجنان صفحہ ۱۲) آپ اللہ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے امین اور راز دار تھے۔ کاتبِ وحی جیسا اعزاز حاصل ہوا۔ فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے کہ ,, میرا راز دار معاویہ بن ابی سفیان ہے جو ان سے محبت رکھے گا وہ نجات پائے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ ہلاک ہو گا (تطہیر الجنان ص ۱۳) آپ قریشی اور اموی ہیں۔ آپ کی سگی ہمشیرہ حضرت سیدہ امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا ام المومنین ہیں اور حضور سیدِ عالم ﷺ کے نکاحِ مبارک میں ہیں۔ اس طرح آپ تمام مومنوں کے ماموں ہیں۔ آپ ان چالیس ممتاز و منفرد مقام کے حامل صحابہ کی صف میں شامل ہیں جو کاتبینِ وحی ہیں۔ آپ کی دیانت امانت پر حرف آئے تو براہِ راست لزومی طور پر قرآن مجید میں تحریف ثابت ہوتی ہے۔ یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ اگر قرآن مجید تحریف سے پاک ماننا ہے تو قرآن اور وحی کے کاتب کے ایمان و دیانت کو شک و شبہ سے بالا ماننا ہی پڑے گا۔ آپ غزوۂ حنین میں شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تو بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ اس سے حضور پُرنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا اور سونا تول کر دینے والے ہاتھ حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے بابرکت ہاتھ تھے۔ (ابنِ عساکر جز ۲۴ ص ۲۰۳)

اہلِ شیعہ کی شہرۂ آفاق کتاب ناسخ التواریخ جلد سوم ص ۱۳۹ تا ۱۴۱ کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں شریک ہوئے بلکہ ان لشکروں کی قیادت کی کہ جن لڑائیوں اور جنگوں میں شامل ہونے والوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے جنت واجب ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ۱۳ ہجری کو شام کے جہاد میں ابوسفیان کا پورا گھرانہ یعنی وہ خود، ان کے دونوں بیٹے جو دونوں صحابی ہیں یعنی حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان اور یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما اور ابو سفیان کی بیوی ہندہ رضی اللہ عنہا سمیت سب شریک تھا (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۵۸، تاریخ اسلام از ندوی ص ۳۴۷) آپ کی عسکری خدمات اور اسلام کے لئے فتوحات اور غیر مسلموں کو دولتِ اسلام عطا کرنے میں آپ کی خدمات کی فہرست بڑی طویل ہے جو شیعہ سنی مورخین دونوں نے بیان کی ہیں۔

قارئین! خلافتِ راشدہ کا ہر لمحہ کوثر کی موج بن کر ابھر رہا ہے۔ مرادِ رسول حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر معاویہ کو اپنی پوری خلافت کے دوران دمشق کا امیر بنا دیتے ہیں اور بھرے دربار میں حسنِ انتظام اور جلالت وہیبت میں آپ کو تمام عالمِ اسلام کا کسریٰ قرار دیتے ہیں۔ فتحِ بیتُ المقدس میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستخط بطور گواہ ہوتے ہیں۔ پھر حضرت عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا دورِ خلافت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق کے امیر رہتے ہیں۔ اس طویل دور میں خلفاءِ راشدین اور جملہ

صحابہ کرام کا آپ کی امارت پر راضی رہنا کیا کم فضیلت ہے؟ وقت گذرتا گیا تا وقتیکہ حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو ظلماً شہید کر دیا جاتا ہے خلیفۃ الرسول کی شہادت کوئی معمولی بات نہیں کہ جن کی حفاظت پر مولائے کائنات، شہنشاہِ ولایت مولا علی رضی اللہ عنہ اپنے شہزادگان حضرات حسنین کریمین کو متعین کرتے ہیں لیکن باغی دوسری طرف کی دیوار پھلانگ کر حضرت سیدنا عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ کو دورانِ تلاوتِ قرآن مجید شہید کر دیتے ہیں یہاں جذبات کا بر انگیختہ ہونا ایک فطری بات تھی۔

اس وقت مسلمانوں کے دو گروہ بن گئے ایک گروہ کہتا تھا کہ قاتلانِ عثمانؓ سے قصاص فوراً لیا جائے اور قاتل ان کے حوالے کئے جائیں۔ اس گروہ میں اُمُّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سمیت حضرات طلحہ و زبیر عشرہ مبشرہ جیسے جید صحابہ بھی شامل تھے۔ دوسرا گروہ کہتا تھا کہ پہلے خلیفۂ اسلام منتخب کیا جائے تاکہ قصاص لینے کے لئے ایک مجاز اتھارٹی قائم ہو جائے اور پھر اس طرح بعد میں قصاصِ عثمانؓ کا مسئلہ حل کیا جائے۔ اس گروہ کی قیادت حضور سیدنا و مولانا شیرِ خدا حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ فرما رہے تھے اور ادھر بھی جید صحابہ کرام شامل تھے۔ اس معاملے پر جنگِ جمل و جنگِ صفین کے خونیں واقعات بھی پیش آئے۔

سمجھنے، سمجھانے اور ایمان بچانے کی بات:۔

ہاں تو یہاں بات سمجھنے اور سمجھانے بلکہ ایمان بچانے کی یہ ہے کہ جس پس منظر میں ان

جنگوں کو حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا اسی پس منظر میں ہمیں بھی دیکھنا چاہیے۔ آپ کے نزدیک یہ جنگیں دوسرے گروہ کی خطاءِ اجتہادی کی وجہ سے اپنے آپ کو حق پر سمجھنے کی وجہ سے ہوئیں لہٰذا وہ جنگ کرنے پر اترے۔ اور اس میں وہ معذور تھے۔ ابھی ہم اہلِ شیعہ کی معروف کتب قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف بیان کریں گے کہ یہ جنگیں باہمی عناد اور باہمی اختلافِ دین کی وجہ سے نہ تھیں نہ ہی یہ جنگیں اس بنا پر ہوئیں کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو کافر سمجھتے تھے بلکہ حضور سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے باوجود لڑائیوں کے حضرت امیرِ معاویہ کے ایمان اور اسلام پر ہمیشہ مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ ملاحظہ ہوں کتبِ شیعہ؛۔

(۱) قرب الاسناد جلد اول صفحہ ۴۵ مطبوعہ تہران جدید پر ہے؛

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ عَلِیًّا عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ یَقُوْلُ لِاَهْلِ حَرْبِهٖ اِنَّا لَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَی التَّکْفِیْرِ لَهُمْ وَلَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَی التَّکْفِیْرِ لَنَا وَلٰکِنَّا رَاَیْنَا اِنَّا عَلَی الْحَقِّ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ عَلٰی حَقٍّ۔

ترجمہ؛۔ امام جعفر صادق اپنے والد حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگِ جمل کے شرکاء کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے انہیں از روئے کفر نہ مارا اور نہ ہی انہوں نے بوجہ کفر ہمارا مقابلہ کیا۔ لیکن بات یہ تھی کہ ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر جانتے تھے۔؛

وضاحت؛۔ یہ فرمان مبارک واضح کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باوجود اس

کے کہ حق پر تھے اور اپنی رائے میں اسی کو ہی حق سمجھتے تھے لیکن پھر بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باطل پر لڑنے والا نہ فرمایا بلکہ انہیں ان کی اپنی رائے کے مطابق حق پر ہی گردانا لہٰذا جب کوئی شخص اپنے آپ کو حق پر جانتے ہوئے کوئی ایسا فعل یا ایسی کوئی بات کر ڈالتا ہے جو اس حق کو حاصل کرنے کی خاطر سرانجام دیتا ہے تو نیت کے خلوص کی وجہ سے وہ اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ دونوں گروہ اپنے آپ کو برسرِ حق تصور کرتے تھے کسی گروہ میں بھی ذاتی مفادات یا دنیاوی خواہش ہرگز شامل نہ تھی۔

حضور مجدد پاک قُدِّسَ سِرُّہٗ الْعَزِیْز کا فرمان:۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:۔

"جو اختلافات اور جھگڑے صحابہ کرام کے درمیان ہوئے ہیں وہ خواہشاتِ نفسانیہ کی بنا پر ہرگز نہ تھے کیونکہ صحابہ کی ذواتِ قدسیہ حضور پُرنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبتِ مقدسہ کی برکت سے نفسانی خواہشات اور خلافِ شریعت باتوں سے پاک ہو چکی تھیں اور وہ بلا عذرِ شرعی کسی کو تنگ کرنے سے مبرا تھے" "میں جانتا ہوں کہ بے شک اس معاملے میں جناب سیدنا علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور آپ کے مخالف غلطی پر تھے۔ لیکن یہ خطا اجتہادی تھی جو کہ فسق کا باعث نہیں ہوتی بلکہ اس معاملہ میں ان پر ملامت کی گنجائش بھی نہ ہے کیونکہ مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے"۔

(مکتوباتِ امام ربانی جلد اول مکتوب ۵۴ ص ۸۶)

پھر فرماتے ہیں ,, بعض اوقات صحابہ کرام اجتہادی طور پر حضور پُر نور ﷺ کی رائے مبارکہ کے خلاف اپنی اجتہادی رائے کا اظہار کرتے تھے اسے کسی نے بھی برا نہیں سمجھا اور نہ ہی ان کی مخالفت اجتہادی کے رد میں اللہ کی طرف سے کوئی وحی نازل ہوئی تو جناب علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی مخالفت اجتہادی کیسے کفر ہوگئی۔ لہٰذا جناب علی المرتضی کے مقابلہ میں اجتہاد کرنے والوں پر لعن طعن کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟ کیونکہ آپ سے جنگ کرنے والوں کی بڑی تعداد جلیل القدر صحابہ کی ہے جن میں کچھ وہ بھی شامل ہیں۔ جن کی جنت کی بشارت خود حضور ﷺ اپنی زبانِ وحی ترجمان سے ارشاد فرما چکے تھے۔

(مکتوباتِ امام ربانی جلد دوم مکتوب ۳۶ اور ۷۲)

نہج البلاغہ سے حوالہ ''جنگِ صفین کے اختتام پر حضرت امیر معاویہ اور ان کے رفقاء کے ایمان اور تصدیق کے اعلان پر مبنی حکمِ عام حضرت علی نے تحریری طور پر تمام ممالکِ اسلامیہ کو جاری کیا''

اہلِ شیعہ میں نہج البلاغہ کا مقام بہت بلند ہے۔ جنگِ صفین ختم ہوتی ہے۔ حالتِ امن قائم ہوگئی ہے تو اب باب العلم حضور مولا علی رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے ایک عظیم فیصلہ تحریر فرماتے ہیں جس میں آپ کے باب العلم ہونے اور عالم بہ علمِ لدُنّی ہونے کی بھی واضح دلیل موجود ہے۔ آپ کی نگاہِ بصیرت آنے والے وقت

کو دیکھ رہی تھی کہ کچھ؛ نام نہاد محبانِ علی؛ اپنی جھوٹی محبت کی آڑ لے کر حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر تنقید و تنقیص کا سوچیں گے اور اپنے خبثِ باطنی کی بنا پر وہ کفر و نفاق کے فتوے ان پر لگانے سے بھی نہ چونکیں گے۔ وہ جنگِ جمل و جنگِ صفین کے حوالے دے دے کر ممکن ہے لوگوں سے کہیں کہ اہل بیت سے جنگ کرنے والا گروہِ صحابہ کس طرح مسلمان ہوسکتا ہے؟ آپ نے اپنے اس حکم نامہ میں ان تمام بکواسات وخرافات کی بنیاد ہی ختم کردی نیز اس حکم نامے میں حضرت امیر معاویہ سمیت مخالف گروہِ صحابہ کی صحابیت اور ایمان پر مہر تصدیق ثبت کردی اور ان جنگوں کی بنیاد ہی ان کی خطاءِ اجتہادی پر رکھی اور وہ خطاءِ نفسانی پر نہیں۔ ملاحظہ ہو؛۔

وَمِنْ كِتَابٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَتَبَهُ إِلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ يَقُصُّ فِيْهِ مَا جَرٰى بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَهْلِ صُفِّيْنَ وَكَانَ بَدْءُ أَمْرِنَا أَنَّا الْتَقَيْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَالظَّاهِرُ أَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَّنَبِيَّنَا وَاحِدٌ، دَعْوَتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَلَا نَسْتَزِيْدُهُمْ فِي الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّصْدِيْقِ بِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَسْتَزِيْدُوْنَنَا، اَلْأَمْرُ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بُرَآءُ۔

ترجمہ؛۔ اکثر شہروں کے معززین کو حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے یہ خط تحریر فرمایا۔ جس میں جنگِ صفین کے واقعہ کا بیان ہے۔ آپ نے لکھا کہ؛۔ ہماری یہ ملاقات جو بصورتِ تصادم ولڑائی اہلِ شام کے ساتھ ہوئی۔ تو اس کی ابتدا کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے۔ رسول ایک ہے۔ دعوتِ

اسلام ایک ہے ہم خدا پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں ہیں اور نہ ہی وہ ہم پر کسی فضیلت وزیادتی کے طلبگار ہیں۔ ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں۔ مگر وہ ابتدا یہ ہوئی کہ خونِ عثمان رضی اللہ عنہ میں اختلاف پیدا ہو گیا حالانکہ ہم اس سے بالکل بری تھے: (نہج البلاغہ خطبہ ۵۸ ص ۴۴۸ مطبوعہ بیروت؛ نیرنگِ فصاحت ترجمہ نہج البلاغہ ص ۴۶۷ مطبوعہ یوسفی دہلی)

آپ کا یہ فرمان تحریری ہے جو عالمِ اسلام کے کونے کونے میں پہنچا جو اور تو اور خود کتبِ شیعہ میں بھی آج تک محفوظ ہے۔ ہم اہل شیعہ کو دعوت دیتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ کچھ شیعیت زدہ نام نہاد سنی کہلانے والوں کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ جاگتی آنکھوں سے آپ کا یہ فرمان پڑھیں اور بار بار پڑھیں۔ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ تو فرما رہے ہیں کہ میرے اور میرے مخالف گروہِ صحابہ کہ جس میں تین سو جلیل القدر صحابہ مع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ ان کے درمیان جو جنگ ہوئی وہ کفر و اسلام اور حق اور باطل کی جنگ نہ تھی آپ اپنے مخالف لشکر کے جملہ صحابہ مع امیر معاویہؓ سب کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ خبردار! وہ کافر یا منافق نہ تھے بلکہ فرمایا کہ ان کا ایمان باللہ وتصدیق ودعوتِ اسلام اس معیار کی ہے کہ ہم نفسِ ایمان وتصدیق میں ان پر ہرگز زیادتی کے علمبردار نہیں۔ نفسِ ایمان وتصدیق میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں کوئی فرق نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ دیگر فضائل ومراتب اور اعمالِ صالحہ کی رو سے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ افضل واعلیٰ ہیں اور اس پر اجماعِ امت ہے۔ جس طرح فضیلتِ مولا علی رضی اللہ عنہ متفق علیہ ہے اسی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور جنگِ جمل وصفین میں شامل حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف طرف کے کل صحابہ کا ,,صحابی؛ ہونا بھی متفق علیہ امر ہے اور یہی نکتہ قابلِ توجہ ہے کہ جنگِ جمل وصفین کے خونیں واقعات کے بعد حضور مولا علی رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا فرمان جاری کرنے کو ترجیح دی کہ جس کی بدولت ان جنگوں میں شامل دونوں اطراف کے صحابہ کرام کے ایمان کے بارے میں کسی کو شک وشبہ نہ رہے اور جس سے کوئی بھی شخص ان صحابہ کے شرفِ صحابیت کے انکار کے فتنہ میں مبتلا نہ ہو سکے۔ حضور مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ اس خط میں اپنے ایمان اور امیر معاویہ اوران کے رفقاء کے ایمان کو برابر قرار دے رہے ہیں اوران کی تصدیق وایمان باللہ وایمان بالرسول کو اپنی تصدیق وایمان باللہ اور ایمان بالرسول سے فروتر اور کم درجہ میں نہیں سمجھتے جب حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور آپ کا شرفِ صحابیت حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی بیعت سے (کہ جس کا ابھی ہم کتبِ شیعہ سے باحوالہ ذکر کریں گے) اور تادمِ آخر بیس سال اس بیعتِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر قائم رہنے سے نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔

صحابہ کو برا بھلا کہنے والا خود اہلِ شیعہ کے نزدیک کافر ہے

آج کون نہیں جانتا کہ ہر انسان کا بنیادی حق اس کی عزت وآبرو کا احترام ہے تو کیا شرفِ صحابیت کا ہی کچھ ادب واحترام نہیں؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے میں کہتا ہوں اہلسنت تو کجا! خود شیعوں نے بھی یہ حق اس انداز میں تسلیم کیا ہے کہ کسی بھی صحابی کو سب

کرنے والا یعنی برا بھلا کہنے والا اور گالی دینے والا کافر ہے۔

ملاحظہ ہو جامع الاخبار اہلِ شیعہ:۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ سَبَّنِيْ فَاقْتُلُوْهُ وَمَنْ سَبَّ صَحَابِيْ فَقَدْ كَفَرَ وَفِيْ خَبَرٍ آخَرٍ مَنْ سَبَّ صَحَابِيْ فَاجْلِدُوْهُ۔

(جامع الاخبار ص ۱۸۳، مطبوعہ نجفِ اشرف)

ترجمہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے گالی دی اسے قتل کرو اور جس نے میرے صحابی کو گالی دی وہ کافر ہو گیا اور دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے میرے صحابی کو گالی دی اسے کوڑے لگاؤ۔ (جامع الاخبار ص ۱۸۳)

موجودہ دور کے شیعوں کو اپنی کتب میں درج اپنے نبی کا یہ فرمان اپنے ہر خاص و عام کو ضرور سنانا چاہئے یا اللہ قرآن وسنت میں موجود صحابہ کی عزت کی توفیق عطا فرما!

مقتولینِ جمل و صفین کے بارے میں حضرت علی کا آخری عمل ہمیشہ کے لئے ,,فتنۂ انکارِ صحابیت،، کو دفن کر دیتا ہے

درج بالا قرب الاسناد جلد اول ص ۴۵ اور نہج البلاغہ خطبہ ۵۸ کے حوالوں سے نام نہاد محبانِ علیؓ اور خود سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی سوچ اور عمل میں واضح فرق بلکہ واضح تضاد نظر آتا ہے کہ آپ تو حضرت امیر معاویہ سمیت دیگر کل صحابہ کے

متعلق ,,فتنۂ انکارِ صحابیت؛ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کررہے ہیں اور آج کے نام نہاد محبانِ علی جنگِ جمل وصفین کے واقعات دہرادہرا کر ,,فتنۂ انکارِ صحابیت؛ کو زندہ کررہے ہیں۔ اس سلسلے میں خود کتبِ شیعہ سے حضور سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کا آخری عمل مقتولینِ جمل وصفین کے بارے میں بہت زیادہ دعوتِ فکر دیتا ہے اور ہدایت کا سبب ہے۔ کامل ابنِ اثیر جلد۳ ص ۲۵۴ مطبوعہ بیروت جدید میں ہے؛۔

وَصَلّٰى عَلٰى قَتْلٰى اَهْلِ الْبَصْرَةِ وَالْكُوْفَةِ وَصَلّٰى عَلٰى قُرَيْشٍ مِّنْ هٰؤُلَاءِ وَهٰـؤُلَاءِ ترجمہ؛۔ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصری اور کوفی یعنی دونوں طرف کے مقتولین کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کے ساتھ دونوں طرف کے قریشی مقتولین کی بھی نمازِ جنازہ پڑھائی؛

خدارا بتائیں! اب بھی کوئی شک رہا ان صحابہ کے جنتی ہونے میں اور ان کے شرفِ صحابیت میں۔ جنازہ میں دعائے مغفرت ہوتی ہے جو صرف کسی مسلمان کے لئے ہی جائز ہے۔ کیا مولا علی کی دعائے مغفرت کسی غیر مومن کیلئے ہوسکتی ہے؟

ہماری کتبِ اہلسنت وجماعت میں ثقہ راویوں سے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل ہوا ہے قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَتْلَايَ وَقَتْلٰى مُعَاوِيَةَ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَرِجَالُهٗ وُثِّقُوْا ترجمہ؛۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اور امیر معاویہ کے درمیان لڑائی میں قتال کرنے والے اور

شہید ہونے والے سب جنتی ہیں اس روایت کو امام طبرانی نے ذکر کیا اور اس کے تمام راویوں کو ثقہ کہا گیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جز۱۵ ص ۳۰۳، مجمع الزوائد جز۹ ص ۳۵۷)

پس شرفِ صحابیت و جمل و صفین کے مقتولین کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی کا ایمان افروز اور حتمی فیصلہ مانیں۔

حضور حضرت سیدنا و مرشدنا حضور مجدد الف ثانی قُدِّسَ سِرُّہُ العَزِیز ترجمانِ حق ہیں۔ کیا کوئی ہے ایسا مجدد؟ کہ جس کے اصل نام کی بجائے زمانہ اور مورخ فخر سے انہیں ان کی شانِ مجددیت اور وہ بھی ,,الف ثانی" یعنی دو ہزار سال کے عرصہ پر محیط مجددیت کے لقب سے پکارنے میں نہ صرف فخر محسوس کریں۔ بلکہ مجدد الف ثانی ہونا ہی ان کی پہچان بن کر رہ جائے۔ آئیں! آپ کا ایمان افروز اور حتمی فیصلہ مان لیں: آپ ارشاد فرماتے ہیں:۔

,,اے بھائی! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اکیلے کا یہ معاملہ نہیں بلکہ آدھے کے قریب صحابہ کرام ان کے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں۔ لہٰذا اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑنے والوں کو فاسق و کافر کہا جائے تو دین کے بڑے حصے سے اعتماد اٹھ جائے گا کیونکہ دین ان حضرات کی تبلیغی کوششوں

سے ہی ہم تک پہنچا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثقہ سند سے جو احادیث مروی ہیں ان میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر معاویہ کے حق میں ہادی اور مہدی ہونے کی دعا مانگی ہے اور آقا و مولا ﷺ کی یہ دعا مقبول ہے؛ پھر فرمایا

,,اے بھائی! قصاصِ عثمان کے مطالبے کے لئے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما جو عشرہ مبشرہ اور جنتی ہیں وہ پہلے مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی انکے ساتھ اس بات میں موافقت کی۔ اس طرح جنگِ جمل ہوئی کہ جس میں تیرہ ہزار مسلمان شہید ہوئے اور حضرات طلحہ و زبیر جو کہ عشرہ مبشرہ میں تھے وہ بھی شہید ہو گئے۔ اس کے بعد پھر امیر معاویہ شام کی طرف سے آئے اور ان لوگوں کے ساتھ مل گئے جو قصاصِ عثمان کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جس کے نتیجے میں جنگِ صفین ہوئی۔

اے بھائی! ایسے موضوع اور مقام میں محفوظ ترین طریقہ یہی ہے کہ حضرات صحابہ کرام کے باہم اختلافات و جھگڑوں کے بارے میں چپ رہا جائے اور ان کے تنازعات کے ذکر کرنے سے کنارہ کشی کر لی جائے۔ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔ اِيَّاكُمْ وَمَا شَجَرَ بَيْنَ اَصْحَابِيْ خبردار! صحابہ کرام کے باہم جھگڑوں میں پڑنے سے بچو۔ حضور پُر نور ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے اِذَا ذُكِرَ اَصْحَابِيْ فَامْسِكُوْا ترجمہ؛ فرمایا جب میرے صحابہ کا معاملہ آئے تو خاموشی

اختیار کرو ۔ نیز آپ ﷺ کا ہی ارشادِ گرامی ہے کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ انہیں تم اپنے تیروں کا نشانہ نہ بناؤ امام شافعی نے کہا اور یہ قول حضرت عمر بن عبدالعزیز سے بھی منقول ہے فرمایا تِلْکَ دِمَآءٌ طَهَّرَ اللّٰهُ عَنْهَا اَيْدِيَنَا فَلْنُطَهِّرْ عَنْهَا اَلْسِنَتَنَا ترجمہ؛۔ فرمایا کہ اس خون سے جو جنگِ جمل وصفین میں بہا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو اس سے پاک رکھا لہٰذا ہمیں اس سے اپنی زبانوں کو بھی پاک رکھنا چاہئے۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی خطا کو بھی زبان پر نہ لانا چاہئے اور ان کا تذکرہ بجز خیر ہرگز نہ کرنا چاہئے (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۵۱)

جب ہم اسلاف کے یہ اقوال پڑھتے ہیں اور دوسری طرف مودودی کی خلافت وملوکیت پڑھتے ہیں تو حق اور باطل واضح ہو جاتا ہے۔ درحقیقت مودودی غیر ملکی اقتدار کے بنائے ہوئے نظامِ تعلیم کا پروردہ ہے کہ جس نے ہماری نسلوں سے ادب ختم کر کے رکھ دیا۔ جس سے نئی نسل کے سر ٹوپیوں اور پگڑیوں سے محروم ہو گئے۔ زبان سے ادب جاتا رہا اور نگاہوں سے حیا۔ ایسے مورخین کی بدولت ہی ہم اپنے ماضی کے احترام سے محروم ہو گئے کیونکہ ان کا تعلق کسی آستانۂ روحانیت سے نہ تھا۔ تصنیف تو اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ اسلام پر اعتماد کو بحال کرے لیکن اپنے ماحول میں خود دیکھیں کہ مودودی کی اس تصنیف سے کتنے لوگ اپنے مذہب وملت سے برگشتہ ہو کر صحابہ کرام کے احترام سے محروم ہو گئے؟ اس

مذکورہ تصنیف سے وہ غیر مفید اور ضرر رساں علم بر آمد ہوا کہ جس سے امام الانبیاء والمرسلین ﷺ پناہ مانگنے کا ان الفاظ میں حکم فرما رہے ہیں، فرمایا تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ (ابن ماجہ) ترجمہ:۔اس علم سے اللہ کی پناہ مانگو جو نفع نہ دے:۔ یا اللہ! تو گواہ رہ! ہم تیرے محبوب ﷺ کے حکم سے ایسی جملہ کتب سے پناہ مانگتے ہیں ۔اور تیرے محبوبِ عربی ﷺ کے لاڈلے مجدد الف ثانی کے فیصلے پر لبیک کہتے ہیں۔یا اللہ! ہمیں روزِ قیامت اپنے انہی پیاروں کی سنگت نصیب فرما کہ جن کی بیعت کر کے احترام کا حق حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ادا کیا اس ہستی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہمیں بھی احترام کرنے کی توفیق عطا فرما۔آمین ثم آمین!

کتبِ شیعہ سے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

عزت و آبرو کا احترام ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔کسی کی آبرو پر دست درازی جائز نہیں۔پھر یہ مذہب، اخلاق اور انسانیت کے قانون کی کون سی شق ہے کہ اللہ جن پر راضی ہونے کا اعلان کرے۔سیدِ عالم ﷺ کی مقدس صحبت جنہیں نصیب ہوئی ہو اور جن سے سورۃ الحدید میں اللہ کریم نے فتح مکہ سے قبل اور فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے تمام صحابہ کے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہو اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے دیگر ہم نوا صحابہ کہ جن کے ایمان و

صحابیت پر درج بالا قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بھی مہر تصدیق ثبت کر دیں اور پھر یہ کہ جن کی بیعت حسنین کریمین نے کی ہو اور ۴۰ تا ۶۰ ہجری بیس سال کا طویل عرصہ اس پر قائم رہے ہوں۔ اہلِ شیعہ کی معروف کتب

(۱) رجال کشی ص ۱۰۲ مطبوعہ کربلا، (۲) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۷۰ مطبوعہ تبریز تذکرہ امام حسن (۳) احتجاجِ طبرسی جلد دوم ص ۹ مطبوعہ نجف اشرف جدید (۴) جلاء العیون جلد اول ص ۳۹۵، ۴۰۳ مطبوعہ تہران طبع جدید (۵) الاخبار الطوال طبع بیروت ص ۲۲۰ (۶) مقتل ابی مخنف طبع نجف اشرف ص ۶؛ پر جملہ کتب میں واشگاف الفاظ میں حضرت سیدنا امام حسن وحضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا ثابت ہے۔ پھر اسے مشیتِ الٰہی کہیے کہ حسنین کریمین کی بیعتِ حضرت معاویہ کا عرصہ اتنا طویل ہے کہ کوئی عقل کا اندھا بھی اس بیعت کا انکار نہیں کرسکتا۔ ۴۰ ہجری کہ جب حسنین کریمین نے جناب امیر معاویہ کی بیعت کی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت ان کے سپرد کر کے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروائی تو اس وقت سے لے کر ۲۲ رجب ۶۰ ہجری تک، جو حضرت امیر معاویہ کی وفات کا دن ہے، اس دن تک تاریخ عالم میں ڈھونڈے سے بھی کہیں کسی

کو معرکۂ کربلا نظر نہ آے گا۔ اہل شیعہ کی کتاب الامامۃ والسیاسۃ ص ۱۶۴ مطبوعہ مصر طبع قدیم میں یہ بھی ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کرتے ہوئے اپنے لشکر والوں کو یہ بھی فرمایا کہ مجھے حضور مولا علی نے وصیت فرمادی تھی کہ خلافتِ حضرت امیر معاویہ ضرور قائم ہوگی۔ یہ اللہ کی اٹل تقدیر ہے؛

قارئین! بیس سال کا عرصہ کچھ کم نہیں ہوتا۔ اگر ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کا دن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کا ایک دن ہے تو اس سے متصل پہلے بیس سال بھی آپ کی ہی مبارک زندگی کا طویل عرصہ ہے۔ یہ کون سا انصاف ہے کہ ایک دن کو یاد رکھا جائے اور بیس سالوں کو بھلا دیا جائے۔؟ یا ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کا دن تو امام حسین کی شجاعت و بہادری کا دن مان لیا جائے اور بیس سال بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے طویل عرصہ کے بارے میں کہہ دیا جائے کہ نہیں! انہوں نے تو ڈر کر تقیہ کرتے ہوئے بیعت کیے رکھی۔ یہ عجیب منطق ہے اور وہ بھی سردارانِ جنت کے بارے میں۔ کیا یہ کہتے ہوئے تمہیں ڈر اور خوفِ خدا نہیں آتا کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ڈر کر بیعتِ امیر معاویہ کی تھی؟ ایک عام فہم آدمی بھی آپ سے سوال کرے گا کہ اس وقت ڈر کیا تھا؟ کیونکہ بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت تو لاکھوں وفا دار غلام ابھی موجود تھے۔ حضرت امام حسن ؓ پانچویں خلیفۂ راشد کے طور پر تسلیم کیے

جاتے تھے ۔ایک اشارے پر کئی گردنیں کٹانے پر تیار تھے۔ماننا پڑے گا کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے برضا ورغبت بیعت کی تھی ۔اور خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی تھی ۔اس ضمن میں حضور پُر نور نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک بھی ہر وقت ذہن میں رہنا چاہئے جو سنی شیعہ ہر کتب دونوں میں فضائلِ امام حسن میں موجود اور ثابت ہے ۔اہلِ شیعہ اپنی کتاب کشف الغمہ دیکھیں۔پورا حوالہ عرض ہے:۔

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ بَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ اِذْ صَعِدَ اِلَیْہِ الْحَسَنُ فَضَمَّہٗ اِلَیْہِ وَ قَالَ اِنَّ اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ وَّاِنَّ اللّٰہَ عَلَّہٗ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ عَظِیْمَتَیْنِ (کشف الغمہ ج اول ص ۵۴۶ مطبوعہ تبریز)

ترجمہ:۔ابی بکرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے خطبہ ارشاد فرمانے کے دوران یکا یک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ گئے تو آپ ﷺ نے انہیں سینے سے لگایا اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا؛

فرمانِ رسالت مآب ﷺ میں یہ الفاظ کہ؛ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا؛ ایسے الفاظ ہیں کہ جن سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ والے گروہ کی بھی اور حضرت امیر معاویہ والے گروہ کے ایمان اور

مسلمان ہونے کی خود زبانِ نبوت نے تصدیق فرمادی ہے اور صلح اور بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کر کے حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما نے اس کی تائید مزید فرمادی ہے۔ اب ہے کسی کو جرات؟ کہ اللہ کے محبوب جسے مومن فرمائیں! وہ اسے دائرۂ ایمان سے نکال سکے؟ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ زبانِ نبوت کا انکار کر کے ایسا بدبخت خود ہی مومن نہیں رہا۔ حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما جس ہستی کی بیعت فرمالیں اور تادمِ آخر بیس سال تک اس بیعت پر قائم رہے ہوں! کیا یہ دونوں ہستیاں غیر مومن کی بیعت کرسکتی تھیں؟ مناسب ہوگا کہ اس مختصر مگر جامع مضمون میں آپ بھی کتبِ شیعہ سے لفظ؛ بیعت؛ ملاحظہ فرمالیں تاکہ شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہ رہے

(۱) مروج الذہب للمسعودی جلد سوم ص ۷ مطبوعہ بیروت میں واضح الفاظ ہیں اَلْحَسَنُ بنُ عَلِیٍّ قَدْ بَایَعَ لِمُعَاوِیَةَ ترجمہ؛۔ تحقیق حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی بیعت کرلی ہے۔

(۲) رجال کشی ص ۱۰۲ مطبوعہ کربلا ذکر قیس بن سعد میں واشگاف الفاظ میں بیعت کرنے کا منظر بیان ہوا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور اپنے جملہ معتقدین کو لے کر شام پہنچے۔ ان کے شایانِ شان دربار لگایا گیا وَ اَعَدَّ لَهُمُ الْخُطَبَآءَ وَ قَالَ يَا حَسَنُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ

ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ترجمہ؛۔ ان کے لئے خطیب مقرر کئے گئے پھر کہا اے حسن! اٹھئے اور بیعت کیجئے وہ اٹھے اور بیعت کی پھر امام حسین کو کہا آپ اٹھئے! اور بیعت کیجئے تو انہوں نے بھی اٹھ کر بیعت کی

(۳) احتجاجِ طبرسی جلد دوم ص ۹۔ مطبوعہ نجف اشرف جدید میں علامہ طبرسی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے کچھ نام نہاد محبین کا ذکر کرتے ہوئے لکھا دَخَلَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَلَامَهُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَيْعَتِهِ ترجمہ:۔ تو کچھ لوگوں نے آکر ان کے بیعت کر لینے پر امام حسنؓ کو ملامت کی؛۔ ان الفاظ سے یہ حقیقت بہرحال طشت از بام ہو جاتی ہے کہ حضرات حسنین کریمین کا بیعتِ امیرِ معاویہ کرنا شیعہ آج تک نہیں جھٹلا سکے۔

(۴) اسی طرح جلاء العیون جلد اول ص ۴۰۳ مطبوعہ تہران جدید تذکرہ امام حسن رضی اللہ عنہ میں ہے،، بعض ملامت کردند اورا بہ بیعت معاویہ؛ افسوس! کہ فارسی نسخہ جلاء العیون میں صراحۃً لفظ بیعت موجود ہے لیکن شیعہ مترجم سید عبدالحسین شیعی نے اردو مترجم جلاء العیون میں جلد اول ص ۴۱۸ پر اس کا ترجمہ صلح کیا ہے۔

(۵) اہلِ شیعہ کی مشہور ترین کتاب مقتل ابی مخنف میں ہے کہ ایک سلیمان نامی شخص نے آکر کہا يَا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنَّا مُتَعَجِّبُوْنَ مِنْ

بَيْعَتِكَ لِمُعَاوِيَةَ ترجمہ:۔ اے اللہ کے رسول کی بیٹی کے بیٹے! ہم آپ کے بیعتِ معاویہ کرنے پر بہت متعجب ہوئے ہیں (مقتل ابی مخنف ص ۳،۲ مطبوعہ مکتبہ حیدریہ نجف اشرف ۱۳۷۵ہجری)

(۶) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۷۱ طبع تبریز میں سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا فرمانِ گرامی ہے قَدْ بَايَعْتُهُ ترجمہ:۔ "تحقیق میں ان کی بیعت کر چکا ہوں"۔

قارئین حضرات! حوالہ ۳ تا ۶ بھی خود کتبِ اہل شیعہ سے ہیں۔ ہم یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا امام حسنؓ کو بیعتِ معاویہ کرنے پر ملامت کرنا اور اس پر راضی نہ ہونا خود امام حسنؓ سے بغاوت نہیں؟ یقیناً ہے جس پر آج تک شیعہ قائم ہیں۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلِ شیعہ کے نزدیک امام معصوم ہیں اور ان کی اطاعت ہر حال میں واجب ہے۔ پھر کیوں اہلِ شیعہ بیعتِ امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں آج تک صدقِ دل سے امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہیں؟ میں ہر محبِ امام حسن کو دعوتِ فکر دیتا ہوں کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کی جو تمام کتبِ شیعہ سے باحوالہ یہاں درج کر دی گئی ہے۔۔۔۔۔ آفرین ہے۔ شیر خدا کے شیروں پر۔ کہ جن کے گھرانے کے پاک ہونے کا اللہ اعلان کرے۔ ان کی سوچ یہ ہے کہ ہم پاک ہیں۔ ہم حق ہیں۔ ہم صرف پاک اور اہلِ حق لوگوں کی بیعت ہی کر سکتے ہیں۔ حضرت مولا علی رضی

اللہ عنہ کے پاک ہاتھوں نے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہم جیسے پاک اور اہلِ حق ہستیوں کے پاک ہاتھوں پر بیعت کی۔ فرمان نبوی ﷺ ہے حق علی کے ساتھ ساتھ ہے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے جنکی بیعت کی ان کو حق جان کر ان کی بیعت کی لہٰذا جو بیعتِ علی کے باوجود خلفاءِ راشدین کا منکر ہے وہ حضور مولا علیؓ کا منکر ہے۔ اور جو باوجود حسنین کریمین کے بیعت کرنے کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا منکر ہے وہ مولا علی رضی اللہ عنہ کے شہزادگان حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا منکر ہے۔ اہلِ شیعہ اگر کہیں کہ حسنین کریمین نے تقیہ کرتے ہوئے بیعتِ امیر معاویہ کی تھی۔ انشاءاللہ ہم ابھی اس کا بھی تجزیہ کریں گے لیکن سرِ دست گذارش ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بیس سال اس بیعت پر قائم رہے۔ شیعوں نے لاکھ جتن کئے لیکن مولا علی کے بیٹے شجاع تھے۔ کسی نام نہاد محبّ کی پرواہ نہیں کی۔ کسی سازش اور جال میں نہیں پھنسے۔ بلکہ میں اخبار الطوال سے اب وہ حوالہ پیش کرتا ہوں کہ جس میں بیعتِ حسنینؓ بھی ثابت ہے اور پاس رہ کر نہ ماننے والے نام نہاد محبین کو شجاعت بھرا جواب بھی موجود ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا؛۔

(۷) اِنَّا قَدْ بَایَعْنَا وَ عَاھَدْنَا وَلَا سَبِیْلَ اِلٰی نَقْضِ بَیْعَتِنَا

ترجمہ؛۔ ہم تحقیق بیعت کر چکے لہٰذا ہمارے اس بیعت کے توڑنے کا کوئی

راستہ اور صورت ہی نہیں ہے۔

(الاخبار الطوال طبع بیروت ص ۲۲۰ تذکرہ زیاد)

(۸) اب اہلِ شیعہ کے مجتہد اول ابو مخنف کا حوالہ سنیں کہ حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھتے ہیں کہ جس سے آپ کا یہ عزم ظاہر ہوتا ہے کہ میں کٹ تو سکتا ہوں لیکن آپ کی بیعت نہیں توڑوں گا ملاحظہ ہو، آپ فرماتے ہیں:۔ وَمَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ اَنْقُضَ عَھْدًا عَھِدَہٗ اِلَیْکَ اَخِی الْحَسَنُ ترجمہ:۔ فرمایا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ آپ سے کیا گیا وہ عہد توڑوں جو میرے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ سے کیا تھا۔

(مقتل ابی مخنف صفحہ ۶ طبع نجف اشرف، در مقدمہ)

قارئین حضرات! ہمارے نزدیک حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بیس سال تک یہ بیعتِ معاویہ رضی اللہ عنہ خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابیِ رسول، صاحبِ ایمان، جنتی اور آپ کی حکومت وسلطنت کے حق ہونے کو ثابت کرتی ہے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سب کچھ لٹا دینا لیکن یزید پلید اور لعین کی ایک دن کے لئے بھی بیعت نہ کرنا خود یزید کو بے ایمان، جہنمی، بدکردار اور اس کے باطل ہونے کو ثابت کرتی ہے۔ یہ کون سی بات ہے جو اہلِ شیعہ کو آج تک سمجھ نہیں آسکی! ہم کہتے ہیں مقتل ابی مخنف

ص ٦ ملاحظہ کریں ۔حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہر سال دس لاکھ دینار مع تحائف وانعامات آتے رہے اور آپ قبول کرتے رہے۔کیا کہیں گے یہاں؟ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کہ آیۂ تطہیر جن کے حق میں اتری ہو وہ دس لاکھ تو ہر سال کجا۔ باطل اور باغی حکومت کی طرف سے تو ایک دینار اور ایک لقمہ تک ہدیہ قبول نہیں کرسکتے اور نہ ہی ان کے پاک شکم میں حرام کا ایک لقمہ تک جا ہی سکتا ہے اگر حضرت سیدنا امیر معاویہؓ پر انگلی اٹھے گی تو اندازہ کریں حسنین کریمین کے بیس سال تک لنگر شریف کے بارے میں کیا سوچیں گے۔ اللہ کریم اہلِ بیت پاک کے بارے میں بری سوچ سے محفوظ فرمائے۔آمین!

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پر تقیہ کرتے ہوئے بیعتِ معاویہ کرنے کے الزام کا مبنی برحق تجزیہ

محض خوفِ رکھنے والوں کے لئے اور اپنی آخرت کو بچانے والوں کے لئے ابھی ہم پارہ ۲۷ رکوع ۱۷ سورہ الحدید سے کل صحابہ کرام کے جنتی ہونے کے متعلق آخری بات کے طور پر خود اللہ عزوجل کا فیصلہ درج کریں گے لیکن اس سے پہلے حسنین کریمین سردارانِ جنت رضی اللہ عنہما کے متعلق اس بے ادبی کی انتہا دیکھیں کہ بیس سال تک نعوذ باللہ انہوں نے تقیہ کرتے ہوئے

بیعتِ امیر معاویہ کئے رکھی۔ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے شیروں کے متعلق یہ خیال کیوں اور کیسے آیا؟ ظاہر ہے اہلِ سنت وجماعت تو نہیں یہ کہتے اب شیعہ ہوں یا تفضیلی کہلانے والے سنی نما شیعہ ہوں۔ جو بھی، حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق ایسا خیال کریں اور جب بھی کریں۔ اسی وقت بے ایمانی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ کیونکہ یہ سیدھی سیدھی سردارانِ جنت کی گستاخی ہے۔ چلیں یہ سطور پڑھتے ہوئے آپ اپنے اردگرد ہی دیکھیں۔ شرط یہ ہے کہ کوئی معزز اور جرات مند اور کردار کا کھرا آدمی آپ کے پاس بیٹھا ہو۔ اسے صرف اتنا کہیں کہ بھائی صاحب! تم اوپر سے کچھ ہو اور اندر سے کچھ اور ہو۔ تمہارا ظاہر و باطن ایک نہیں۔ تم تو بیس سال تک باطل اور طاغوتی قوتوں کے سامنے دبے رہے اور فلاں کام میں اپنا اندر چھپائے رکھا تو اگر وہ معزز آدمی جرات مند ہے۔ اور کردار کا کھرا ہے تو ضرور وہ آپ سے کہے گا کہ اس کا مطلب ہے کہ اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ کہہ کر تم نے مجھے منافق کہا ہے۔ بیس سال تک اندر چھپائے رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ تُو نے مجھے ابن الوقت سمجھا۔ ڈرپوک سمجھا۔ مفاد پرست سمجھا۔ باطل سے دب جانے والا سمجھا۔ حلال خون ہوا تو طیش میں آئے بغیر نہیں رہے گا۔ ایمان کے تین درجوں میں سے جس درجے پر بھی وہ ہوا یا تو ہاتھ سے تجھے جواب دے گا یا زبان سے تجھے خاموش کرے گا۔

یہ دونوں نہیں تو تیسرا پہلو فطری ہے کہ ساری زندگی دل میں تجھے ضرور برا سمجھے گا۔

بلا تمثیل و مثال ذرا سوچیں! بالکل یہی کچھ حضرت سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق تم کہہ رہے ہو جب کہتے ہو کہ انہوں نے تقیہ کرتے ہوئے بیعتِ امیر معاویہ کی تھی۔ میں یہ فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں اور اپنی طرف سے لفظ ,,تقیہ: کے بارے میں صرف خوفِ خدا دلانے کے لئے اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ اس ؛تقیہ: کو آپ جو بھی معنی پہنالیں اس سے منافقت، بزدلی، ابن الوقت ہونے، ڈرپوک ہونے اور کردار کے لحاظ سے مصلحتِ وقت کا شکار ہونے کی بُو ضرور آئے گی۔ بلکہ مزید سادہ الفاظ میں ہماری عام بولی میں ایسے ہی آدمی کو کردار کے لحاظ سے دو نمبر ہونے کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے تقیہ تو نسب پر بھی بدنما داغ ہے کہ اس سے اگلی نسلوں کو طعنے سننے پڑتے ہیں۔ تقیہ خاندانی وقار کے بھی منافی ہے اور ذاتی نجابت و شرافت کو ختم کر دیتا ہے۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ جس پر آپ لفظ ,,تقیہ: لاگو کریں گے درحقیقت اس سے آپ اس کے ذاتی فضائل کی مکمل نفی کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ تقیہ کی بھیانک تصویر ہے جس کو تم سردارانِ جنت پر چسپاں کرنے پر بضد ہو۔ یہ آپ سے محبت ہے یا آپ کی گستاخی؟ فیصلہ آپ پر ہے۔ اے اللہ! تُو عَلٰی کُلِّ شَيْءٍ قَدِیْر ہے ہمارے ماحول کو اس سوچ سے پاک فرمادے یا اللہ! ہمیں سردارانِ جنت

پر ایسا الزام سننے سے بھی محفوظ فرما آمین ثم آمین!

آئیں! صحابہ کرام کے بارے میں اللہ کریم کا فیصلہ مان لیں اور آخرت برباد نہ کریں

ہم نے اس مختصر مضمون میں بتایا ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کے لئے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا۔ جمیع مخلوق میں دوسروں کے بارے میں آپکے فیصلے نہ ماننے والوں کے لئے اللہ اپنی قسم اٹھا کر ان کے مومن ہونے کا انکار فرماتا ہے پھر ان کا ایمان کیسا؟ کہ جو ان فیصلوں کو بھی نہیں مانتے جو سید عالم ﷺ نے خود اپنی ذات بابرکات کے بارے میں کیئے۔ پس آپ کی بیویوں کو، آپ کے سسرال کو؛ آپ کے دامادوں کو، آپ کی اولادِ پاک کو، اہلبیت پاک کو، پنجتن پاک کو اور شہزادگان سردارانِ جنت کو (جو سب صحابی ہیں) ان سب کو ماننا پڑے گا۔ انہی میں سے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے سالے بھی ہیں، کاتبِ وحی بھی ہیں اور جنگِ جمل وصفین کے بعد قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں سے بہ فرمانِ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ آپ صحابی بھی ہیں اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پرست پر جو بیعت کی اس نے تو آپ کے صحابیِ رسول ہونے صاحبِ ایمان ہونے، حق پر ہونے اور جنتی ہونے پر مہر لگا دی۔ کل صحابہ جنتی ہیں اور آپ بھی

جنتی ہیں اگر اور کچھ سمجھ میں نہ آئے تو اللہ کریم کا فیصلہ ہی مان لیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں؛۔

لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ط اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ط وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ☆ (پ ۲۷ ع ۱۷ سورہ الحدید)

ترجمہ؛۔ تم میں سے جس نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ اور جہاد کیا وہ برابر نہیں ہوسکتا ایسے لوگوں کے جنہوں نے بعد فتح خرچ کیا اور جہاد کیا، بعد میں انفاق اور جہاد کرنے والوں سے پہلوں کے درجے زیادہ ہیں اور اللہ نے سب صحابہ سے جنت کا وعدہ کرلیا ہے اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے؛

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں اگرچہ لفظ جنت موجود نہیں بلکہ؛ اَلْحُسْنٰی ؛ہے لیکن اَلْحُسْنٰی سے مراد جنت اور اس کا ثواب ہے ۔اس پر تمام شیعہ سنی تفاسیر متفق ہیں۔اہلِ شیعہ کے تفسیر کے امام صاحبِ تفسیر مجمع البیان نے جلد پنجم ص ۲۳۲ پر اَلْحُسْنٰی کی تفسیر اَیْ اَلْجَنَّةَ وَالثَّوَابَ فِیْھَا سے ہی کی ہے۔ دوسرے شیعہ مفسر فتح اللہ کاشانی نے تفسیر منہاج الصادقین جلد نہم ص ۱۷۱ پر یہی تفسیر کی ۔ اس آیتِ کریمہ کی روشنی میں ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو دیکھتے ہیں تو جیسا کہ اس مضمون میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ

آپ صحابی ہیں لٰہذا جنتی ہیں۔ آپ کا صحابی ہونا اور جنگِ جمل وصفین کے بعد وقتِ وصال تک صحابی ہونا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے نزدیک ایک متفق علیہ امر ہے تو اب آپ کے صحابی اور جنتی ہونے سے انکار کرنے والے کے بارے میں جیسا کہ اوپر حوالہ گذرا ایسا شخص اہلِ شیعہ کی معتبر ترین کتاب جامع الاخبار ص۱۸۳ فصل ۱۲۵ مطبوعہ نجف اشرف کے مطابق یا تو کافر ہے یا پھر کوڑوں کی سزا کا مستحق ہے۔ یا اللہ کریم جل جلالہ! اس مضمون کو ہر پڑھنے والے کے لئے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم کے صدقہ اور وسیلہ جلیلہ سے ہدایت کا ذریعہ بنا آمین ثم آمین! وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ☆ ﴿بحکم قبلۂ عالم حضرت صاحب﴾ ☆

باب پنجم

"ڈرو اس وقت سے جو ہے آنے والا"

یعنی وہ کفریات جن سے اہل شیعہ کو فوراً توبہ کرنی چاہیئے

1۔ قرآن مجید کو ناقص کہنا کفر ہے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

"روافض زمانہ بہت سے عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں ان کے عالم و جاہل مرد و عورت، چھوٹے بڑے، سب گرفتار ہیں۔

اول (ا) یہ کہ کوئی کہتا ہے کہ اس قرآن مجید سے کچھ سورتیں امیر المومنین حضرت عثمان غنی

ذوالنورین یا دیگر صحابہ یا اہلسنت نے (نعوذ باللہ) گھٹا دیں۔ (ii) کوئی کہتا ہے کچھ لفظ بدل دیئے۔ (iii) کوئی کہتا ہے یہ نقص و تبدیل اگر چہ یقیناً ثابت نہیں محتمل ضرور ہے۔ (رد الرفضہ)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کتب شیعہ کے گہرے مطالعہ کا نچوڑ پیش کیا ہے۔ ہمارے دربار شریف سے چھپنے والی عقائد جعفریہ جلد سوم میں صفحہ ۱۰۱ تا ۶۲۱ یعنی سوا پانچ سو صفحات پر بکھرے ہوئے سینکڑوں کتب شیعہ سے تحریف قرآن کے دلائل اور ثبوت مہیا کیے گئے ہیں انتالیس ۳۹ کتابوں کی مع نام مصنفین فہرست دی گئی ہے۔ جو شیعہ متقدین ومتاخرین علماء نے تحریف قرآن پر مستقل کتب کی حیثیت سے تصنیف کیں۔ اہل شیعہ کا کون سا چھوٹا یا بڑا ہے جو اپنے مذہب کی اہم ترین تصنیف انوار نعمانیہ اور اس کے مصنف سید نعمت اللہ الجزائری سے واقف نہ ہو؟ وہ لکھتا ہے کہ

"حضرت علی نے صحابہ سے کہا آج کے بعد تم قرآن کو نہ دیکھو گے اور نہ ہی میرے بیٹے امام مہدی کے ظہور تک کوئی اور اسے دیکھ سکے گا۔" (انوار نعمانیہ ج ۲ ص ۳۶)

تحریف قرآن میں اہل شیعہ سے مرفوع مرویات از ائمہ موجود ہیں۔ اور وہ بھی دو ہزار سے زائد جن کا انکار ان کے لیے ممکن نہیں جو اصول کافی سے لے کر ان کی ہر تفسیر اور حدیث کی کتاب میں بکھری پڑی ہیں۔ مراۃ العقول میں ملا باقر مجلسی یہاں تک لکھتا ہے کہ :۔

وعندی ان الاخبار فی هذا الباب متواترة معنی وطرح جمیعها یوجب رفع الاعتماد عن الاخبار اسابل ظنی ان الاخبار فی هذا الباب لا یقصم عن الاخبار الامامیة فکیف یثبونها بالخیره

ترجمہ: میرے نزدیک تحریف قرآن کی روایات معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں۔ اور ان تمام روایات کو ترک کرنے اور بے اعتبار سمجھنے سے پورا فن حدیث بے اعتماد ہو جائے گا۔ بلکہ میرے علم کے مطابق تحریف قرآن کی روایات مسئلۂ امامت کی روایتوں سے کم نہیں۔"

قارئین! زیادہ دور نہ جائیں! دیباچہ "مقبول ترجمہ" کے صفحہ نمبر ۳۳ پر موجود ہے۔ "نیز تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ قرآن مجید کی آئتیں تو بہت سی گرادی گئی ہیں مگر جو زیادہ کیا گیا ہے وہ کہیں کہیں کوئی حرف بڑھا دیا گیا اور اس میں زیادہ تر کاتبوں کی خطا ہے۔"

کچھ بھولے اہل سنت و جماعت کو شک گذرتا ہے کہ اگر مانتے نہیں تو پھر شیعہ یہی قرآن کیوں پڑھتے ہیں؟ تو اس کا جواب خود شیعہ علماء نے دیا ہے چنانچہ ترجمہ مقبول صفحہ ۴۷۹ پر موجود ہے۔

"ہم اپنے امام کے حکم سے مجبور ہیں کہ جو تغیر یہ لوگ کر دیں تم اس کو اس کے حال پر رہنے دو اور تغیر کرنے والوں کا عذاب کم نہ کرو۔ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو اصل حال سے مطلع کر دو قرآن مجید کو اس کی اصل حالت پر لانا جناب امام مہدی کا حق ہے۔"

واضح رہے کہ ترجمہ مقبول شیعوں کے بارہ مجتہدوں کا تصدیق شدہ ہے۔ میں اہل علم کو دعوت دوں گا کہ جامعہ رسولیہ شیرازیہ عقب حضرت داتا گنج بخش لاہور سے عقائد جعفریہ جلد سوم منگوا کر ضرور مطالعہ کریں تحریف قرآن کے سلسلے میں اہل شیعہ کے ہزاروں حوالے اور ایک

سے ایک بڑھ کر آپ کو ملے گا۔ آج تک عدم تحریف کے قائل صرف چار شیعہ علماء گذرے ہیں۔

۱۔ شیخ صدوق متوفی ۳۸۱ ھجری

۲۔ علامہ ابو علی طبرسی متوفی ۵۴۸ ھجری

۳۔ سید شریف مرتضیٰ علم الہدیٰ م ۴۳۶ ھجری

۴۔ ابو جعفر طوسی م ۴۶۰ ھجری

آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ان چاروں کا دور ۳۰۰ ھجری سے لے کر ۵۴۸ ھجری تک ہے۔ پہلی تین صدیاں اور ۵۴۸ ھجری کے بعد سے لے کر آج تک ہر شیعہ مجتہد مصنف، ذاکر، تحریفِ قرآن کے قائل ہونے کی مرض میں مبتلا ہے۔ جو کہ صریحاً کفر ہے۔

اب میں تحریفِ قرآن کے عقیدہ کی تردید ردالرفضہ سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں شائد کوئی پڑھ کر عقل کے ناخن لے اور اللہ کے پاک کلام سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے باز آجائے۔ ورنہ امرِ واقعہ تو یہی ہے کہ اس فرقہ سے نہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ تبدیل ہونے سے بچ سکا، نہ اذان، نہ نماز اور نہ پورے کا پورا دین۔

بہر حال ملاحظہ ہو اس عقیدہ کی تردید:۔

"اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدل یا کسی طرح کے تصرفِ بشری کا دخل مانے یا اسے محتمل (ممکن) جانے بالا جماع کافر مرتد ہے۔ کیونکہ وہ صراحتاً قران عظیم کی تکذیب کر رہا ہے۔ (۱) اللہ عزوجل سورۃ حجر میں فرماتے ہیں۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ بے شک ہم نے یہ قرآن اتارا اور بے شک بالیقین ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (۲) سورۃ حٰم السجدہ میں فرمایا لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ۔ ترجمہ: باطل کو اس کی طرف بالکل راہ نہیں نہ سامنے سے نہ پیچھے سے۔

دوم: فرض کریں کوئی رافضی ان کھلے کفروں سے خالی الذہن بھی ہو تو بھی اپنے مجتہدوں کے فتاویٰ کے قبول کرنے سے اسے چارہ نہیں ہوتا۔ اور بفرض باطل یہ بھی مان لیجئے کہ کوئی رافضی ایسا نکلے جو اپنے مجتہدین کا فتویٰ بھی نہ مانے (جو انہوں نے تحریف و تبدیل و زیادت و نقص قرآن میں دیئے ہیں۔ جیسا کہ انکے چار شیعہ علماء محققین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔) تو کم از کم اتنا یقیناً ہوگا کہ ان کفروں کی وجہ سے وہ اپنے ان اسلاف مجتہدین کو کافر نہ کہے گا۔ بلکہ انہیں اپنے دن کا عالم و پیشوا و مجتہد ہی جانے گا۔ اور جو کسی کافر منکر

ضروریات دین کو کافر نہ مانے وہ خود کافر و مرتد ہے جیسا کہ شفا شریف صفحہ 362 پر ہے۔

قرآنی فرمان الٰہی اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْن ۔ کہ "ہم ہی اس قرآن مجید کے محافظ ہیں" کے تحت یہ ضروریات دین سے ہے کہ مانا جائے کہ موجودہ قرآن مجید وہی قرآن مجید ہے جو اللہ رب العزت نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا اس کا ہر نقص و زیادت و تغیر و تحریف سے محفوظ رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے خود وعدہ کیا ہے۔

بعض اہل شیعہ سے یہ آیت مبارکہ ذکر کی گئی تو کہنے لگے اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْن کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کو مسلمانوں سے محفوظ رکھیں گے یعنی انہیں اس کا سایہ تک بھی نہ دکھائیں گے اور اصل قرآن امام غائب غار میں لئے بیٹھے ہیں کیا عجب استدلال ہے؟ اور بعضوں نے اس سے بڑھ کر تاویل نکالی ہے کہ قرآن اگرچہ کتنا ہی بدل جائے مگر علم الٰہی ولوح محفوظ میں تو بدستور باقی ہے۔ یہ اس سے بھی بڑھ کر عجیب تاویل ہے؟ جاہلو! علم الٰہی میں تو کوئی شے بھی نہیں بدل سکتی پھر اکیلے قرآن کی کیا خوبی نکلی؟ توریت وانجیل کی تحریف تو درکنار کسی عام مصنف کی تحریر میں کوئی تغیر و تبدل کرلیا جائے تو علم الٰہی اور لوح محفوظ ہیں تو اس کا یقیناً بدستور باقی رہنا اظہر من الشمس ہے۔ ایسی تاویلیں سن لی جائیں تو اسلام وایمان درہم برہم ہو جائیں گے۔ یہ ایسی ہی تاویل ہے جیسے نیچری مذہب والے آسمان کو بلندی، جبریل و ملائکہ کو قوت خیر۔ ابلیس و شیاطین کو قوتِ بدی، حشر و نشر و جنت و دوزخ کو محض روحانی نہ کہ جسدی ہونے پر تاویل کرلیا کرتے ہیں۔ ایسے تو پھر بت پرست لا الہ الا اللہ کو بھی تاویل کر لیں گے کہ یہ افضل و اعلیٰ میں حصر ہے یعنی خدا کے برابر ایک دوسرا خدا ہے لیکن جو اصل خدا ہے وہ سب دوسروں سے بڑھ کر خدا ہے نہ یہ کہ دوسرا خدا ہی نہیں"۔ ("امام احمد رضا اور مذہب شیعہ" کا خلاصہ)

(2) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ میں تبدیلی کا کیا جواز؟

آج اہل شیعہ کا کلمہ یوں ہے ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلُ اللّٰہِ'' جب کہ کوئی جاہل سے جاہل بھی اس بات کا انکار نہیں کرے گا کہ یہ کلمہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم لے کر نہیں آئے کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اور پڑھائے ہوئے کلمے کو بدلنا کوئی ضروری تھا؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کلمہ پڑھایا تھا وہ پورا تھا یا ادھورا؟ یہ عام فہم سا سوال ہے اگر ہو سکے تو شیعہ برادری حضرت امام جعفر صادق والا کلمہ شریف ملاحظہ کرے۔

(1) اِلٰھِیْ لَئِنْ اَمَرْتَ بِیْ اِلَی النَّارِ لَاُخْبِرَنَّ اَھْلَھَا اِنِّیْ کُنْتُ اَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (حلیۃ الابرار جلد دوم ص 141، الباب الثالث مطبوعہ قم)

ترجمہ: آپ فرماتے ہیں کہ اے اللہ کریم! اگر تُو نے مجھے دوزخ میں جانے کا حکم دیا تو میں اہل دوزخ کو یہ ضرور بتاؤں گا کہ میں جو کلمہ شریف دنیا میں پڑھا کرتا تھا وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔

(2) حیات القلوب تصنیف ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری ج ۲ ص ۱۸۲ باب پنجم مطبوعہ لکھنو قدیم میں ہے کہ حضرت خدیجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے وقت تمام کائنات کی اشیاء نے یہی اصلی کلمہ پڑھا ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ''

(3) مجالس المومنین کی عبارت کا ترجمہ بلفظہ ملاحظہ ہو:۔

''اول یہ کہ اسلام کا دارومدار دو گواہیوں پر ہے یعنی پہلی گواہی اس بات کی کہ اللہ وحدہٗ لا شریک ہے اور دوسری گواہی نبی پاک کی رسالت کی۔ ان دونوں گواہیوں کیلئے استعمال شدہ الفاظ کی تعداد بالکل برابر ہے یعنی ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' میں سے توحید و رسالت دونوں کیلئے بارہ بارہ حروف ہیں۔ (مجالس المومنین جلد اول ص 20 در تعریف مطلق شیعہ مطبوعہ تہران)

(4) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا

"لَوَائِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَكْتُوبٌ عَلَيْهِ ثَلٰثَةُ اَسْطُرٍ اَلْاَوَّلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالثَّانِيْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالثَّالِثُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه.

ترجمہ قیامت کے روز میرے جھنڈے پر تین سطریں لکھی ہوں گی پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، دوسری سطر الحمد اللہ رب العالمین اور تیسری سطر میں کلمہ شریف لکھا ہوگا جو ایسے ہو گا۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**

(5) یہ واقعہ اہل شیعہ کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں قبول اسلام کیلئے مکہ پہنچا تو میری ملاقات فرداً فرداً مختلف مقامات پر حضرت حمزہؓ، حضرت جعفر طیارؓ اور حضرت مولا علیؓ سے ہوئی تو ہر ایک سے میں نے پوچھا کہ اسلام میں داخل ہونے کیلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کیا پڑھائیں گے؟ تو ان تینوں ہستیوں میں سے ہر ایک نے مجھے فرمایا کہ تجھے کلمہ شریف **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھائیں گے چنانچہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ نے مجھے یہی کلمہ شریف **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھایا۔ (فروع کافی جلد ۸ کتاب الروضہ ۲۹۸ مطبوعہ تہران، حیات القلوب ج ۲ ص ۱۳۲ ۱۱باب ششم)

اندازہ فرمائیں یہ واقعہ اہل شیعہ کی معتبر ترین کتب میں موجود ہے۔ ہم یہ سوال پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم، مولا علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت جعفر طیارؓ تو یہی کلمہ پڑھا کر لوگوں کو مسلمان کریں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی کلمہ شریف پڑھا کر سب کو مسلمان کریں۔ کیا ان کا کلمہ ادھورا تھا یا پورا؟ اگر پورا تھا تو اہل شیعہ نے دین کی بنیاد زیادتیِ الفاظ سے خود منہدم کی۔ یہ بڑی بنیادی بات ہے اور اہلِ شیعہ کے بار بار سوچنے کی ہے۔

(6) اصول کافی سے حضرت امام جعفر صادقؒ کا فرمان ہو تو اہل شیعہ کے پاس فرار کی

کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

"عَنْ عجلان ابی صالح قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَوْقِفْنِیْ عَلٰی حُدُوْدِ الْاِیْمَانْ فَقَالَ شَہَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

(اصول کافی ج2 ص18 کتاب الایمان مطبوعہ تہران)

ترجمہ: عجلان ابی صالح کہتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق سے عرض کیا مجھے ایمان کی حدود سے تو واقف فرمادیں۔ فرمایا یہ کہ تو گواہی دے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں"۔ بنیاد ایمان کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

(7) میں ہر شیعہ اور شیعیت دہ افراد سے کہوں گا کہ موت نے آنا ہے اور ضرور آنا ہے اپنے جاہل ذاکروں اور مولویوں سے کبھی قسم دے کر ضرور پوچھیں کہ ائمہ اہل بیت کون سا کلمہ پڑھتے تھے؟ اور یہ کہ مرتے وقت کون سا کلمہ کام آئے گا کیا شیعوں والا نیا خود ساختہ کلمہ یا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ والا اصلی کلمہ شریف؟ آئیں! میں آپ کی صحاح اربعہ سے دکھاتا ہوں کہ

"امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ ملک الموت جان کنی کے وقت تلقین کرتا ہے کہ پڑھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص82 فی غسل میت)

میری مخلصانہ گزارش ہے کہ آج ہی توبہ کریں اور اصلی کلمہ اسلام لا الـہ الا الـلـہ محمد رسـول الـلـہ کو ایمان کی بنیاد بنائیں جو مرتے دم بھی کام آئے گا انشاء اللہ بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

(3) غیر انبیاء کو انبیاء علیہم السلام سے افضل کہنا کفر ہے۔

تمام اہل اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ غیر انبیاء کو انبیاء علیہم السلام سے افضل کہنا کفر ہے لیکن اس کے برعکس اہل شیعہ کا عقیدہ سمجھ سے بالاتر ہے کہ ائمہ اہل بیت کو نبیوں سے افضل کیوں

مانتے ہیں بلکہ پھر اس کو اپنے مذہب شیعہ کی بنیاد اور ضروریات میں سے قرار دیتے ہیں۔

(1) حیات القلوب جلد ۳ کے صفحہ ۲ پر شیعوں کا مجتہد اعظم ملا باقر مجلسی لکھتا ہے

"مرتبہ امامت بالاتر از مرتبہ پیغمبری است"

ترجمہ امامت کا درجہ نبوت ورسالت سے بلند ہے

(2) دور حاضرہ میں مذہب شیعہ کی علامت ان کا امام خمینی اپنی کتاب الولایۃ التکوینیہ

ص 52 پر رقمطراز ہے

"وَاِنَّ مِنْ ضَرُوْرِيَاتِ مَذْهَبِنَا اِنَّ لِاَ ئِمَّتِنَا مَقَاماً لَا يَبْلُغُهٗ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَّلَانَبِيٌّ مُرْسَلٌ"

ترجمہ: "اور ہمارے مذہب شیعہ کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے یہ بھی عقیدہ ہے کہ ہمارے ائمہ کو وہ مقام اور مرتبہ حاصل ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل بھی نہیں پہنچا"

تردید:

اس عقیدہ کی تردید میں خود کتب شیعہ سے حضرت سیدنا امام محمد باقرؒ کا ایک فرمان درج کرنا کافی سمجھتا ہوں

"عَنْ اَبِىْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ قَالَ بِاَنَّنَا اَنْبِيَاءُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ مَنْ شَكَّ فِىْ ذَالِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ (رجال کشی ص 255 مطبوعہ کربلا)

ترجمہ: "حضرت امام محمد باقر نے فرمایا جو ہمیں نبی کہے (یعنی نبیوں جیسا ہمیں سمجھے اور ان کے برابر کا مقام دے) اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو اس میں شک لائے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہو"

(4) شیعوں کی شانِ صحابہ میں ایسی گستاخی کہ جو کفرِ صریح ہے

شیعوں کی شان صحابہ میں وہ گستاخی جو کفر صریح ہے درج ذیل ہے۔

"قَالَ کَانَ النَّاسُ اَھْلُ الرِّدَّۃِ بَعْدَ النَّبِیِّ اِلَّا ثَلٰثَۃٌ فَقُلْتُ وَ مَنِ الثَّلَاثَۃُ؟ فقال المقداد بن الاسود ،ابو ذر الغفاری ،سلمان فارسی

ترجمہ: "شیعوں کے امام نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد تین آدمیوں کے سوا سب مرتد ہو گئے میں نے پوچھا وہ تین کون ہیں کہا مقداد بن الاسود، ابوزر غفاری اور سلمان فارسی" (اہل شیعہ کی معتبر ترین کتب (1) رجال کشی ص 12 مطبوعہ کربلا (2) تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین (3) احتجاج طبرسی جلد اول ص 113 مطبوعہ نجف اشرف طبع جدید حیات القلوب ج 2 ص 1083 از ملا باقر مجلسی)

قارئین نقل کفر، کفر نباشد کی اجازت کے تحت یہ روایت بندہ نے دل پر پتھر باندھ کر نقل ہے کیونکہ اس عبارت سے بڑھ کر کائنات میں کوئی کفر ہو ہی نہیں سکتا صرف اپنے سنی احباب کو اور شیعوں کی محبت کو معمولی جاننے والوں کو آگاہ کرنے کیلئے یہ عبارت لکھی ہے۔

یہ جمیع صحابہ کی ایسی گستاخی ہے جو کفرِ صریح ہے اور ایسے عقائد والوں کو کافر نہ ماننے والا خود کافر ہو جاتا ہے کیونکہ صحابہ کا جنتی ہونا قرآن ہے اور قرآن کا انکار کفر ہے۔ یہ عبارت قرآن پاک کی بے شمار آیات کا انکار ہے[1] مثلاً سورۃ النساء آیت 95 اور سورۃ الحدید میں فرمایا کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی

ترجمہ: اللہ تمام صحابہ سے جنت کا عدہ فرما چکا ہے۔

(۲) مہاجرین وانصار کا نام ذکر کے فرمایا "اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا"

ترجمہ: یہ پکے مومن ہیں)

(3) فرمایا لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيمٌ (السباء ۴) ترجمہ: صحابہ کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

(4) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (پ ۳، البینہ ۸) ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہو چکا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

(5) أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ (پ ۲۸ حشر آیت ۸) ترجمہ: یہ سچے ہیں۔

(6) وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا۔

ترجمہ مہاجرین اور انصار میں سب سے پہلے سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جنہوں نے نیکی میں ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور ان کے لیے جنت تیار کی گئی ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (پ ۱۱ر ۲)

(7) قرآن مجید پارہ ۲۸ سورۃ حشر آیت ۸، ۹، ۱۰ تینوں آیات میں کل مومنین کی تین اقسام بیان کی گئی ہیں۔ کہ جن کا ایمان عنداللہ مقبول معتبر پسندیدہ اور منجانب اللہ سند یافتہ ہے نمبر وار آیات اور ان کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

سورۃ حشر آیت نمبر ۸ مہاجرین کے کمال فضائل کا ذکر فرمایا

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ٥

ترجمہ: ان فقیر ہجرت کرنے والوں کیلئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہوئے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے ہیں وہی سچے ہیں (ترجمہ کنزالایمان)

سورۃ حشر آیت نمبر ۹ انصار کے کمال فضائل کا ذکر فرمایا

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O

ترجمہ: "اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنالیا اور دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو (مہاجرین کو) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں"۔

سورۃ حشر آیت نمبر ۱۰ مہاجرین وانصار کے بعد قیامت تک کے مومنین کی زبانوں پر ان صحابہ کیلئے کلمات خیر ہوں گے اور دل صحابہ کے کینہ سے پاک ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ O

ترجمہ: وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے رب ہمارے بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے"۔

قارئین اب قرآن مجید پارہ ۲۸ سورۃ حشر کی آیات نمبر ۸، ۹، ۱۰ مع ترجمہ آپ نے جب تلاوت فرمالیں تو ہر ادنیٰ سے ادنیٰ سمجھ رکھنے والے پر بھی یہ حقیقت روشن ہوگئی کہ قرآن مجید نے یہاں مومنین کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔ (1) مہاجرین (2) انصار (3) ان کے بعد والے جوان

کے تابع ہوں۔ اور صحابہ کے متعلق کلماتِ خیر و استغفار اور ان کے ایمان کا ذکر جن کی زبانوں پر جاری ہو۔ کیونکہ صاف الفاظ ہیں وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ) اور صحابہ پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق دل میں کوئی کدورت اور کینہ نہ رکھیں (بالفاظ قرآن لاتجعل فی قلوبنا غا اللذین امنوا) پس ان آیات بینات کی روشنی میں ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ

"جس کے دل میں کسی بھی صحابی کی طرف سے بغض یا کدورت ہو۔ اور وہ ان کیلئے دعائے رحمت و استغفار نہ کرے وہ مومنین کی تینوں اقسام سے خارج۔ ہے کیونکہ یہاں مومنین کی تین ہی قسمیں بیان فرمائی گئیں۔ مہاجرین، انصار اور ان کے بعد والے جو ان کے تابع ہوں اور ان کی طرف سے دل میں کوئی کدورت نہ رکھیں اور ان کیلئے دعائے مغفرت کریں۔

تو جو صحابہ سے کدورت رکھے رافضی ہو یا خارجی مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے"

(تفسیر خزائن العرفان از حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی امام اہل سنت)

امام اہل سنت کے ان الفاظ "رافضی ہو یا خارجی مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے"۔ سے واضح ہے کہ عند اللہ و عند القرآن ان کا نام نہاد ایمان کا دعویٰ شرف قبولیت سے محروم ہے اور وہ گمراہ ہیں اور گمراہ اور مردود ہی رہیں گے جب تک اپنے دلوں کو جملہ صحابہ کی کدورت سے پاک نہیں کر لیتے۔

باب ششم

مروجہ ماتم اور اس کا رد

اہل شیعہ کا مروجہ ماتم حسین کرنا نام ہے بے صبری کا اور جزع فزع کرنے کا، سینہ کوبی کرنے اور چہرے پیٹنے کا اور افسوس کا مقام ہے کہ ماتم کرنا اب اہل شیعہ کی علامت اور

نشانی بن چکا ہے اہل شیعہ کا دعویٰ ہے کہ آئمہ معصومین کا ہر فرمان ہمارے لئے حجت ہے اگر یہ دعویٰ صحیح ہے اور کوئی بھائی آئمہ اہل بیت پاک کے فرمان مان کر دوزخ سے بچ جائے تو ہمارے لئے انتہائی خوشی کا مقام ہے مجھے اللہ رب العزت کی بارگاہ سے قوی امید ہے کہ ایک نہیں بلکہ سینکڑوں ہزاروں شیعہ اس باب میں درج کردہ اپنی ہی معتبر ترین کتب سے چوبیس عدد آئمہ اہل بیت پاک کے فرمان مان کر ماتم سے توبہ کریں گے اور دوزخ سے بچیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

میں سرِدست دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی غالی سے غالی شیعہ بھی اپنے اللہ سے ہدایت اور ایمان طلب کرنے اور آخرت سنوارنے کی غرض سے کبھی قرآن مجید سورۃ بقرہ کی آیات نمبر 153 تا 157 صرف ان پانچ آیات کی باترجمہ تلاوت کا شرف حاصل کر لے تو ہمیشہ کے لئے ماتم سے توبہ کر لے بلکہ خود اہل شیعہ کو سمجھائے کہ ماتم اور اہل ایمان کے لئے صبر سے متعلقہ یہ آیاتِ بیّناتُ بالکل دو متضاد چیزیں ہیں۔

سورۃ بقرہ آیت نمبر 153: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ترجمہ: اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت میں کتنا واضح ہے کہ اہل شیعہ ماتم میں بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور حکم خدا ہے کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پورے قرآن مجید میں آپکو یہ کہیں نہیں ملے گا کہ اللہ ماتم کرنے والوں اور بے صبری کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

آیت نمبر 154: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ اور اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں" اُن کے رب کے ہاں سے انہیں رزق دیا جاتا ہے۔" (یہ چوتھے پارے میں حکم ہے)

اسی لئے ہم اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ ۔

ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

آیت نمبر 155: ترجمہ۔"اور ضرور بالضرور وہ تمہیں آزمائے گا خوف دے کر، مالوں میں نقصان دے کر اور پھلوں میں نقصان دے کر اور جانوں میں نقصان دے کر اور خوشخبری ہے صبر کرنے والوں کے لئے۔"

اس آیت کریمہ میں اہل ایمان کے لئے ہر قسم کی آزمائش میں پورا اترنے کا الٰہی مطالبہ دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ سیدنا مولا امام حسین اور شہداء کربلا رضی اللہ عنہم کا جہاد اور فقر اختیاری تھا اضطراری نہیں تھا وہ خود میدانِ جہاد میں سعادتِ ابدی سمجھ کر تشریف لائے وہ دین کے لئے ہر مصیبت سہنے کا جذبہ لے کر میدانِ کربلا میں اترے تھے۔ لہذا ماتمی سلوگن اور بے سروپا نمائش کا کوئی جواز نہیں وہ شجاع تھے ہر آزمائش میں پورے اتر کر صبر و ہمت میں امت کے لئے نمونہ بنے۔ صبر و ہمت و استقامت اور دین پر مکمل عمل پیرا رہنا ہی میدانِ کربلا کا درسِ عظیم تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا امام زین العابدین نے بعد از اں پوری زندگی صبر فرمایا کبھی ماتم نہ فرمایا اور اس آیت کے آخری الفاظ میں حکم بھی یہی ہے کہ "صبر کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے"میدانِ کربلا کے عظیم درس کو سرِ عام بے صبری اور اہلِ شیعہ کی طرف سے ماتم کی صورت میں چڑھے دن پاؤں تلے روندا جاتا ہے۔

آیت نمبر 156: ترجمہ۔"یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ یعنی بے شک ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر ہمیں واپس جانا ہے۔"

یہ صبر کرنے اور مصیبت میں غم کا اظہار کرنے کا شرعی طریقہ ہے جو اللہ نے ہمیں قرآن میں سکھایا ہے اور یقیناً ہر شہادت پر مستوراتِ اہل بیت پاک ماتم کرنے کی بجائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا

راجِعُونَ ہی پڑھتی ہونگی۔ کیونکہ اگلی آیت میں اللہ تعالٰی نے اس طرح کمال صبر کرنے والوں کے لئے عظیم درجات اپنی رحمت اور ان کے لئے ہدایت کا ذکر فرمایا ہے۔

آیت نمبر 157 اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۔ترجمہ۔ یہی لوگ ہیں جن پر انکے رب کی طرف سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور یہی ہدایت پانے والے ہیں"۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ صبر کرنے والوں کے لئے رحمت وہدایت ہے اور ماتم اور بے صبری کرنے والوں کے لئے اس کے برعکس لعنت وگمراہی ہی ہوسکتی ہے۔لہذا اس سے ضرور بچیں اور دوسروں کو بچائیں اللہ کریم اپنے فضل وکرم سے ہدایت عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ماتم کرنا اور پیٹنا قاتل کوفیوں کیلئے سیدہ زینب کی بددعا ہے اور ماتم کی نمائش یزید سے ہوئی

امام حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم کی ابتداء یزید نے کی

منتہی الآمال:

وجمعے نقل کردہ اند کہ یزید امر کرد سر مطہر امام علیہ السلام را بر در قصر شوم او نصب کردند۔ واہل بیت را امر کرد کہ داخل خانہ او شوند چوں مخدرات اہل بیت عصمت وجلالت علیہم السلام داخل خانہ آں لعین شدند۔ زنانِ آل ابو سفیان زیورہائے خود را کندند۔ ولباس ماتم پوشیدند۔ وصدا بگریہ ونوحہ بلند کردند۔ وسہ روز ماتم داشتند۔

(منتہی الآمال جلد اول مقصد چہارم فصل ہشتم مصنف شیخ عباس قمی ص ۵۰۵ نوحہ کردن زنانِ آل ابوسفیان بر اہل بیت مطبوعہ ایران طبع جدید)

ترجمہ:

ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرِ انور کے متعلق یزید نے یہ یا۔ کہ اس کو یزید کے منحوس محل پر لٹکا دیا جائے۔ اور اہل بیت کو حکم دیا۔ کہ اس کے گھر داخل ہوں۔ جب مستورات اہل بیت رضی اللہ عنہن

اس لعین کے محل میں داخل ہوئیں۔ تو آل ابوسفیان کی عورتوں نے اپنے زیورات اتار دیئے۔ اور لباسِ ماتم پہن کے آواز نوحہ وگریہ وزاری بلند کرتی رہیں۔ اور تین روز ماتم کیا

ہندہ (یزید کی بیوی) نے اپنے خاوند، (یزید) کے حکم سے امام حسین کا ماتم کیا

ابو مخنف وغیرہ نے روایت کی ہے۔ کہ بحکم یزید لعین کے سرِ مبارک سید الشہداء اس کے دروازۂ قصر پر آویزاں کیا گیا۔ اور اہل بیت آنحضرت کو اپنے محل بھجوایا۔ جب مخدرات اہل بیت عصمت وطہارت اس کے محل میں داخل ہوئے۔ عورات ابوسفیان نے اپنے زیورات اتار دیئے۔ اور لباسِ ماتم پہن کے آواز نوحہ وگریہ زاری بلند کی۔ اور تین روز ماتم رہا۔

(جلاء العیون اردو۔ جلد دوم ص ۹۵، مطبوعہ شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور طبع جدید)

ان مذکورہ روایات سے معلوم ہوا۔ کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم کا آغاز

یزید کے گھر سے ہوا۔ اور یزید ہی کے حکم سے ہوا۔ اگرچہ مطلقاً ماتم کی ابتداء شیطان سے ہوئی۔ لیکن ماتم امام حسین کی ابتداء یزید نے کرائی۔ اس کے گھر سے شروع ہوئی لہٰذا مسلمانوں کو قطعاً یہ گوارا نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسا فعل جس کا بانی مبانی ابلیس ہو۔ اور یزید نے اُسے پھر سے زندہ کیا۔ اس فعل کو کریں۔

مروجہ شیعی ماتم کے متعلق قرآن مجید، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہل بیت کے فرمان

فرمان باری تعالیٰ:

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰہِ الخ۔ (پ ۲۸ ع ۶)

ترجمہ:

اے نبی مکرم! جب آپ کے حضور عورتیں حاضر ہو کر اس بات پر بیعت کریں۔ کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہیں کریں گے۔ الخ

اصول کافی و تفسیر قمی:

فَقَامَتْ اُمُّ حَکِیْمٍ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذَا الْمَعْرُوْفُ الَّذِیْ اَمَرَنَا اللّٰہُ اَنْ لَّا نَعْصِیَنَّكَ فِیْہِ فَقَالَ اَنْ لَّا تَخْمُشْنَ وَجْھًا وَلَا تَلْطُمْنَ خَدًّا وَلَا تَنْتِفْنَ شَعْرًا وَلَا تُمَزِّقْنَ جَیْبًا وَلَا تُسَوِّدْنَ ثَوْبًا وَلَا تَدْعُوْنَ بِالْوَیْلِ وَلَا یُقِمْنَ عِنْدَ قَبْرٍ فَبَایَعَھُنَّ

عَلٰی هٰذِهِ الشُّرُوْطِ۔

(۱۔ تفسیر قمی سورۃ ممتحنہ رکوع ۲ ص ۶۷۶ طبع قدیم)

(۲۔ اصول کافی جلد پنجم ص ۵۲۷ باب صفۃ مبایعۃ النبی)

ترجمہ

ام حکیم بنت حارث (جو اس وقت عکرمہ بن ابی جہل کے نکاح میں تھیں) کھڑی ہوئیں۔ اور پوچھنے لگیں۔ یا رسول اللہ! وہ "معروف" کیا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ ہم آپ کی اس میں نافرمانی نہ کریں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ معروف یہ ہے۔ کہ تم چہروں پر خراشیں مت ڈالو۔ گالوں پر طمانچہ مت مارو۔ بالوں کو ہرگز نہ نوچو۔ گریبان نہ پھاڑو کپڑوں کو سیاہ مت کرو۔ ہائے ہائے نہ پکارو اور قبر کے نزدیک کھڑی نہ ہو وو۔ تو عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان شرائط (کو قبول کرتے ہوئے) بیعت کرلی۔

۱۔ فرمانِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم:

فروع کافی:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَرْبُ الْمُسْلِمِ یَدَہٗ عَلٰی فَخِذِہٖ عِنْدَ الْمُصِیْبَۃِ اِحْبَاطٌ لِاَجْرِہٖ۔

(فروع کافی جلد سوم کتاب الجنائز باب الصبر والجزع الخ ص ۲۲۴ طبع جدید)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا مصیبت کے وقت مسلمان کا اپنے ہاتھ رانوں پر مارنا اس کے اجر و ثواب کو ضائع کر دیتا ہے۔

۲۰۔ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۲:

قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ شِمْرَ الْیَمَانِیْ یَرْفَعُ الْحَدِیْثَ اِلٰی عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ فَمَنْ صَبَرَ عَلَی الْمُصِیْبَۃِ اَعْطَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ثَوَابَ ثَلٰثِ مِائَۃِ دَرَجَۃٍ مَا بَیْنَ الدَّرَجَۃِ اِلَی الدَّرَجَۃِ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی نے مصیبت پر صبر کیا۔ اس کو اللہ تعالیٰ اسے تین سو درجات عطا فرمائے۔ ایسے درجات کہ ان میں سے ہر دو درجوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے۔ جتنا آسمان اور زمین کے

(اصول کافی جلد دوم ص ۱۸ کتاب الایمان والکفر باب الصبر مطبوعہ تہران طبع جدید)

(رباع اخبار مصنفہ شیخ صدوق ص ۱۳۲ النصر الحادی و السبعون مطبوعہ نجف اشرف۔)

قَالَ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ ۔۔۔۔۔۔ یَابْنَ شَبِیْبٍ اِنْ بَکَیْتَ عَلَی الْحُسَیْنِ حَتّٰی تَسِیْلَ دُمُوْعُکَ عَلٰی خَدَّیْکَ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ کُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتَہٗ صَغِیْرًا کَانَ اَوْ کَبِیْرًا قَلِیْلًا کَانَ اَوْ کَثِیْرًا۔

(عیون اخبار الرضا مصنفہ شیخ صدوق جلد اول ص ۲۹۹)

فی کراھۃ السعی فی الحوائج یوم عاشورا

مطبوعہ حیدریہ نجف اشرف)

ترجمہ:

امام رضا رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے ابن شبیب! امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اگر تو اس قدر رویا۔ کہ تیرے آنسو رخساروں تک بہہ نکلے تو اللہ تعالیٰ تیرے چھوٹے بڑے۔ تھوڑے اور زیادہ تمام گناہ معاف کر دے گا۔

فرمان رسول مقبول ۳: فروع کافی:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَۃَ اِذَا مِتُّ لَا تَخْمِشِیْ عَلَیَّ وَجْھًا وَلَا تُنْشِرِیْ عَلَیَّ شَعْرًا وَلَا تُنَادِیْ بِالْوَیْلِ وَالْعَوِیْلِ وَلَا تُقِیْمِیْ عَلَیَّ نَائِحَۃً

(فروع کافی جلد پنجم ص ۵۲۷ کتاب النکاح باب صفۃ مبایعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ تہران طبع جدید)

حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا۔ بیٹی! جب میں انتقال کر جاؤں۔ تو میری وفات پر اپنا منہ پیٹنا اپنے بال نہ کھولنا اور ویل عویل نہ کرنا۔ اور نہ ہی مجھ پر نوحہ کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو کس قدر واضح الفاظ میں ارشاد موجود ہے۔ کہ میری فوتیدگی پر ایسے افعال نہ کرنا۔ جو شیعہ حضرات کے ہاں مروجہ ماتم میں کیے جاتے ہیں۔

۴۔ فرمان امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ قُلْتُ لَہٗ مَا الْجَزَعُ؟ قَالَ اَشَدُّ الْجَزَعِ الصُّرَاخُ بِالْوَیْلِ وَالْعَوِیْلِ وَلَطْمُ الْوَجْہِ وَجَزُّ الشَّعْرِ مِنَ النَّوَاصِیْ وَمَنْ اَقَامَ النُّوَاحَۃَ فَقَدْ تَرَکَ الصَّبْرَ وَاَخَذَ فِیْ غَیْرِ طَرِیْقِہٖ۔ وَمَنْ صَبَرَ وَاسْتَرْجَعَ وَحَمِدَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ رَضِیَ بِمَا صَنَعَ اللّٰہُ وَوَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ جَرٰی عَلَیْہِ الْقَضَاءُ وَھُوَ ذَمِیْمٌ وَاَحْبَطَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَجْرَہٗ۔

(فروع کافی جلد سوم ص ۲۲۲ کتاب الجنائز

باب الصبر و الجزع و الاسترجاع

طبع جدید)

ترجمہ:

جابر کہتے ہیں۔ میں نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے جزع کے متعلق پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ شدید جزع یہ ہے۔ کہ کوئی شخص ویل عویل الفاظ چیخ کر نکالے۔ اور اپنے چہرہ کو پیٹے۔ پیشانی کے بال نوچے۔ اور جس نے

نوحہ کیا۔ اس نے صبر کو چھوڑا۔ اور صحیح طریقہ کو چھوڑ کر دوسرے راہ چل پڑا اور جس نے صبر کیا۔ اور بوقت مصیبت استرجاع (انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنا) کیا۔ اور اللہ کی حمد بیان کی۔ تو اس نے اللہ کو راضی

کر لیا۔ اس کا اجر اللہ کے حضور ہے۔ اور جو بوقتِ مصیبت ایسا نہ کرے گا۔ اس پر حکم خدا وندی تو ہو کر رہے گا۔ لیکن وہ قابلِ مذمت ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ثواب و اجر ضائع کر دیا۔

مذکور فرمان سے درج ذیل امور ثابت ہوئے!

- مروجہ ماتم (زنجیر زنی کرنا، سینہ کوبی کرنا۔ منہ پر طمانچے مارنا) کرنے والا امام باقر کے فتوٰی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مردود ہے۔ اس کے تمام نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔
- اس حدیث نے واضح کر دیا۔ کہ محرم الحرام وغیرہ میں شیعہ حضرات کا مروجہ ماتم کرنا ائمہ اہل بیت کے حکم کے خلاف ہے۔ اور اہل سنت و جماعت کا اس موقعہ پر قرآن خوانی کرنا اور صبر و تحمل کا دامن نہ چھوڑنا ائمہ اہل بیت کے حکم کے عین مطابق ہے۔ اور ہم وثوق سے کہتے ہیں۔ کہ اہل بیت و ائمہ اہل بیت سے سچی اور پکی عقیدت صرف اور صرف اہل سنت و جماعت کو ہے۔ اور ہم ہی ان کے صحیح تابع فرمان ہیں۔

۵۔ فرمانِ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ الصَّبْرَ وَالْبَلَاءَ یَسْتَبِقَانِ اِلَی الْمُؤْمِنِ فَیَاْتِیْہِ الْبَلَاءُ وَهُوَ صَبُوْرٌ وَاِنَّ الْجَزَعَ وَالْبَلَاءَ یَسْتَبِقَانِ اِلَی الْکَافِرِ فَیَاْتِیْہِ الْبَلَاءُ وَهُوَ جَزُوْعٌ۔

(۱۔ فروع کافی جلد سوم باب الصبر والجزع ص ۲۲۳ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ: (۲- فروع کافی جلد اول ص ۵۷ طبع قدیم)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ بے شک صبر اور مصیبت دونوں مومن کی طرف آتے ہیں۔ جب کوئی مصیبت اس پر آتی ہے۔ وہ اس وقت انتہائی صبر کرنے والا ہوتا ہے۔ اور جزع و بلا آگے پیچھے کافر کے پاس آتے ہیں۔ جب اس کے پاس مصیبت آتی ہے۔ تو وہ انتہائی رونے پیٹنے والا ہوتا ہے۔

۶- عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ یُصَابُ بِمُصِیْبَةٍ فَیَسْتَرْجِعُ عِنْدَ ذِکْرِہِ الْمُصِیْبَةَ وَیَصْبِرُ حِیْنَ تَفْجَأُہٗ اِلَّا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَ کُلَّمَا ذَکَرَ مُصِیْبَةً فَاسْتَرْجَعَ عِنْدَ ذِکْرِ الْمُصِیْبَةِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ کُلَّ ذَنْبٍ اِکْتَسَبَ فِیْمَا بَیْنَہُمَا۔

(فروع کافی جلد سوم کتاب الجنائز باب الصبر و الجزع الخ ص ۲۲۴ طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جس آدمی کو کوئی مصیبت چھوٹے پھر وہ انا للہ و انا الیہ راجعون کہتا ہے۔ اور اس مصیبت پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور بندہ جب کسی گزری مصیبت کو یاد کر کے انا للہ و انا الیہ راجعون کہے اللہ تعالیٰ اس کے وہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ جو مصیبت کے آنے کے وقت سے انا للہ و انا الیہ راجعون الخ کہنے تک اس نے کیے ہوں گے۔

۷۔ امام جعفر صادق ؓ کا فرمان

فروعِ کافی:

عَنْ جَرَّاحِ الْمَدَائِنِيِّ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ قَالَ لَا يَصْلُحُ الصِّيَاحُ عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يَنْبَغِيْ
وَلٰكِنَّ النَّاسَ لَا يَعْرِفُوْنَهٗ وَالصَّبْرُ خَيْرٌ عَنْ عَلَاءِ
بْنِ كَامِلٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ اَبِيْ عَبْدِ اللهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَرَخَتْ صَارِخَةٌ مِنَ الدَّارِ فَقَامَ
اَبُوْ عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ جَلَسَ فَاسْتَرْجَعَ
وَعَادَ فِيْ حَدِيْثِهٖ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّا لَنُحِبُّ
اَنْ نُعَافٰى فِيْ اَنْفُسِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاَمْوَالِنَا فَاِذَا وَقَعَ الْقَضَاءُ
فَلَيْسَ لَنَا اَنْ نُحِبَّ مَا لَمْ يُحِبَّ اللّٰهُ لَنَا۔

(فروع کافی جلد سوم کتاب الجنائز باب الصبر والجزع ۱۶
ص ۲۲۶ طبع جدید)

ترجمہ:

جراح المدائنی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ میت پر چیخنا چلانا درست نہیں۔ اور لوگوں کو یہ کرنا چاہیئے لیکن لوگ اس کی وقعت کر جانتے نہیں۔ صبر ہر حال میں سب سے بہتر ہے۔ علاء بن کامل سے روایت ہے۔ کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا تو گھر سے ایک عورت کے چیخنے کی آواز آئی۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

کھڑے ہو گئے۔ پھر بیٹھے۔ اور "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔ پڑھا پھر سے اپنی گفتگو شروع کر دی۔ یہاں تک آپ گفتگو مکمل کر چکے۔ پھر فرمایا۔ ہمیں یہ بات بہت پسند ہے۔ کہ ہم اپنی جانوں۔ مالوں اور اولادوں کے بارے میں برائی۔ سے بچیں۔ جب اللہ کی تقدیر آ جائے۔ تو ہمیں یہ بات بہت پسند ہونا چاہیئے۔ جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اور اس کی ناپسند سے بچنا چاہیئے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان

۸۔ اصول کافی:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ الصَّبْرُ مِنَ الْاِیْمَانِ بِمَنْزِلَۃِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ فَاِذَا ذَهَبَ الرَّأْسُ ذَهَبَ الْجَسَدُ کَذَالِكَ اِذَا ذَهَبَ الصَّبْرُ ذَهَبَ الْاِیْمَانُ۔

(اصول کافی جلد دوم ص ۸۷ کتاب الایمان والکفر باب الصبر مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ صبر کا ایمان سے ایسا تعلق ہے۔ جیسا جسم انسانی کے ساتھ سر کا۔ جب سر نہ رہے۔ جسم نہیں رہتا۔ اور جب صبر نہ رہے۔ ایمان نہیں رہتا۔

۹۔ فرمان امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

جامع الاخبار:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ الصَّبْرُ مِنَ الْإِيمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ فِي الْجَسَدِ وَلَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا صَبْرَ لَهُ۔

(جامع الاخبار مصنفہ شیخ صدوق ص ۱۳۲ الفصل الحادی والسبعون فی الصبر)

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ صبر کا مقام ایمان میں ایسا ہے۔ جیسا کہ سر کا آدمی کے جسم میں۔ وہ بے ایمان ہے۔ جس کے ہاں صبر کی صفت نہیں۔

۱۰ فرمانِ امام حسین رضی اللہ عنہ

فَقَالَتْ وَاثُكْلَاهُ لَيْتَ الْمَوْتَ أَعْدَمَنِي الْحَيَاةَ الْيَوْمَ مَاتَتْ أُمِّي فَاطِمَةُ وَأَبِي عَلِيٌّ وَأَخِي الْحَسَنُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ يَا خَلِيفَةَ الْمَاضِينَ وَثِمَالَ الْبَاقِينَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا الْحُسَيْنُ ع فَقَالَ لَهَا يَا أُخَيَّةُ لَا يَذْهَبَنَّ حِلْمَكِ الشَّيْطَانُ .... وَقَالَ لَهَا أَيَّتُهَا يَا أُخْتَاهُ اتَّقِي اللهَ وَتَعَزِّي بِعَزَاءِ اللهِ وَاعْلَمِي أَنَّ أَهْلَ الْأَرْضِ يَمُوتُونَ وَأَهْلَ السَّمَاءِ لَا يَبْقَوْنَ .... جَدِّي خَيْرٌ مِنِّي وَأَبِي خَيْرٌ مِنِّي وَأُمِّي خَيْرٌ مِنِّي وَأَخِي خَيْرٌ مِنِّي وَلِي وَلِكُلِّ مُسْلِمٍ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسْوَةٌ فَعَزَّاهَا بِهَذَا وَنَحْوِهِ وَقَالَ لَهَا يَا أُخَيَّةُ إِنِّي أَقْسَمْتُ عَلَيْكِ فَأَبِرِّي قَسَمِي لَا تَشُقِّي عَلَيَّ جَيْبًا وَلَا تَخْمِشِي عَلَيَّ وَجْهًا وَلَا تَدْعِي عَلَيَّ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ۔

(۱) الارشاد شیخ مفید ص ۲۳۲ فی مکالمۃ الحسین علیہ السلام مع اختہ زینب مطبوعہ قم

(۲) اعلام الوری مصنفہ فضل ابن حسن طبرسی ص ۲۳۶ امر الامام اختاہ زینب بالصبر

ترجمہ:

جس وقت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلا میں اپنے خیمہ سے نکل کر یزیدیوں کے مقابلہ کے لیے جانے لگے۔ تو آپ کی ہمشیرہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہ کہنے لگیں، ہائے افسوس! کاش میری موت آجاتی

اور آج کے دن میں یہ حالات نہ دیکھتی۔ میری والدہ جنابہ فاطمہ میرے والد جناب علی، میرے بھائی جناب حسن رضی اللہ عنہم دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اے گزرے لوگوں کے خلیفہ! اے اپنے والوں کے سربراہ!

امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے پیاری بہن! آپ کے صبر کو کہیں شیطان نہ لوٹ لے...... اور فرمایا۔ اے ہمشیرہ! خوف خدا اپناؤ۔ اور اللہ کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق تعزیت کرو۔ خوب سمجھ لو۔ تمام اہل زمین مر جائیں گے۔ اہل آسمان باقی نہ رہیں گے........ میرے نانا، میرے بابا، میری والدہ اور میرے بھائی سب مجھ سے بہتر تھے۔ میرے اور ہر مسلمان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کی ہدایات ایک بہترین نمونہ ہیں۔ تو انہی کے طریقہ کے مطابق تعزیت کرنا۔ اور فرمایا۔ اے اماں جائی میں تجھے قسم دلاتا ہوں۔ میری قسم کی لاج رکھتے ہوئے اسے پورا کر دکھانا۔ میرے مرنے پر اپنا گریبان نہ پھاڑنا۔ اور میری موت پر اپنے چہرہ کو نہ خراشنا۔ اور نہ ہی ہلاکت و بربادی کے الفاظ بولنا۔

مروجہ ماتم کے ممنوع اور حرام ہونے پر امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کتنا واضح

اور غیر مبہم ہے

۱۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان

ماتم سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں

نہج البلاغہ:

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَنْزِلُ الصَّبْرُ عَلٰی قَدْرِ الْمُصِیْبَۃِ

وَمَنْ ضَرَبَ یَدَہٗ عَلٰی فَخِذِہٖ عِنْدَ مُصِیْبَۃٍ حَبِطَ

عَمَلُہٗ۔

(نہج البلاغہ ص ۴۹۵ باب المختار من

حکم امیر المؤمنین علیہ السلام

حکم ۱۴۴ مطبوعہ بیروت طبع جدید چھوٹا سائز)

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ صبر کا نزول مصیبت کی مقدار پر ہوتا ہے۔ (یعنی جتنی بڑی مصیبت آتی ہے۔ اتنا ہی بڑا صبر درکار ہوتا ہے۔) جس نے بوقت مصیبت اپنے رانوں پر ہاتھ مارے۔ تو اس کے تمام اچھے اعمال ضائع ہو گئے۔

۱۲۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کا فرمان:

اے سکینہ تو بہت جلد میرے پاس آ۔ تاکہ میں تجھ کو اس طرح وداع کروں۔ جیسے مرنے والا وداع کیا جاتا ہے۔ میں تجھ کو وصیت کرتا

ہوں اس فرزند صغیر کے بارے میں اور بعد اس کے عیال و یتیموں اور ہمسایوں کے باب میں کرسب کے ساتھ سلوک کرنا اور جبکہ میں قتل ہو جاؤں تو تم اپنی چادر اور گریبان مت پھاڑنا اور نالہ و فریاد کر کے نہ رونا۔ بلکہ اسے سکینہ حکم الٰہی پر صبر کرنا کیونکہ ہم صاحبانِ صبر اور اہل احسان ہیں۔ مجھے اپنے باپ اور دادا اور بھائی کی اقتدا کرنی چاہیئے۔ جب ان کے حقوق کو اہل طغیان و غضب نے غارت کیا۔ (ذبح عظیم ص ۲۸۸ جناب حسین کی تنہائی اور بے کسی کے حالات۔ مطبوعہ کتب خانہ اثنا عشری لاہور مغل حویلی)

فرمانِ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ (۱۳ ہزار فرمان)

نہج البلاغہ:

ا

وَمِنْ كَلَامِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ. قَالَهُ وَهُوَ يَلِي غُسْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَتَجْهِيزَهُ. بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدِ انْقَطَعَ بِمَوْتِكَ مَا لَمْ يَنْقَطِعْ بِمَوْتِ غَيْرِكَ مِنَ النُّبُوَّةِ وَالْأَنْبَاءِ وَأَخْبَارِ السَّمَاءِ خَصَصْتَ حَتَّى صِرْتَ مُسَلِّيًا عَمَّنْ سِوَاكَ وَعَمَمْتَ حَتَّى صَارَ النَّاسُ فِيكَ سَوَاءً وَلَوْلَا أَنَّكَ أَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَهَيْتَ عَنِ الْجَزَعِ لَأَنْفَدْنَا عَلَيْكَ مَاءَ الشُّؤُونِ (نہج البلاغہ خطبہ ۲۲۵ ص ۳۵۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

جب آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دے کر کفنانے لگے۔ تو فرمایا، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کی وفات سے نبوت، وحی، آسمان کی خبریں منقطع ہو گئیں۔ جو کہ آپ کے غیر کے مرنے سے نہ ہوئی تھیں۔ آپ مصیبت پہنچانے پر مخصوص ہو گئے۔ حتیٰ کہ اپنے غیر

کی مصیبت سے ہمیں مطمئن کر دیا۔ (آپ کی وفات سے جو مصیبت ہم پر پڑی ہے دوسرے کی موت میں یہ رنج و اندوہ کہاں) آپ کی مصیبت ایک عام مصیبت ہے۔ حتی کہ لوگ آپ کی مصیبت سے یکساں دریگر رہے ہیں۔ اور اگر آپ صبر کا حکم نہ دیتے۔ جزع فزع سے منع نہ فرماتے تو ہم اس مصیبت پر مجرائے اشک کا پانی انتہا کو پہنچا دیتے (آنکھ اور دماغ کی تمام رطوبتیں قربان کر دیتے)

(ترجمہ نیرنگ فصاحت ص ۳۲۷ مطبوعہ دوستی دہلی طبع قدیم)

۱۴ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک اور فرمان:

من لایحضرہ الفقیہ:

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ حِيْنَ قُتِلَ جَعْفَرُ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ لَا تَدْعِيْ بِذُلٍّ وَلَا ثُكْلٍ وَلَا حُزْنٍ وَلَا حَرْبٍ وَ مَا قُلْتِ فِيْهِ فَقَدْ صَدَقْتِ۔

(من لایحضرہ الفقیہ ص ۵۶ فی العزاء والجزع عند المصیبت مطبوعہ لکھنؤ طبع قدیم)

(من لایحضرہ الفقیہ ص ۱۱۲ جلد اول مطبوعہ تہران طبع جدید۔ تعزیت و الجزع الخ)

ترجمہ:

حضرت جعفر بن ابی طالب کی شہادت کے وقت حضرت علی

رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ مطہرہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔
کسی کی موت پر اور کسی کے دوران جنگ شہید ہو جانے پر غم کھاتے
ہوئے واویلا کے ساتھ ماتم نہ کرنا۔ اور جو کچھ اس کے بارے میں
میں نے کہا ہے۔ وہ سچ کہا ہے۔

جلاء العیون: (۵ امبر فرمان)

چوں نالہ وبیقراری ایشاں رامشاہدہ نمود فرمود کہ شمارا بخدا سوگند
می دہم کہ صبر پیش آورید۔ ودست از جزع وبیتابی بردارید۔

(جلاء العیون ص ۵۱۵ توجہ آنحضرت بجانب مکہ
مطبوعہ تہران طبع جدید)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ سے کوفہ جانے کے لیے
مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تو اس وقت بنی ہاشم کی عورتوں کی
بیقراری نالہ وفغاں سُنا۔ تو فرمایا۔ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ
صبر کو اختیار کرو اور جزع (مروجہ ماتم) و بیتابی سے ہاتھ اٹھالو۔

۲۔ جلاء العیون:

چوں زینب خاتون ایں خبر وحشت اثر راشنید طمانچہ بر روئے خود زد و
فریاد و واویلا بلند کرد حضرت فرمود کہ اے خواہر گرامی ویں عذاب برائے
تو نیست برائے دشمنانِ تست صبر کن وبزاری دشمناں را بر من شاد
مگرداں۔

(جلاء العیون ص ۴۹۵ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

(امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب اپنی ہمشیرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا

کو اپنا خواب بتلایا) اور جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یہ وحشت
ناک خواب سُنا۔ تو اپنا منہ پیٹ لیا۔ فریاد کی۔ اور رو اویلا بلند کیا
امام حسین رضی اللہ عنہ نے (یہ دیکھ کر) فرمایا۔ اے گرامی ہمشیرہ! ویل
اور عذاب تمہارے لیے نہیں۔ تمہارے دشمنوں کے لیے ہے۔
تم صبر کرو اور دشمنوں کو اس جزع فزع پر راضی نہ کرو۔

۳۔ جلاء العیون:

فرمود اے خواہر با جان برابر حلم و بردباری پیشہ
خود کن و شیطان را بر خود تسلط مدہ و بر قضائے
حق تعالیٰ صبر کن۔ (جلاء العیون ص ۵۵۲ وقائع شب عاشورہ مطبوعہ
تہران طبع جدید)

ترجمہ:

(میدان کربلا میں مختلف عزیز و اقارب کی شہادت پر جب حضرت
زینب رضی اللہ عنہا نے جزع فزع کیا۔ تو اس موقعہ پر حضرت امام حسین
رضی اللہ عنہ نے فرمایا) اے ہمشیرہ! علم اور بردباری سے کام لو۔ اور
شیطان کو اپنے اوپر تسلط نہ دو۔ اور خدا کی قضاء پر راضی ہو کر صبر کرو۔

۴۔ جلاء العیون:

گفت اے خواہر نیک اختر از خدا بترس و بر قضائے حق تعالیٰ راضی شو
(جلاء العیون ص ۵۵۲ وقائع شب عاشورہ مطبوعہ
تہران طبع جدید)

ترجمہ:

(محرم الحرام کی دسویں شب جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو امام حسین

رضی اللہ عنہ نے جزع فزع کرتے دیکھا۔ تو فرمایا) اے نیک بہن! اللہ کا خوف رکھو۔ اور اللہ کی رضا پر راضی ہو جاؤ۔

حاصل کلام:

مذکورہ چار عدد حوالہ جات سے (جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہیں) معلوم ہوا۔ کہ جزع فزع (مروجہ ماتم) منع ہے۔ یہ بات آپ نے خدا کی قسم اٹھا کر فرمائی۔ اس کی بجائے صبر و شکر کرنا شیوۂ نیکوکاراں ہے۔

۱۶ مروجہ ماتم کرنے والا نیکیاں ضائع کر بیٹھتا ہے:

پس حضرت فرمود کہ یا علی بقبر پائیں رو و فرزند مرا در لحد گزار۔ حضرت امیر المؤمنین داخل قبر شد۔ وآں طائر قدسی را در آشیان لحد گزاشت۔ پس مردم گفتند۔ کہ سزاوار نیست احدی را کہ فرزند خود را در لحد گزارد۔ و در قبر فرزند خود داخل شود۔ زیرا کہ حضرت رسول داخل قبر فرزند خود نشد۔ پس حضرت فرمود۔ کہ ایہا الناس! بر شما حرام نیست۔ داخل قبرہائے فرزند خود شوید۔ ولیکن من ایمن نیستم کہ اگر یکے از شما داخل قبر فرزند خود شود و بندہائے کفن او را بکشاید۔ از آنکہ شیطان بر او مسلط شود و او را بدارد بر جزعی کہ باعث حبط اجر او شود۔ پس حضرت از نزدیک قبر مراجعت نمود......

وکلینی بسند معتبر دیگر از حضرت صادق روایت کردہ است۔ کہ چوں حضرت ابراہیم از دنیا رحلت نمود۔ آب از دیدہ ہائے مبارک حضرت رسول فرو ریخت و فرمود کہ دیدہ میگرید و دل اندوہناک می شود و نمی گوئیم چیزے کہ باعث غضب پروردگار گردد۔ پس خطاب کرد با ابراہیم ما بر تو اندو

بنا کیم ای ابراہیم۔ (حیات القلوب جلد دوم ص ۱۰۲۴ تا ۱۰۲۵ باب پنجاہ و یکم ذکر اولاد امجاد آنحضرت مطبوعہ نولکشور طبع قدیم)

ترجمہ:

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا۔ قبر کی پائنتی سے اتر کر میرے بیٹے کو لحد میں اتارو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قبر میں اترے۔ اور اس قدسی پرندہ کو آشیانۂ لحد میں چھوڑا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں۔ کہ اپنے فرزند کو لحد میں داخل کرے۔ اور اس کی قبر میں داخل ہو جائے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے کی قبر میں داخل نہ ہوئے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! تمہارے لیے اپنے بیٹوں کی قبروں میں داخل ہونا حرام نہیں۔ لیکن مجھے یہ خطرہ ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی اپنے بیٹے کی قبر میں داخل ہو کر اس کے کفن کی گرہ کھول دے۔ اور شیطان اس پر مسلط ہو جائے۔ اور وہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر جزع فزع کرنے لگے۔ جس کی وجہ سے اس کا تمام ثواب ضائع ہو جائے۔ یہ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے ذرا ہٹ گئے۔

کلینی نے ایک اور معتبر سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر حضرت ابراہیم دنیا سے رحلت فرما گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ آنکھیں رو رہی ہیں۔ اور دل غم ناک ہے۔ لیکن میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا جس سے اللہ تعالیٰ کو غصہ آ جائے۔ یہ کہہ کر اپنے لخت جگر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے ابراہیم! ہم تیری وفات پر غم ناک ہیں۔

۷۔ مجمع المسائل:

"در تعزیہ داری حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اگر شخص زخمے مثل تیغ، وغیرہ بر خود بزند کہ ضرر باشد بر بدنش۔ حرام است"

(مجمع المسائل ص ۳۲۱)

ترجمہ:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعزیہ داری میں اگر کسی شخص کسی قسم کا کوئی زخم تلوار وغیرہ سے اپنے بدن پر لگایا جس سے اس کے جسم کو نقصان پہنچا۔ تو اس کا یہ فعل حرام ہے۔

روح اللہ خمینی کے اس فتوے سے واضح طور پر معلوم ہو گیا۔ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے تعزیہ پر ماتم کرنا زنجیر زنی وغیرہ کسی طور پر بھی جسم پر زخم کرنا حرام ہے

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

۱۸۔ ماتم کرنے والے پر کفارہ واجب ہے

توضیح المسائل:

مسئلہ ۶۲۴:

جائز نیست انسان در مرگ کسی صورت و بدن را بخراشد و بخود لطمہ بزند۔

مسئلہ ۶۲۵:

پارہ کردن یقہ در مرگ غیر پدر و برادر جائز نیست۔

مسئلہ ۶۲۶:

اگر مرد در مرگ زن یا فرزند یقہ یا لباس خود را پارہ کند۔ یا اگر زن در عزائے میت صورت خود را بخراشد بطوریکہ خون بیاید۔ یا موئے خود را بکند۔ باید یک بندہ آزاد کند۔ یا دہ فقیر را طعام دہد۔ یا آنہا را بپوشاند۔ و اگر نتواند باید

سہ روز روزہ بگیرد۔ بلکہ اگر خون ہم نیابد۔ بنا بر احتیاط واجب باین دستور عمل نماید۔

(توضیح المسائل مصنفہ روح اللہ موسوی خمینی ص۱۷۱

مستحبات دفن مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ مسئلہ ۶۳۴:

کسی کی فوتیدگی پر کسی انسان کے لیے اپنے بدن کو چھیلنا، اپنی شکل و چہرہ کو چھیلنا اور منہ پر طمانچہ مارنا جائز نہیں۔

ترجمہ مسئلہ نمبر ۶۳۵

اپنے باپ یا بھائی کی فوتیدگی پر علاوہ کسی دوسرے کی فوتیدگی پر گریبان چاک کرنا جائز نہیں ہے۔

ترجمہ مسئلہ ۶۳۶:

اگر کوئی خاوند اپنی بیوی کی موت پر اپنا گریبان اپنا لباس چاک کرے گا۔ یا کوئی عورت کسی میت کی تعزیت کرتے ہوئے اپنا چہرہ اتنا زخمی کرلے کہ اس سے خون بہہ نکلے یا اپنے بالوں کو نوچے۔ تو ان میں سے ہر ایک پر ایک غلام آزاد کرنا ضروری ہے۔ یا دس فقیروں کو کھانا کھلانا ضروری ہے یا دس فقیروں کو کپڑے پہنانا لازمی ہے۔ اگر ان میں کسی کفارہ کی طاقت نہ رکھے۔ تو تین دن کے روزے رکھے۔ بلکہ اگرچہ چہرہ پر خراشنے سے خون نہ بھی نکلے۔ تو بھی از روئے احتیاط اس طریقہ (کفارہ) کو اپنانا چاہیے۔

شیعہ لوگوں کے ہاں جو فقہ مروج ہے۔ اس کے تین مسائل جو اوپر درج کیے گئے۔ ان سے واضح ہو گیا۔ کہ مروجہ ماتم ان کی فقہ میں بھی ایک حرام فعل ہے۔ جس کی حرمت واضح دلیل یہ ہے۔ کہ اس پر ان کے فقہاء نے کفارہ واجب کیا۔ اور کفارہ کسی جرم اور گناہ

سانی ہو تا ہے۔ لہذا ماتم کرنے والے پر کفارہ کا وجوب اس فعل ماتم کو جرم اور گناہ ثابت کرتا ہے۔ اپنی فقہ سے لازماً شیعہ علماء اور ذاکرین بے خبر نہ ہوں گے۔ جانتے ہوئے پھر عوام کو اس فعلِ قبیح اور موجب کفارہ سے لوگوں کو روکنے کی تبلیغ کیوں نہیں کرتے بلکہ روکنے کی بجائے وہ مروجہ ماتم پر بہت سے انعامات اور اجر و ثواب کا وعدہ سناتے ہیں۔ جن کی کوئی حقیقت اور جن میں کوئی صداقت نہیں ہوتی۔ لہذا اگر کسی شیعہ کو اس فعل قبیح کے بارے میں ذاکرین نے اندھیرے میں رکھا۔ تو ہم نے انہیں، چراغ دکھا دیا ہے۔ آگے اس کی روشنی میں چلنا نہ چلنا ان کی مرضی۔

وما علینا الا البلاغ

۱۹ مروجہ ماتم کے رد میں امام خمینی اور ایرانی صدر خامنائی کا فتوے

مروجہ ماتم یعنی سینہ کوبی اور خنجر زنی شیعہ وسنی، سب کے ہاں بالاتفاق ناجائز و حرام ہے۔ کتب اہل سنت میں تو اس کے حوالہ جات کی کمی نہیں لیکن مدعیٔ ماتم کے نزدیک چونکہ کتب اہل سنت، قابل حجت نہیں۔ اس لیے فقیر نے مناسب خیال کیا ہے کہ شیعہ کے موجودہ دور کے متفقہ امام بلکہ بقول اہل تشیع "آیت اللہ العظمیٰ" واللہ کی بہت بڑی نشانی، جناب خمینی صاحب اور ایران کی شیعہ حکومت کے شیعہ صدر جناب خامنائی کا ایک فتویٰ جو روزنامہ جنگ ۳ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء بروز منگل جلد پنجم کالم نمبر ۲ میں شائع ہوا۔ قارئین گوش گزار کر دیا جائے فتویٰ کا مضمون درج ذیل ہے۔

یوم عاشور منانے کے مروجہ طریقے غیر اسلامی ہیں (خامنائی)

تہران خصوصی رپورٹر

ایران کے صدر نے کہا کہ یوم عاشور پر امام حسین کی یاد تازہ کرنے کے مروجہ طریقے یکسر غلط اور غیر اسلامی ہیں۔ اسلام آباد کے ایک انگریزی روزنامہ کے مطابق ایران میں نماز

جمعہ کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ طریقہ نمود و نمائش اور غیر اسلامی اصولوں پر مبنی ہے فضول خرچی اور اسراف ہمیں امام حسین کے راستے سے دور کر دیتا ہے۔ انہوں نے علم اور تعزیہ کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ خواہ محراب و گنبد کی شکل ہی کیوں نہ ہو یاد تازہ کرنے کی اسلامی شکل نہیں۔ ان نمائشی چیزوں پر رقم خرچ کرنا حرام اور عاشورہ کی روح کے منافی ہے۔ کیونکہ یہ دن تفریح کا دن نہیں ہے۔ امام خمینی کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے صدر خامنائی نے کہا مذہبی تقریبات کے دوران لاؤڈ سپیکر کا استعمال مدہم ہونا چاہیے اور عزاداری کے مفادات پر بھی پڑوسیوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے۔ لوگوں کو ماتم کرنے پر کسانا نہیں چاہیے۔ اور نہ ہی یہ رسم لوگوں کے لئے تکلیف دہ ہونی چاہیے۔

توضیح: قارئین کرام آپ نے دیکھ لیا کہ وہ ماتم جو علم و تعزیہ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس کو شیعہ کے دو اماموں نے نمود و نمائش اور غیر اسلامی قرار دیا ہے۔ روح اسلام کے خلاف گردانا ہے اور اس پر رقم خرچ کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ یہ فتویٰ ان لوگوں کا ہے جن کو نہ تو کسی تقیہ کی ضرورت ہے۔ اور نہ ہی ان پر مفہوم تقیہ صادق آتا ہے معلوم ہوا کہ اہل تشیع کا مروجہ ماتم کو اپنا شعار اور طریقہ بنا لینا سراسر غلط اور بے اصل و بے بنیاد ہے۔ نیز محافل محرم کے بھی خلاف ہے۔ امام خمینی نے اپنی مشہور کتاب "کشف الاسرار" میں یوں لکھا ہے

۲۔ **کشف الاسرار:** یک نظری بعزاداری اینجا باید گفتنی ہم در خصوص عزاداری و مجالس کہ بنام حسین بن علی بپا میشود بگوئیم۔ ما و ہیچ دیندار نمیگوئیم کہ با این اسم ہر کس ہر کاری میکند خوب است۔ چہ بسا علما بزرگ و دانشمندان بسیاری از این کارہا را ناروا دانستہ و بقوت خود از آن جلوگیری کردند۔ چنانچہ ہمہ میدانیم کہ دولیست و چند سال پیش از این عالم عالی بزرگوار مرحوم حاج شیخ عبدالکریم کہ از بزرگ ترین روحانیین شیعہ بود در قم شبیہ خوانی را منع کرد و یکے از مجالس بسیار بزرگ را مبدل بروضہ خود کرد و روحانیین و دانشمندان دیگر ہم چیزہائے کہ بر خلاف

دستور دین بودہ منع کردہ ومیکنند (کشف الاسرار ص ۱۳ مطبوعہ تہران در ذکر جواب دیگر از اعتراض)

ترجمہ: اس مقام پر ایک آدھ بات خاص کر عزاداری اور ان مجالس کے بارے میں ہونی چاہیئے جو امام حسین بن علی کے نام پر منعقد ہوتی ہیں۔ ہم اور تمام دیندار لوگ یہ نہیں کہیں گے کہ اس نام کے ساتھ جو بھی کوئی کام کرتا ہے اچھا کرتا ہے۔ اس لیے کہ بہت سے بزرگ علماء اور دانشمندوں نے ان کاموں کو ناروا کہا اور سمجھا ہے۔ حتیٰ کہ ان سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ جیسا کہ تمام لوگ جانتے ہیں کہ آج سے بیس سال سے زائد عرصہ ہوا کہ ایک بہت بڑے عالم عامل جناب شیخ عبدالکریم حاجی مرحوم جو شیعہ برادری میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں نے قم میں شبیہ خوانی کو منع کیا اور ایک بہت بڑی مجلس کو روضہ خوانی کی مجلس میں تبدیل کردیا۔ اسی طرح کا روحانی مقام رکھنے والے دیگر دانشمندوں نے بھی ان کاموں سے منع کیا ہے۔ جو دین کے خلاف تھے۔ اور وہ اب بھی ایسا کرتے ہیں۔

امام خمینی کے اس بیان کے بعد مروجہ ماتم کے حرام و ناجائز ہونے میں بھی کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا اور اس سے بھی زیادہ توضیح مروجہ ماتم کے حرام ہونے پر ان کی کتاب "تحریر الوسیلہ" میں، اور توضیح المسائل میں یوں مذکور ہے۔

۱۔ تحریر الوسیلہ: وَلَا یَجُوْزُ اللَّطْمُ وَالْخَدْشُ وَجَزُّ الشَّعْرِ وَنَتْفُهٗ وَالصُّرَاخُ الْخَارِجُ عَنْ حَدِّ الْاِعْتِدَالِ عَلَی الْاَحْوَطِ وَلَا یَجُوْزُ شَقُّ الثَّوْبِ عَلٰی غَیْرِ الْاَبِ وَالْاَخِ بَلْ فِیْ بَعْضِ الْاُمُوْرِ الْمَذْکُوْرَۃِ تَجِبُ الْکَفَّارَۃُ فَفِیْ جَزِّ الْمَرْأَۃِ شَعْرَهَا فِی الْمُصِیْبَۃِ کَفَّارَۃُ شَهْرِ رَمَضَانَ وَفِیْ نَتْفِهٖ کَفَّارَۃُ الْیَمِیْنِ وَکَذَا تَجِبُ کَفَّارَۃُ الْیَمِیْنِ فِیْ خَرْشِ الْمَرْأَۃِ وَجْهَهَا اِذَا اَدْمَتْ بَلْ مُطْلَقًا عَلَی الْاَحْوَطِ وَفِیْ شَقِّ الرَّجُلِ ثَوْبَهٗ فِیْ مَوْتِ زَوْجَتِهٖ اَوْ وَلَدِهٖ وَهِیَ اِطْعَامُ عَشَرَۃِ

مَسَاكِيْنَ اَوْكِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ وَاِنْ لَمْ يَجِدْ

فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ - (تحریر الوسیلہ جلد اول ص ۹۰ باب فی نقل المیت مطبوعہ تہران مکتبہ اسلامیہ ۱۱۰۰ ھ)

ترجمہ: اور جائز نہیں ہے طمانچے مارنا اور کھرچنا بالوں کو کھینچنا اور نوچنا اور حدِ اعتدال سے زیادہ آواز نکالنا۔ اور جائز نہیں کپڑوں کو پھاڑنا سوائے باپ اور بھائی کے۔ بلکہ بعض امورِ مذکورہ میں کفارہ واجب ہوتا ہے تو اگر عورت مصیبت میں بالوں کو کھینچے تو اس پر ایک ماہ کے روزے بطورِ کفارہ واجب ہیں۔ اور اگر نوچے تو کفارہ یمین واجب ہے۔ اور اسی طرح جب عورت اپنے چہرے کو چھیلے تو بھی اس پر کفارہ یمین واجب ہے۔ جبکہ خون نکل آئے۔ بلکہ زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ اس کو مطلق قرار دیا جائے۔ (یعنی خون نکلے یا نہ نکلے) اور کوئی مرد اپنی بیوی یا بیٹے کی موت پر کپڑے پھاڑے تو اس پر دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا دس مسکینوں کو کپڑے دینا واجب ہیں۔ اور اگر یہ نہ پائے تو تین روزے رکھے۔

۲۲ توضیح المسائل:

مستحب ہے کہ انسان اپنے عزیزوں کی موت پر خصوصاً بیٹے کی موت پر صبر کرے۔ یعنی جس وقت یہ یاد آئے۔ تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اور میت کے لیے قرآن پڑھے۔ اور ماں باپ کی قبر پر خداوند تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے۔ اور قبر پختہ بنائے تاکہ جلدی خراب نہ ہو۔ جائز نہیں کہ انسان کسی کی موت پر اپنے چہرے کو خراشے یا اپنے آپ کو طمانچے مارے۔ باپ اور بھائی کے علاوہ کسی کی موت پر گریبان چاک کرنا جائز نہیں۔ اگر شوہر بیوی یا بیٹے کی موت پر گریبان چاک کرے اور کپڑے پھاڑے۔ یا اگر عورت کسی کی میت پر اپنے چہرے کو اس طرح خراشے

کر خون آ جائے یا بال نوچے تو اسے ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں لباس دینا پڑے گا۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن روزے رکھے۔ بلکہ اگر خون نہ بھی نکلے تو احتیاطاً واجب ہے کہ اس دستور پر عمل کرے۔ احتیاطِ واجب یہ ہے کہ کسی میت پر آواز کو زیادہ بلند نہ کرے۔ (توضیح المسائل مترجم ص ۱۰۱ تذکرہ مستحبات دفن مصنفہ امام خمینی ناشر سازمان تبلیغات اسلامی شعبۂ روابط بین الملل)

وضاحت:

امام خمینی نے مروجہ ماتم یعنی کپڑے پھاڑنے اور طمانچے مارنے کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا۔ یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں کپڑے دینا۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو تین روزے رکھنا بیان کیا ہے۔ خمینی صاحب کے اس فتویٰ سے معلوم ہو رہا ہے کہ افعالِ مذکورہ یعنی مروجہ ماتم ان کے نزدیک ایک شرعی جرم ہے۔ جس کا شرعاً کفارہ واجب ہے لیکن یاد رہے کہ امام خمینی نے جو گریبان چاک کرنا منع قرار دیا ہے۔ اور اس میں سے بھائی اور باپ مستثنیٰ کیا ہے۔ تو یہ ان کی تخصیص بلا دلیل ہے۔ بصورت تسلیم بھی یہ تخصیص اہل تشیع کے لیے مفید ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ شیعہ تو امام حسین اور ان کے رفقاء کا ماتم کرتے ہیں۔ جو ان کے باپ ہیں نہ بھائی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مروجہ ماتم شیعہ سنی دونوں کے نزدیک متفق علیہ حرام ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

باب ہفتم

لوہے کے کڑے وغیرہ پہننا کیسا ہے؟

مسلک اہل سنت و جماعت: کڑے پہننا حرام ہے۔

ہے۔

مسلک شیعہ: کپڑے پہننا عبادت ہے اور ہر اہل شیعہ کی نشانی ہے۔

مسلک اہل بیت اطہار:

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قَالَ لَا تَجُوزُ الصَّلٰوۃُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْحَدِيْدِ فَاِنَّہٗ نَجِسٌ مَمْسُوْخٌ۔

(۱۔ فروع کافی جلد سوم ص ۴۰۰ کتاب الصلوۃ باب اللباس الذی یکرہ فیہ الصلوۃ الخ

(۲۔ تہذیب الاحکام جلد دوم ص ۲۲۷ باب فی ما یجوز بہ الصلوۃ فیہ من اللباس الخ مطبوعہ تہران طبع جدید)

(۳۔ علل الشرائع باب ۵۰ ص ۳۴۸ العلۃ التی من اجلھا لا یجوز للرجل ان یختم بخاتم)

ترجمہ:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوہے کی کوئی چیز پہن کر نماز جائز نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ نجس اور بری چیز سے مسخ کی ہوئی ہے۔

عن السکونی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي الرَّجُلُ وَفِيْ يَدِہٖ خَاتَمُ حَدِيْدٍ۔

(۱۔ فروع کافی جلد سوم ص ۴۰۴ کتاب الصلوۃ

باب اللباس الذی یکرہ فی الصلوٰۃ الخ مطبوعہ
تہران طبع جدید)

(۲- تہذیب الاحکام جلد دوم ص ۲۲۷ باب
فی ما یجوز الصلوٰۃ فیہ من اللباس الخ مطبوعہ
طبع جدید تہران)

(۳- من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۱۶۳
باب فی ما یصلی فیہ وما لا یصلی فیہ
مطبوعہ تہران جدید)

سکونی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی
پہن کر کوئی آدمی نماز نہ پڑھے۔

حدیث ۳:

من لا یحضرہ الفقیہ:

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا طَہَّرَ اللّٰہُ یَدًا فِیْھَا حَلْقَۃُ
حَدِیْدٍ۔

(من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۱۶۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس ہاتھ کو پاک نہیں کرے گا جس میں
لوہے کی انگوٹھی ہے۔

حدیث ۴:

رَوٰی عَمَّارُ السَّابَاطِیُّ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
فِی الرَّجُلِ یُصَلِّیْ وَعَلَیْہِ خَاتَمُ حَدِیْدٍ قَالَ لَا

وَلَا يَتَخَتَّمْ بِهٖ لِاَنَّهٗ مِنْ لِبَاسِ اَهْلِ النَّارِ۔

(من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۱۶۴ باب فی ما یصلی فیہ و ما لا یصلی الخ مطبوعہ تہران

علل الشرائع باب ۵۷ ص ۳۴۸/ العلۃ من اجلھا لا یجوز ان یتختم طبع جدید طبع قدیم ص ۸۲ مطبوعہ لکھنؤ)

بخاتم

ترجمہ:

عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے لوہے کی انگوٹھی پہنے شخص کے بارے میں نماز کا حکم بیان فرمایا۔ اور کہا اس کی نماز نہ ہوئی۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ لوہے کی انگوٹھی نہ پہنی جائے۔ کیونکہ یہ دوزخیوں کا لباس (زیور) ہے۔

لمحہ فکریہ:

یہ چند احادیث ان احادیث کا نمونہ ہیں۔ جن میں لوہے کی انگوٹھی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ارشادات بیان کئے گئے۔ لوہے کی انگوٹھی سے نماز کا نہ ہونا، اس سے ہاتھ کی پاکیزگی جاتے رہنا اور اس کا دوزخیوں کا زیور ہونا کیا یہ عقوبات کم ہیں؟

باب ہشتم ⁕ نوحہ خوانی حرام ہے۔

مسلک اہل سنت و جماعت۔ نوحہ خوانی حرام ہے

مسلک شیعہ: نوحہ خوانی نہ صرف ضروری ہے بلکہ اہل شیعہ ہونے کی نشانی ہے اور

عبادت ہے

مسلک اہل بیت اطہار:

در حدیث است کہ غناء نوحۂ ابلیس بود بر فراق بہشت و فرمود نوحہ کنندہ بیاید روز قیامت نوحہ کناں مانند سگ۔ و فرمود نوحہ و غنا فسون زنا است۔

(مجمع المعارف حاشیہ بر حلیۃ المتقین ص ۱۶۲

در حرمت غنا مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

حدیث پاک میں ہے۔ کہ غناء، ابلیس کا نوحہ (ماتم) ہے۔ یہ ماتم اس نے بہشت کی جدائی میں کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماتم کرنے والا کل قیامت کے دن کتے کی طرح آئے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ ماتم اور مرثیہ خوانی زنا کا منتر ہے۔

بروایتے فرمود۔ کہ ہفت نفر در قبر از قبلہ رو گرداں شوند۔ خمر فروش، مصر بر شراب، شہادت دہندہ بناحق و محتکر در با خوار و عاق والدین و نوحہ گر

بمطابق ایک روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سات آدمیوں کا قبر میں منہ قبلہ کی طرف سے پھیر دیا جاتا ہے۔ (۱) شراب بیچنے والا (۲) شراب لگاتار پینے والا۔ ۳۔ ناحق گواہی دینے والا۔ ۴۔ جوا باز (۵) سود خوار (۶) والدین کا نافرمان۔ ۷۔ ماتم کرنے والا۔

(مجمع المعارف حاشیہ بر حلیۃ المتقین ص ۱۶۸

مطبوعہ تہران طبع جدید)

۴۳۔ غناء کرنے والے اور مرثیہ خوان کو قبر سے اندھا اور گونگا کر کے اٹھایا جائے گا

مجمع المعارف:

از رسول خدا منقول است۔ کہ محشور خواہد شد صاحب غنا و خواندگی از قبرش کور و گنگ کہ چوں زناکار و سازندہ، ہیچ میت کہ بلند کند آواز خود را بخواندگی مگر آنکہ خدا دو شیطان فرستد کہ بر دوش او سوار شدہ و بپاشنہ پا ہائے خود بسینہ و پشت او زنند تا وقتی واگذارد و فرمود کہ ہر کہ یک درہم بصاحب ساز دہد و آلت فساد دہد نزد خدا شدید تر است از زنا با مادر خود ہفتاد بار۔

(مجمع المعارف حاشیہ بر حلیۃ المتقین ص ۱۶۳ در حرمت غنا مطبوعہ تہران طبع قدیم)

ترجمہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ کہ غناء کرنے والا اور مرثیہ خوان کو قبر سے زانی کی طرح اندھا اور گونگا اٹھایا جائے گا۔ اور کوئی گانے والا جب مرثیہ خوانی کے لیے آواز بلند کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ دو شیطان اس کی طرف بھیج دیتا ہے۔ جو اس کے کندھے پر سوار ہو جاتے ہیں۔ وہ دونوں اپنے پاؤں کی ایڑیاں اس کی چھاتی اور پشت پر اس وقت تک مارتے رہتے ہیں۔ جب تک وہ نوحہ خوانی ترک نہ کرے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی شخص کسی ساز بجانے والے کو ایک درہم دیتا ہے۔ اور اسے کوئی گانے بجانے والا آلہ دے کر دیتا ہے تو اس کا ایسا کرنا اپنی سگی ماں سے ستر مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ برا ہے۔

حیات القلوب:

آنحضرت فرمود) وزنی را دیدم بصورتِ سگ و آتش در دبرش داخل میکردند وازدہانش بیروں می آید وملائکہ سرو بدنش را بگرز ہائے آہن می زدند۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا گفت اے پدر بزرگوارِ من! مرا خبر دہ کہ عمل وسیرت ایشاں چہ بود کہ حق تعالیٰ ایں نوع عذاب برایشاں مسلط گرداند۔ حضرت گفت کہ آن زنے کہ بصورتِ سگ بود و آتش در دبرش میکردند۔ او خوانندہ و نوحہ کنندہ وحسود بود۔

(۱۔ حیات القلوب جلد دوم ص ۵۴۲ باب بست وچہارم در معراج آنحضرت مطبوعہ نولکشور)

(۲۔ عیون اخبار الرضا جلد دوم ص ۱۱۔ باب راہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المعراج الخ مطبوعہ نجف اشرف طبع قدیم)

(۳۔ انوار نعمانیہ جلد اول طبع جدید ص ۲۱۶ مطبوعہ تبریز فی ذکر نور ملکوتی وطبع قدیم ص ۶۸ دستی۔)

ترجمہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے ایک عورت کتے کی شکل میں دیکھی۔ کہ فرشتے اس کی دبر سے آگ داخل کرتے ہیں۔ اور منہ سے آگ باہر آجاتی ہے۔ اور فرشتے آہنی گرزوں کے ساتھ اس کے سر اور بدن کو مارتے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا میرے بزرگوار ابا جان مجھے بتلائیے۔ کہ ان عورتوں کا دنیا میں کیا عمل اور عادت تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ

نے ان پر اس قسم کا عذاب مسلط کر دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ وہ عورت جو کتے کی شکل میں تھی۔ اور فرشتے اس کی دبر میں آگ جھونک رہے تھے۔ وہ مرثیہ خوان، نوحہ کرنے والی اور حسد کرنے والی تھی۔

۵۔ نوحہ گر کو قیامت کے دن پگھلے ہوئے تانبہ کا لباس پہنایا جائے گا۔

حیات القلوب:

ابن بابویہ بسند معتبر از امام جعفر صادق روایت کردہ است کہ حضرت رسول فرمود کہ چہار خصلت بد ہمیشہ در امت من خواہد بود تا روز قیامت اول فخر کردن بحسبہائے خود دوم طعن کردن بر نسب ہائے مردم سوم آمدن باراں را از اوضاع کواکب دانستن و اعتقاد بعلم نجوم داشتن چہارم نوحہ کردن و بدرستیکہ اگر نوحہ کنندہ توبہ نکند پیش از مردنش چوں روز قیامت مبعوث شود جامہ از مس گداختہ و جامہ از جرب براو پوشانند

(حیات القلوب جلد دوم ص ۱۱۶۵ باب شصت و دوم در فضائل امت آنحضرت مطبوعہ نو لکشور طبع قدیم)

ترجمہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ابن بابویہ نے معتبر روایت سے بیان کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چار بری عادتیں

قیامت تک میری امت میں رہیں گی۔ پہلی اپنے حسب پر فخر کرنا دوسری لوگوں کے نسب پر طعن کرنا تیسری بارش کا ستاروں کی گردش سے اُسنے کا عقیدہ رکھنا اور علم نجوم پر یقین کرنا چوتھی نوحہ کرنا۔

خوب جان لینا چاہیئے۔ کہ اگر نوحہ کرنے والا اپنے مرنے سے قبل توبہ نہ کرے گا۔ بروز قیامت جب اُٹھایا جائے گا۔ تو تانبہ پگھلا ہوا۔ اور تارکول کے بنے کپڑے اس کو پہنائے جائیں گے۔

اس حدیث سے واضح ہوا۔ کہ نوحہ (رونا پیٹنا و ماتم کرنا) گناہ کبیرہ ہے۔ جس کی معافی سچی توبہ سے ہی ہو سکتی ہے۔ اگر بغیر توبہ مر گیا۔ تو اُس گناہ کی پاداش میں اُسے دوزخیوں میں ممتاز لباس پہنایا جائے گا یعنی پگھلے تانبے کی شلوار اور تارکول لہٰذا مقام غور ہے کہ یہ حدیث ایسی مضبوط حدیث ہے۔ کہ ملا باقر مجلسی شیعی نے خود اس کی سند کو معتبر کہا ہے۔ یعنی اس کے راویوں میں سے کوئی بھی جھوٹا کذاب اور مجروح نہیں

اما غناء پس شکی نیست در حرمت و مذمت گوش کردن آں مطلقاً چہ در مصیبت و مرثیہ خوانی حضرت سید الشہداء (ع) باشد یا غیر آں ....

و حقیقت غناء ہماں صوت لہویست خواہ با ترجیع باشد یا از تقطیع صوت و موزون کردن او حاصل شود۔ چنانچہ در لحن مشہور تصنیف و نوحہ ہائے مرازان۔

(منتہی الآمال جلد اول ص ۵۴۹ در مذمت غناء و عدم جواز غناء در مراثی مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

غناء کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور اس کا سننا قابلِ مذمت ہے۔ چاہے کسی مصیبت کے وقت یا امام عالی مقام حضرت

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرثیہ پڑھتے وقت یا کسی اور جگہ ہی کیوں نہ ہو۔

نہم و ہم دراجرائے سوال عقبۂ دہم کہ از غنا و خواندگی و آں سخن حرام است۔

بدانکہ ایں زمزمۂ شیطانی و نوحۂ شوم اہل خذلان و شغل ارباب شقاق و آشیانۂ نفاق بالاجماع والاتفاق اہل بیت عصمت صلوات اللہ علیہم و علمائے شیعہ و اہل وفاق حرام است۔ چنانکہ متقدمین و متاخرین نقل کردہ اند۔ بلکہ بمثل زنا حرام است۔ و حرمت او ضروری مذہب شیعہ است واز کبائر گناہان است۔ کہ مرتکب آں فاسق و فاجر است۔ و ہر کہ حلال داند ظاہر آں مرتد و کافر است وآیات متکاثرہ و روایات متواترہ در حرمت او وارد شدہ است و تا حال احدی از علمائے امامیہ بکلیت آں قائل نہ شدہ اند۔)

(مجمع المعارف حاشیہ حلیۃ المتقین ص ۱۶۱
در حرمت غناء مطبوعہ تہران طبع قدیم)

ترجمہ:

دسویں ممانعت غناء اور نوحہ خوانی کے دسویں عقاب (سزا) کے سوال کے اجراء میں۔ اور وہ (نوحہ خوانی) حرام باتوں کا نام ہے۔ جان لو! کہ غناء اور نوحہ خوانی شیطان کا نغمہ ہے۔ اور ذلیل لوگوں کا برائی بھرا رونا کرلانا ہے۔ اور نافرمانوں کا شغل اور منافقوں کا آشیانہ ہے۔ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین، تمام علماء شیعہ اور اہل وفاق کے نزدیک حرام ہے۔ جد اکرا گلے پچھلے سبھی شیعی اکابر نے اسے نقل کیا ہے۔ بلکہ اس کی حرمت زنا جیسی ہے۔ اور مذہب شیعہ میں اس کی حرمت

بہت ضروری ہے۔ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ جس کا مرتکب، فاسق اور فاجر ہے۔ اور جو اس (غناء نوحہ خوانی) کو حلال جانے گا۔ بظاہر وہ مرتد اور کافر ہے۔ اس کی حرمت پر بہت سی آیات اور احادیث متواترہ موجود ہیں۔ علمائے امامیہ میں سے کسی ایک نے بھی آج تک اس کے حلال ہونے کا قول نہیں کیا۔

باب نہم

تعزیہ نکالنا

مسلک اہل سنت و جماعت: تعزیہ نکالنا حرام ہے۔

مسلک شیعہ: تعزیہ نکالنا عبادت ہے۔

مسلک اہل بیت اطہار:

تعزیہ کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان

من لایحضرہ الفقیہ:

قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَنْ جَدَّدَ قَبْرًا اَوْ مَثَّلَ مِثَالًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ۔

(من لایحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۱۲۰ باب النوادر مطبوعہ تہران طبع جدید)

--

(من لایحضرہ الفقیہ ص ۶۰ فی تجدید القبور مطبوعہ لکھنو

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص قبر پھر سے بنائے۔ یا اس کی تشبیہ و شکل بنائے۔ وہ اسلام سے خارج ہے

باب دہم　　گھوڑا نکالنا

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هٰذِهٖ كَرْبَلَاءُ مَوْضِعُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ هٰذَا مَنَاخُ رِكَابِنَا وَمَحَطُّ رِحَالِنَا وَمَقْتَلُ رِجَالِنَا۔

(۱) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد دوم ص ۴۷ فی مقتلہ علیہ السلام مطبوعہ تبریز طبع جدید)

(۲) مناقب ابن شہر آشوب جلد چہارم ص ۹۷ فی مقتلہ علیہ السلام مطبوعہ قم طبع جدید)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہی کربلا ہے۔ اور یہی تکلیف و امتحان کا مقام ہے۔ ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ، ہمارے کجاوے اتارنے کا مقام اور ہمارے نوجوانوں کی شہادت گاہ ہے۔

فَقَالَ الْحُسَيْنُ وَاللّٰهِ لَا أُعْطِيْ بِيَدِيْ إِعْطَاءَ الذَّلِيْلِ ثُمَّ أَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ وَأَمَرَ عُقْبَةَ بْنَ سَمْعَانَ أَنْ يَعْقِلَهَا بِفَاضِلِ زِمَامِهَا۔

(مقتل ابی مخنف ص ۵۵ مضایقہ القوم للحسین

امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! میں ذلیل آدمی کی طرح اپنا ہاتھ (کسی کی بیعت میں) نہ دوں گا۔ اور نہ غلاموں کی طرح راہِ فرار اختیار کروں گا۔ اور عقبہ بن سمعان کو حکم دیا۔ کہ اس اونٹنی کے پاؤں باندھ دے۔ تو اس نے بچی ہوئی نکیل کی رسی سے اُسے باندھ دیا۔

كان وقت السحر عزم على

المسير الى العراق فاخذ محمد ابن

الحنيفة زمام ناقته وقال يا اخى ما سبب ذالك انك

عجلت فقال جدى رسول الله صلى الله عليه وسلم

اے بھائی جو کچھ تم نے کہا ہے میں اس میں غور کروں گا۔ مگر جب صبح

ہوئی تو حضرت نے سفر عراق کا قصد مصمم فرمایا یہ خبر پا کر محمد ابن حنفیہ آئے

اور انہوں نے آپ کے ناقہ کی مہار پکڑ لی۔ اور عرض کی کہ اے بھائی

اتنی عجلت فرمانے کی کیا وجہ ہے۔ جناب حسین نے فرمایا تمہارے

رخصت ہونے کے بعد میں سو گیا۔ تو میں نے عالم رؤیا میں نبی پاک

علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ تشریف لائے ہیں۔ تو آپ نے مجھے سینہ اقدس سے

ان تینوں درج بالا حوالوں سے خط کشیدہ عربی عبارات اور ان کے خط کشیدہ ترجمہ سے ہر لحاظ سے واضح ہے کہ کربلا میں امام عالی مقام حضور لجپال مولا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گھوڑے تھے ہی نہیں بلکہ ان کے زیر استعمال ناقہ اور اونٹ تھے۔ اہل شیعہ کی ان معتبر کتب میں صرف اونٹوں کا ذکر ہے۔ جب کربلا میں گھوڑے کا وجود ہی نہیں ہے تو گھوڑا نکالنے کا جواز ہی ختم ہو جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا اللہ جل جلالک — یارسول اللہ ﷺ

شانِ پنجتن پاک رضی اللہ عنہم

حکم تصنیف

مخدوم ملت، منبعِ رشد وہدایت قبلہ عالم حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

مصنف: خادم حضور محمد رفیق کیلانی ایم اے (عربی، اسلامیات) گولڈ میڈلسٹ

ناشر: دارالتبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف (گوجرانوالہ)